نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۴۵ تا ۴۸

بیاد
جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور
نور اللہ مرقدہٗ

رئیس ادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہٗ

مجلس ادارت
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : -/۸ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے



۳ رمضان ۱۴۰۵ھ

قرآن کریم
— اور —
کلکتہ ہائی کورٹ

ہفت روزہ نئی دنیا دہلی کی رپورٹ کے مطابق کلکتہ ہائی کورٹ میں دو غیر مسلموں نے اس مضمون کی رٹ دائر کی ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم متنازعہ کتاب ہے اس کی اشاعت طباعت پر پابندی لگائی جائے

اس خبر کے ساتھ ہی بھارت کے کروڑوں مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور دہلی میں اس رٹ سے پیدا شدہ صورت حال سے نمٹنے کے لئے مسلمانوں نے "فدائین قرآن کمیٹی" قائم کر دی ہے جس کے سربراہ "نئی دنیا" کے ایڈیٹر جناب شاہد صدیقی ہیں اور اس کمیٹی کی طرف سے بھارت کے معروف مسلم قانون دان جناب شجاعت اللہ خان سپریم کورٹ میں یہ رٹ دائر کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ قرآن کریم الہامی کتابوں میں سے ہے اور دنیا کی کسی عدالت کو کسی الہامی کتاب پر پابندی لگانے کا اختیار نہیں ہے اس لئے کلکتہ ہائی کورٹ میں قرآن کریم کی اشاعت کے خلاف دائر کردہ رٹ خارج کی جائے۔

یہ خبر صرف بھارتی مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے صدمہ اور رنج کا

ناشر: میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

باعث بنی ہے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کی حیثیت سے ملتِ اسلامیہ کے دین و عقیدہ کی بنیاد ہے اور اس مقدّس کتاب کے ساتھ مسلمانوں کی پُرجوش عقیدت و محبت کا مظاہرہ یہ دنیا ہزاروں دیکھ چکی ہے۔

بھارت اپنے حکمرانوں کے ..عووں کے مطابق ایک سیکولر ملک ہے جہاں ان کے بقول ہر مذہب کے پیروکاروں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے لیکن اس نام نہاد سیکولر ملک میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک گذشتہ ۳۷ برس سے روا رکھا جا رہا ہے وہ اقوام عالم سے مخفی نہیں ہے۔ بھارت کے انتہا پسند ہندو مسلمانوں کے عقائد و شعائر اور جان و مال کو زک پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ہزاروں بار مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے اور سینکڑوں بار ان کے مذہبی عقائد و جذبات پر حملے کئے گئے ہیں لیکن چہرے پر سیکولرازم کا نقاب چڑھائے بھارت کی حکومت اور انتظامیہ نے ہمیشہ مسلمانوں کا تحفّظ کرنے کی بجائے انتہا پسند جنونی ہندوؤں کی پشت پناہی کی ہے اور یہ پشت پناہی کے اس تسلسل کا نتیجہ ہے کہ آج دو بدبخت ہندوؤں کو براہ راست قرآن کریم پر حملہ آور ہونے کا حوصلہ ہوا ہے۔

بھارت کے غیور مسلمانوں نے انتہا پسند ہندوؤں کی اس ناپاک حرکت کے مقابلہ کا جو فیصلہ کیا ہے وہ ان کی ایمانی حمیّت کا تقاضہ ہے لیکن دنیا بھر کی مسلم حکومتوں، عالمِ اسلام کی رائے عامہ اور بالخصوص پاکستان کے حکمرانوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بھارتی حکمرانوں کو اس سلسلہ میں ملّتِ اسلامیہ کے جذبات سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں مجبور کریں کہ وہ مسلمانوں کے دینی عقائد و جذبات کا امتحان نہ لیں اور کلکتہ ہائی کورٹ میں قرآن کریم کے خلاف دائر رٹ کو خارج کرا کے ملّتِ اسلامیہ کو مطمئن کریں۔

بھارتی حکمران جب سیکولرازم کے دعویدار ہیں اور بھارت کے آئین کی بنیاد بھی سیکولرازم پر ہے تو پھر اس آئین کے تحت ملک میں بسنے والے کروڑوں افراد کی مذہبی کتاب کے خلاف رٹ کو ہائی کورٹ میں سماعت کے لئے قبول کرنے کا آخر کیا جواز ہے؟

بقیہ : مجلسِ ذکر

اور مجبور و پریشاں حال زندگی کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش ہے اگر اللہ کی رحمت کا آفتاب ہمارے دلوں پر طلوع ہو گیا تو دل کا آئینہ اس کے نور سے ماہتاب بن جائے گا۔ دنیا کی فنا اور آخرت کی بقا کا یقین پیدا ہوگا اور قدرت کے ہر فیصلے، ہر کام پر دل راضی اور مطمئن ہو جائے گا۔ جو اپنے رب کے فیصلوں اور حکموں پر راضی ہو گیا اسی کو یہ بشارت ملے گی کہ :-

"اے اطمینان والی روح!
اپنے رب کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی—
پس میرے بندوں میں شامل ہو اور جنّت میں داخل ہو"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ العزیز کی

آخری یادگار تحریر

امام الہدیٰ حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی وہ آخری یادگار تحریر جو انہوں نے اپنے خادم اور مکتبہ خدام الدین کے انچارج بھائی عبدالرؤف صاحب کے قرآن عزیز کے صفحہ اوّل پر لکھ کر دی۔ (ادارہ)

ما شعہ

قرآن حکیم صحائف آسمانی کی سردار اور سب سے جامع تر کتاب ہے اس کی بعض بنیادی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ بس ایک خالق باقی سب اس کی مخلوق ہیں اس کے سوا کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ ضرر صرف وہی ایک عبادت کے لائق ہے اس نے اپنے پیغمبروں کی معرفت ہمیں یہ پیغام بھیجا ہے کہ آپس میں پیار محبت سے رہنا سیکھو ایک دوسرے کی خدمت میں خوشی تلاش کرو جو دوسرے کو دکھ دے گا وہ دکھ اٹھائے گا جو ستائے گا وہ ستایا جائے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑی کوئی عبادت نہیں کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا دکھ سکھ بانٹیں اور اپنے بھائی کو مسرت و شادمانی سے ہم کنار کریں شرک کے بعد بدترین گناہ ایذا رسانی خلق ہے ایمان کے

لقد اصل تر [illegible] نیکی خلق کو آرام پہنچانا ہے ہمسایہ کا حق صرف یہی نہیں کہ ان کو ستائے نہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنا بھی ضروری ہے قیامت کے دن غریب ہمسایہ امیر ہمسائے کا دامن گیر ہوگا جو کام سب سے زیادہ سبب مغفرت ہوگا وہ [illegible] سادگی ایمان کی علامت ہے ہر دین کے واسطے خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ مفلس نہیں ہوتا

کہتے ہیں خاتون کی عظمت چار چیزوں سے ہے۔ اس کے دل میں نیکی ہو۔ چہرے میں حیا کا نور ہو۔ زبان میں نرمی و شیرینی ہو۔ اس کے ہاتھ کام میں مصروف رہیں

صدقہ انسان کی عمر بڑھاتا ہے اور ابتلاء و آزمائش سے نجات دلاتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں صدقہ کو حقیر نہ جانو کیونکہ اس کا ایک ذرہ بھی قیامت میں پہاڑ جتنا وزنی ہوگا آپ نے ایک فقیر کو انگور کا ایک دانہ عطا کیا اس نے حقیر جان کر واپس کر دیا حضرت عائشہ نے فرمایا تم نے قرآن نہیں پڑھا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ جو ذرہ بھر نیکی کرے گا دیکھ لے گا اور فرمایا دیکھو اس انگور میں کتنے ذرے ہیں پس فقیر نے توبہ کی اور شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف

راقم عبیداللہ انور
۱۱ اپریل ۱۹۸۵ء





مجلس ذکر سے امام الهدیٰ رح کا آخری الہامی خطاب

عمارتیں کھڑی رہتی ہیں اور بنانے والے دفن ہو جاتے ہیں

انسان بندۂ مخلوق نہیں بندۂ خدا ہے

بندگی کا حق ادا کرنا

دنیا میں آنے والے ہر شخص کا فرض ہے



امام الہدیٰ وارث اسلاف مرشد حق حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○

(ارشاد ہوگا) اے اطمینان والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔

حضرات محترم! یہ دنیا آنی جانی اور فانی ہے۔ یہاں کوئی ہمیشہ نہیں رہے گا۔ جو آیا ہے اس کا آنا ہی اس بات کی دلیل ہے، کہ وہ چلا جائے گا۔ باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔ دنیا میں ہر کوئی نئی عمارت بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ عمارتیں بنتی رہتی ہیں کچھ کھڑی بھی رہتی ہیں مگر بنانے والے بالآخر منوں مٹی تلے دفن ہو جاتے ہیں۔ موت ہی وہ حقیقت ہے جس کا انکار کرنے کی آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ مگر اس کے باوجود انسان اپنی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال لیتا ہے اور دنیا بنانے میں مست ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان دنیا میں اچھی سے اچھی زندگی بسر کرنے اور دنیا کو بنانے سنوارنے میں وقت صرف کرتا رہتا ہے اور دنیا اس کو نکالنے کے وقت کا انتظار کرتی رہتی ہے ○

یہ رواں عدم کو ہے کارواں
پر آگے پیچھے ہیں سب رواں
چلے جا رہے ہیں کشاں کشاں
کوئی قید پیر و جواں نہیں

مگر اس کے باوجود یہ دنیا اور نظامِ کائنات عبث اور فضول نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی اور پیدا کی ہوئی کوئی چیز، اس کا کوئی کام حکمت اور مقصدیت سے خالی نہیں ہے۔



مومن وہ ہے جو کائنات کی حقیقتوں پر غور و فکر کرے۔ اپنی اور کائنات کی تخلیق کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اس بات کو سمجھے اور تسلیم کرے کہ یہ سیارگانِ سماوی سورج چاند ستارے پہاڑوں کے سینہ میں مدفون معدنیات کے ذخائر، آبشاروں کا شور، دریاؤں کا بہاؤ، صحراؤں کی وسعتیں اور سمندروں کی طغیانیاں یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ کائنات کی تسخیر و تعمیر کرے آگ، پانی، بجلی ہوا ہر چیز کو اپنے جائز مقاصد کے لئے استعمال کرے اور اپنے مسائل و مشکلات حل کرے۔ کائنات کی ہر چیز انسان کے لئے ہے مگر انسان ان کے لئے نہیں ہے۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی جنوں اور انسانوں کو ہم نے اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ انسان بندۂ مخلوق نہیں بندۂ خدا ہے اسے چاہیئے کہ بندگی کے تقاضوں کو پہچانے اور بندگی کا حق ادا کرے ؎

بندہ آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسان دنیا کو خوش رکھنے اور اپنے نفس کی چاہتیں پوری کرنے کے لئے اپنے رب، رسول کے حکموں پر عمل نہیں کرتا۔ دین کے خلاف اس لئے عمل کرتا ہے تاکہ اپنی الٹی عقل کے مطابق دنیا کے سامنے شرمندہ نہ ہو۔ اسے داڑھی رکھنے، شادی بیاہ کی رسمیں چھوڑنے میں

> **انسان دنیا بنانے میں**
> **—وقت صرف کرتا رہتا ہے—**
> **اور دنیا اسے کو نکالنے کے**
> **—وقت کے انتظار میں رہتی ہے—**

شرم محسوس ہوتی ہے حالانکہ اگر وہ شرمندگی سے بچنا چاہتا ہے تو اسے قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ساری مخلوق کے سامنے شرمندگی اٹھانے سے بچنے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جب کوئی دنیا کی نظروں سے چھپ کر گناہ کرتا ہے تو قدرت کہتی ہے اے بندے! تُو نے اپنے رب کو دنیا سے بھی کمتر جانا کہ تو نے لوگوں کی نظروں سے تو چھپنے کی کوشش کی مگر یہ احساس نہ کیا کہ میرا رب بھی مجھے دیکھ رہا ہے۔ امام مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے اور اس کے حکموں کے خلاف زندگی گذارے اس کو چاہیئے کہ خدا کی کائنات سے باہر نکل جائے۔ اگر اس حقیقت پر ایمان کی اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور ساری کائنات اس نے بنائی ہے وہی اس کا مالک ہے تو پھر یہ بھی مان لیجئے کہ اس کے حکموں کی تعمیل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کی پیروی کے بغیر گذارہ نہیں۔ جو شخص اپنے نقصان سے ڈرتا ہے بیوی بچوں، دوستوں رشتہ داروں، اپنے افسروں اور حاکموں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے مگر دین و شریعت پر عمل نہیں کرتا اس کا مطلب ہے کہ اسے اور سب کا ڈر ہے صرف اللہ کا ڈر خوف نہیں ہے اس کا اسلام کا دعویٰ محض دکھاوا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو ریاکاری سے بچائے۔ ریاکاری

شرک خفی ہے اور شرک ناقابلِ معافی جرم ہے خواہ کسی پیغمبر کا باپ یا بیٹا کیوں نہ شرک کرے وہ خدا کے عذاب سے نہ بچ سکے گا۔

بہرحال یہ دنیا مسافر خانہ ہے۔ جس کے جانے کا نمبر جب آگیا وہ چلا جائے گا، نہیں رہے گا۔ قیامت کے دن فیصلے ہو جائیں گے اور اس سے پہلے عالم برزخ ہے دونوں جگہ نیک اعمال کی برکت سے اللہ کا فضل کام آئے گا۔ برزخی زندگی میں روح کے ساتھ ان اعمال کا تعلق قائم رہتا ہے جو دنیا میں انسان کر کے گیا ہو۔ اگر کسی نے قرآن پاک حفظ کرنے کا ارادہ کیا مگر پورا قرآن مجید یاد کرنے سے پہلے مر گیا تو فرشتے اسے یاد کرائیں گے اگر کسی نے خودکشی کی ہے تو جس طریقہ سے اس نے اپنی جان کو قتل کیا ہے۔ وہی تکلیف اسے ضرور ملتی رہے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں اللہ کا ڈر اور خوف پیدا کرلے اور اس کی حاکمیت کبریٰ پر ایمان رکھے تو نجات ہو جائے گی۔

> **بعض لوگ رسم و رواج چھوڑ کر دینے پر عمل**
> **اس لئے نہیں کرتے تاکہ دنیا کی نظروں میں**
> **شرمندہ نہ ہوں۔ مگر آخرت کے دن کی رسوائی اور**
> **اپنے رب کے سامنے شرمندگی اٹھانے سے نہیں ڈرتے۔**

حدیث میں آتا ہے کہ پہلی امتوں میں سے ایک شخص کی زندگی گناہوں اور معصیتوں میں گذری مگر دل میں اللہ پر پختہ ایمان اور اس کی گرفت کا ڈر اور خوف موجود تھا اس لئے جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ساری زندگی جیسے میری زندگی گذری ہے مجھے معلوم ہے اب اگر میں فرشتوں کے قابو آگیا تو میرا بُرا حشر ہوگا۔ بس ایک ہی صورت ہے کہ تم میرے انتقال کے بعد میری لاش کو جلا ڈالو اور میرے جسم کی راکھ کو سمندر، صحراؤں جنگلوں میں دُور دُور بکھیر دو۔ مگر اللہ تعالےٰ نے پانی اور ہوا کو اس کے جسم کی راکھ ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دے دیا۔ اس سے سوال ہوا کہ تُو نے خلاف شریعت یہ حرکت کیوں کی۔ اس نے جواب دیا۔ "محض اللہ کے خوف سے"۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "اگر یہ مجھ سے ڈرتا ہے اور میرے ڈر کی وجہ سے اس نے ایسا کیا ہے تو میں اسے معاف کرتا ہوں"۔

اندازہ فرمائیں اللہ تعالےٰ کی رحمت کا۔ یہ ہے کہ "رحمتِ حق بہانہ می جوید"۔ ایسے رحیم و کریم رب کو جو شخص راضی کرنے کی کوشش کرے گا وہ اس سے راضی کیوں نہ ہوگا۔ جو اس کا نام لے گا وہ اس کی مدد کیوں نہ کرے گا؟ یہ

یہ ذکرِ الٰہی کی مجلس بھی اس کی رحمتوں کو اپنی گنہگار

(باقی ۴۴ پر)

دین حق کی اشاعت اصلاحِ نفوس اور تزکیہ قلوب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا

امام الہدیٰ مرشد حق وارث اسلاف حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی طرف سے سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ کے جانشین اور خلفاء کا اعلان

حضرت مولانا صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری جانشین ہونگے



۲۹ محرم الحرام ہجری ۱۴۰۵ھ جمعرات کے روز قبل نماز عشاء خانقاہ راشدیہ قادریہ جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں مجلس ذکر کے بعد شیخ طریقت رأس الاتقیاء امام العلماء حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے دورانِ خطاب ارشاد فرمایا کہ تزکیۂ قلوب اصلاح نفوس اور اللہ اللہ سکھلانے کا کام ہر دور میں جاری رہا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ نے رشد و ہدایت اور دینِ حق کی اشاعت کا جو شجر طیبہ یہاں لگایا جس سے ہزاروں مسلمان علماء و صلحاء مفسرین و محدثین عوام و خواص مستفیض ہوئے۔ حضرتؒ نے اپنے بعد اس پودے کی آبیاری بقا و نشو و نما کے لئے واصل بالحق ہونے سے دس سال قبل تربیت یافتہ روحانی خلفاء کا اعلان فرما دیا تھا۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کسی کو خلافت دینے کے لئے استخارہ فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد فرماتے میں خود خلیفہ نہیں بناتا۔ ملأ اعلیٰ سے معلوم کر کے اللہ تعالےٰ کے حکم سے کسی کو اجازت دیتا ہوں۔ یہی طریقہ ہمارے دوسرے اکابر کا رہا مجھ سے بھی احباب پوچھتے رہتے ہیں کچھ خطوط بھی اس موضوع آتے رہے کہ آپ کے بعد یہ ذمہ داری کون ادا کرے گا۔؟ موت کا بہرحال کچھ معلوم نہیں کب تک ہے۔ اکابر اسلاف کے طریقے کے مطابق یہ ذمہ داری ادا کرنا چاہتا ہوں میں نے بھی استخارہ کیا ہے۔ ایک سرسبز مقام پر بڑے حضرت دین پوریؒ حضرت مدنیؒ حضرت رائے پوریؒ اور حضرت مولانا عبد الہادیؒ اور حضرت لاہوریؒ کو خوش و خرم پایا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کہ کسی اہم معاملہ میں یہ بزرگ سوچ و بچار کر رہے ہوں۔ حضرت مولانا عبد الہادی صاحب نے آگے بڑھ کر نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ اور حضرت لاہوریؒ جو ان کے دائیں ہاتھ کھڑے ہیں۔ مسرت و شادمانی کے عالم میں ان کی باتوں کی توثیق فرما رہے ہیں۔

یہ عالم مثال کا معاملہ ہے بہرحال میں اس اہم مسئلہ سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہوں۔ میرے بعد اس منصب تزکیہ و رشد پر میرے بیٹے میاں محمد اجمل جانشین ہوں گے۔ اور سلسلہ راشدیہ قادریہ (راشدیہ) کی ذمہ داری کے ساتھ وہ تمام کام جو میرے ذمہ ہیں مثلاً انجمن خدام الدین لاہور کے تمام فرائض وہی ادا کریں گے دیگر خلفاء کرام جنہیں بہت پہلے سے عامۃ الناس کے تزکیہ قلوب اور تصفیہ باطن کا کام سپرد کیا جا چکا ہے۔ یا جن کو اب اجازت دی گئی ہے۔ ان کے اسماء گرامی کا اعلان خدام الدین میں کر دیا جائے گا۔ حضرت دامت برکاتہم العالیہ نے تمام طالبانِ حق اور اسلامیانِ عالم کی ہدایت و نجات کی دعا فرمائی۔ دوسرے روز جمعۃ المبارک کے خطبہ میں بھی جانشین شیخ التفسیر مدظلہٗ نے اکابر علماء اور اولیاء امت خصوصاً حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت امام شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ اسمٰعیل رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی علوشان اور ان کی عظیم ملی و دینی خدمات پر روشنی ڈالی۔ حسبِ روایات بعد از نمازِ جمعہ حضرت مدظلہٗ سے لاہور کے گرد و نواح اور بیرونِ لاہور سے آئے ہوئے عامۃ الناس اور طالبان صدق و رشد کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ نمازِ عصر کی اذان سے کچھ وقت پہلے راقم الحروف حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مولانا عبید اللہ انور جامع مسجد شیرانوالہ کے محراب میں اس منبر کے قریب بغیر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ جس پر آخر عمر تک جلوہ افروز ہو کر قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ان کے بعد اب تک خود جانشین شیخ التفسیر نیابت عن الدین اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ (اللہ اہل حق کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور ان فیوض و کمالات سے ہمیں پوری طرح مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین) ان ساعات میں حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ نے راقم کو خدام الدین میں اشاعت و اعلان کے لئے اپنے خلفاء مجازین کے درج ذیل اسماء گرامی بتائے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ میاں محمد اجمل صاحب قادری جانشین و فرزند ارجمند حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

حضرت مولانا خلیل احمد مرحوم، منچن آباد

حضرت مفتی ہدایت اللہ صاحب۔ چترال

حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا جاوید شاہ صاحب دار العلوم فیصل آباد

حضرت مولانا محمد ظریف صاحب دار العلوم فیصل آباد

حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب جامعہ صدیقیہ دین پور شریف

حضرت مولانا عبد الرشید صاحب جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا قاری عبد الحمید صاحب۔ خطیب جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی

حضرت مولانا قاری عبد الحی صاحب عابد مدنی مسجد غازی آباد لاہور

(مستقبل میں مزید سالکین کو خرقۂ خلافت و نیابت ملنے کا سلسلہ جاری ہے) مرشد حق آگاہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے حال ہی میں اپنے دستِ اقدس سے تحریر فرما کر جو مکتوب کاشف الطریق الہدیٰ نئے خلفاءِ کرام کے نام ارسال فرمایا اسے بھی درجِ ذیل کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

محب مکرم ———— سلام مسنون

مجھے آنجناب کے سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ کے اسباق کی تکمیل اور بعض دیگر احوال و کیفیات کا انتظار تھا جو بحمد اللہ تعالیٰ بطریقِ احسن پورے ہوئے اب میں انشراح قلب سے آپ کو مجازین بیعت و تلقین میں شامل کرتا ہوں اور توکلاً علی اللہ اجازت دیتا ہوں کہ آپ طالبین صدق کو بیعت کر کے بالتدریج ان کے اسباق مکمل کرایا کریں۔ اور اپنے اوراد و اشغال دلجمعی سے جاری رکھیں اور سالکین کی استعداد کے مطابق ہمیشہ آسان اور سہل الحصول تدابیر اختیار کریں تاکہ طبیعت میں اکتاہٹ محسوس نہ ہو اور قوائے باطنیہ بھی جلا پائیں اس طریقِ عمل سے انشاء اللہ تذکیۂ

قلب اور تصفیہ باطن کے ساتھ ساتھ ذاتِ حق جل ذکرہٗ اور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والسلام سے محبت اجاگر ہو گی۔ اور انعاماتِ الٰہیہ شاملِ حال ہوں گے۔ جب کہ برکت سے حکمت و مغفرت کے دروازے کھل جائیں گے۔

اس دور میں حضرت شاہ ولی اللہ راسخین فی العلم کے امام مانے جاتے ہیں چونکہ علم کا مقصود عمل ہے۔ اس لئے شریعت کی روح طریقت کو قرار دیا جاتا ہے اس موضوع پر حضرت شاہ صاحبؒ نے نہایت بلند پایہ کتابیں لکھی ہیں اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو انہیں ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

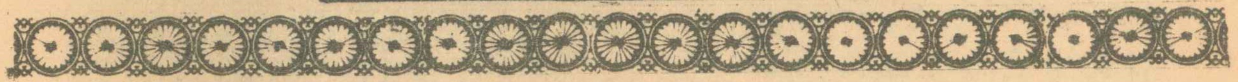
والامر بید اللہ وھو المعین والمستعان۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

احقر عبید اللہ انور

۲۹ محرم الحرام کی مجلس ذکر کے اختتامی خطاب میں حاضرین و ذاکرین نے حضرت دامت برکاتہم کے بیان کو جذب و کیف اور سرور و انبساط روحانی کے عالم میں سُنا۔





۶ صفر المظفر جمعرات کے عظیم الشان اجتماع میں جامع مسجد شیرانوالہ میں امام الہدیٰ حضرت جانشینِ شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے سلسلہ قادریہ راشدیہ کے خلفاء کرام کی دستار بندی کروائی۔ اس موقعہ پر خطیب اسلام حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان بھی موجود تھے۔

حق بحقدار رسید

سب سے پہلے حضرت مولانا محمد مسعود صاحب دینپوری کی دستار بندی ہوئی۔ دستار فضیلت عنایت کرنے کے موقعہ پر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری

نور اللہ مرقدہ نے مجھے جو دستار عطا کی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے آج یہ موقعہ نصیب ہو رہا ہے کہ وہی دستار فضیلت و خلافت میاں مسعود صاحب کو پیش کر رہا ہوں یہ ان کا حق تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل بنایا اور اپنا حق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

بعدہٗ حضرت مولانا سید جاوید احمد شاہ صاحب اور ان کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالحی عابد صاحب اور آخر میں جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اجمل قادری سلمہ الباری کی دستار بندی ہوئی۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور نے اس روح پرور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کسی آدمی کو صحیح انسان بنانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کا قلب درست ہو، تزکیہ باطن ہو، دماغ، زبان اور دوسرے اعضاء سب دل کے متبع و فرمانبردار ہیں اگر دل ہی ٹھیک نہ ہوا تو پوری کائنات جسم کا نظام فساد و تخریب کا شکار ہو جائے گا۔ پھر یہی فساد جسدِ آدمیت سے متجاوز ہوتا ہے تو دنیا تباہیوں اور بربادیوں کی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ اصل مرکز انسان کا دل ہے۔ ع

"دل بدست آور کہ حج اکبر است"

جن حضرات کی دستار بندی ہو رہی ہے اور باقی جن کو خلافت دی جا رہی ہے ان حضرات میں یہ صلاحیت اور استعداد پیدا ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچا سکیں مگر اسی پر بس نہیں ہے۔ مستقبل میں جتنی بھی زیادہ محنت کریں گے اسی قدر نفع میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے اس لئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر میں انہیں اجازت و خلافتِ بیعت فیض رساں دے رہا ہوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ ادارہ خدام الدین ان وارفتگان راہِ سلوک کی خدمت میں بصد خلوص ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے جنہیں وارث اسلاف عارف حق جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور طال اللہ عمرہٗ و مدفیوضہٗ نے تشنگانِ راہ صدق و صفا کو سیراب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

ع۔ قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

اس خرابات ہستی میں جب رندانِ بلانوش کی تشنہ لب روحیں العطش العطش پکار رہی ہوں ساقیٔ میخانہ جن کے ہاتھوں میں خود جام معرفت اور بادۂ جانفزا تھما دے ان کی سعادت و خوش بختی میں شک و شبہ کی گنجائش کب رہتی ہے۔

ع۔ جانفزا ہے بادہ جس کے ہاتھ میں جام آ گیا
سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگ جاں ہو گئیں

رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ قدس میں قلبی التجا ہے کہ شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت لاہوری قدس سرہٗ العزیز کے لگائے ہوئے شریعت و طریقت اور رشد و ہدایت کے اس دلستانِ جہاں آرا کو تاقیام قیامت پھلتا پھولتا رکھے اس کے گل و یاسمن کی خوشبو کائنات عالم کو معطر کرتی رہے۔ اور یہاں آنے والا ہر طالب معرفت حق پاکر دین کا مجاہد، اسلام کا مبلغ اور سرورِ کونین حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق بن جائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

——— عبدالرشید انصاری



مجلسِ ذکر

بتاریخ ۹ مئی جمعرات بعد نماز مغرب

شعبان اور رمضان

بترتیب ظہیر میر

جانشینِ امام الھدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم : امّا بعد : فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم :۔

قال قال رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم الشعبان شھری والرمضان شھر اللّٰہ۔

محترم حضرات ! امام الھدیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مبارک تھا کہ مجلس ذکر کے بعد ہر جمعرات کو کچھ نہ کچھ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انہی کی سنّت کے مطابق عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

یہ حدیث مبارک عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شعبان اور رمضان دونوں بڑے مبارک مہینے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان المبارک میں اتنی کثرت اور تسلسل سے روزے رکھتے تھے کہ گمان گذرتا تھا کہ کہیں یہ روزے فرض نہ ہو جائیں۔

ہمارے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کا بھی معمول تھا کہ شعبان المبارک میں ان کے معمولات بڑھ جایا کرتے تھے۔ اور روزے بھی کثرت سے رکھا کرتے تھے۔

اس لئے میرے بھائیو! یہ مہینہ کمائی کا مہینہ ہے اللہ تعالےٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنی عبادت کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین !

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دنوں میں روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے یہ اس لئے کہ کہیں اتنی کمزوری نہ ہو جائے کہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے میں تکلیف ہو۔

میرے بھائیو! زندگی کو غنیمت جانو! دیکھو پچھلے رمضان المبارک میں ہمارے حضرت اقدسؒ یہاں موجود تھے لیکن اب ان کے بغیر آپ سب یہاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے آپ سب حضرات جن کا بیعت کا تعلق ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ ہر نماز کے بعد سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھ کر حضرتؒ کی روح پُرفتوح کو ثواب پہنچایا کریں تاکہ ان کے درجات بلند سے بلند تر ہوں۔ آمین۔! اللہ تعالےٰ ہم سب پر اپنا کرم فرمائے۔

میرے مربیّ



ابو عمار زاھد الراشدی

حضرت مولانا عبید اللہ انور قدس سرہ العزیز ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء کو صبح ۸ آٹھ بجے کے لگ بھگ میو ہسپتال لاہور میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلیہ راجعون۔ اخلاص و وفا اور ایثار و استقامت کے اس پیکر نے جس وضعداری اور خود داری کے ساتھ زندگی کے ۵۹ برس مکمل کئے اور اپنے پیچھے خلوص و محبت اور استقلال و عزیمت کی جو عظیم روایات چھوڑیں وہ اب تاریخ کا ایک حصّہ ہیں۔ اور قوموں کی تاریخ ہمیشہ ایسے ہی روشن ابواب کی وجہ سے ان کے لئے قابلِ فخر ہُوا کرتی ہے۔

مَیں نے حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالےٰ کی زیارت سب سے پہلے اس وقت کی جب حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد گوجرانوالہ میں تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا میں مدرسہ نصرۃ العلوم میں ابتدائی کتابوں کا طالب علم تھا۔ تعزیتی جلسہ کا اعلان شیرانوالہ باغ میں انعقاد کا تھا لیکن عشاء کے بعد پہنچے تو معلوم ہُوا کہ باغ میں جلسہ کی اجازت نہیں ملی۔ اس لئے جلسہ جامع مسجد میں ہوگا۔ جامع مسجد کا وہ منظر مجھے ابھی تک یاد ہے جلسہ میں مولانا عبید اللہ انورؒ تشریف لائے قاری غلام فرید صاحب ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمائش کر کے قاری صاحب سے تلاوت کروائی اور پھر خطاب فرمایا۔ اور آخری ملاقات وفات سے چند روز قبل میو ہسپتال میں ہوئی۔ مَیں عیادت کے لئے حاضر ہُوا۔ ہجوم زیادہ تھا ڈاکٹروں کی طرف سے ملاقات و گفتگو کی ممانعت تھی۔ زیارت کو جی چاہ رہا تھا مگر ڈاکٹروں کی ہدایات اور ان سے زیادہ حضرتؒ کی تکلیف کا احساس تھا۔ اس لئے ہجوم کے ساتھ ہی خاموش کھڑا رہا۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے محترم میاں محمد اجمل قادری صاحب کو کہ انہوں نے کرم فرمایا اور میرا بازو تھام کر مجھے چپکے سے کمرہ کے اندر لے گئے۔ حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ بستر علالت پر تھے دائیں بازو پر خون کی بوتل کی سوئی لگی ہوئی تھی منہ میں خون کی نالی

لگی ہوئی تھی میں نے قریب ہوکر حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا بایاں ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر مصافحہ کیا سلام عرض کیا ہاتھ کو بوسہ دیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرتؒ نے دیکھا پہچانا، ہاتھ کے اشارہ سے غالباً دعا کے لئے فرمایا۔ پھر ایک دو دفعہ ہاتھ سے ایسے اشارہ کیا جیسے قریب بلا رہے ہوں اور کچھ فرمانا چاہتے ہوں برادرِ محترم میاں محمد اکمل قادری صاحب بھی پاس تھے۔ ڈاکٹروں نے گفتگو سے منع کر رکھا تھا۔ اس لئے چند لمحات کھڑا رہنے کے بعد کمرہ سے باہر چلا گیا۔

اس پہلی اور آخری ملاقات وزیارت کے درمیان ملاقاتوں کا ایک ایسا طویل سلسلہ ہے کہ ان کی تعداد شمار کرنا اور ان کے درمیان ترتیب قائم کرنا بھی شاید اب ذہن کے بس میں نہ ہو ان میں سیاسی و دینی اجتماعات کے علاوہ جماعتی اجلاسوں اور مجالسِ ذکر کے ساتھ ساتھ خلوت وجلوت کی وہ طویل مشاورتی نشستیں بھی شامل ہیں جن میں دینی، سیاسی، جماعتی اور قومی مسائل زیر بحث آتے اور آج ان ملاقاتوں کے مناظر یوں ایک ایک کر کے نگاہوں کے سامنے گھوم رہے ہیں جیسے کوئی شخص اپنی گذشتہ زندگی کی تصاویر کا ضخیم البم سامنے رکھ کر ایک ایک تصویر کو الٹ پلٹ رہا ہو اور ان میں سے ہر تصویر کے ساتھ اس کی زندگی کے ایک حصے کی یاد وابستہ ہو۔

میں نے اپنی زندگی میں جن شخصیات سے مختلف شعبوں میں استفادہ کیا ہے ان کی فہرست خاصی طویل اور متنوع ہے لیکن تعلیمی زندگی میں والد مکرم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم، اور عم مکرم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت برکاتہم اور سیاسی و جماعتی زندگی میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس اللہ سرہ العزیز کی شخصیات اس باب میں سب سے نمایاں ہیں اور ان میں سے بھی ذہنی ہم آہنگی اور قلبی تعلق کی وسعت اور گہرائی کا جو معاملہ حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس سرہٗ اور عم مکرم حضرت مولانا عبدالحمید سواتی مدظلہ کے ساتھ رہا ہے اور ہے میں خود کو اس کے اعتراف پر مجبور و بے بس پاتا ہوں۔

ایک ہی شعر اگر دو مختلف شعراء کی زبانوں پر آ جائے تو اسے شعراء کے ہاں توارد کہتے ہیں اور میں نے ان دو بزرگوں کے ساتھ توارادت سے اپنی زندگی کے دامن کو ہمیشہ پُر پایا ہے۔

اختلاف زندگی کا ایک حصہ ہے اور زندگی کی علامت ہے مجھے جماعتی زندگی کے مختلف مواقعے یاد ہیں کہ میں خود اپنے بزرگوں اور مذکورہ بالا شخصیات کے ساتھ رائے کا اختلاف پیدا ہوا ہے اس کے اظہار کی نوبت بھی آئی ہے اور بسا اوقات اس اظہار نے طول بھی کھینچا ہے لیکن ذہن کے کونوں کھدروں کو ٹٹولنے کے باوجود ایک موقع کے سوا مجھے اور کوئی مرحلہ یاد نہیں آتا۔ کہ کسی معاملہ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے سے میری رائے مختلف ہوتی ہو، مزاج اور ذہن کی اس ہم آہنگی کو یار لوگوں نے غلط معانی پہناتے اسے مختلف رنگ دیتے اور دنیا

کو یہ تأثر دینا چاہا کہ حضرتؒ کی رائے اپنی نہیں ہوتی حالانکہ اصل بات صرف اتنی ہے کہ میں نے جب بھی کسی معاملہ میں ان سے بات کی ہے، ان کی رائے وہی نکلی ہے جو میں سوچ کر آیا ہوں اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ کوئی معاملہ پیش آنے کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوتی اور رائے کا الگ اظہار کیا ہے تب بھی وہ یکساں سامنے آئی ہے۔

آج کل قربِ قیامت کے باعث جن خرابیوں نے سر اٹھایا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑائی کے قبل از وقت حصول کے لئے بڑوں کی بڑائی کو مصنوعی ثابت کیا جائے اور ان کی بڑائی پر اعتماد کو ختم کر کے اپنی بڑائی کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ قریب کے زمانہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کو بعض اپنوں کی طرف سے جس سلوک کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کا پس منظر یہی ہے۔ پہلے مولانا درخواستی مدظلہ کے بارے میں ملک بھر میں پروپیگنڈا کیا گیا کہ نہ ان کی تو کوئی رائے ہوتی ہے اور نہ ہی ان میں رائے کی اہلیت و صلاحیت ہے اور پھر مولانا عبیداللہؒ کے بارے میں بھی یہی تأثر دینے کی کوشش کی جاتی رہی کہ وہ تو دوسروں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں۔ اس پروپیگنڈہ کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ دو بڑے جن کی بڑائی کو ان کی نیکی، تقویٰ اور خلوص وللّٰہیت ایثار و محنت اور صلاحیت اور اپنے تمام حلقوں کے اعتماد کی وجہ سے ساری دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے ان کی بڑائی کو ختم کیا جائے تاکہ جو لوگ بڑائی کے لئے قدرتی عمل اور فطری وقت کے انتظار کا حوصلہ نہیں رکھتے ان کے لئے راہ ہموار ہو۔ حالانکہ پراپیگنڈہ یکسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ مجھے ان دونوں بزرگوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اور مجھے فخر ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ میرا رشتہ ہمیشہ اعتماد اور بھرپور اعتماد کا رشتہ رہا ہے اور میں متعدد ایسے مواقع کی نشاندہی کر سکتا ہوں کہ ان بزرگوں نے ایک جچی تلی رائے کا اظہار کیا ہے لیکن ان کی رائے کو قبول نہیں کیا گیا مگر نتیجہ ہمیشہ وہی سامنے آیا ہے جس کی نشاندہی ان حضرات نے کر دی ہے۔ مثال کے طور پہ موجودہ سیاسی بحران کے حوالہ سے دو واقعات کا ذکر کروں گا۔

موجودہ سیاسی بحران جو ۱۹۷۷ء سے مسلسل چلا آرہا ہے اس کے دوران ایک مرحلہ میں مارشل لاء کے تحت حکومت میں پاکستان قومی اتحاد نے بھی وزارتیں قبول کی تھیں اور جمعیۃ علماء اسلام کے تین وزیر بھی وفاقی کابینہ میں شامل ہوئے تھے حکومت میں پاکستان قومی اتحاد کی شرکت سے قبل جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے دارالعلوم عثمانیہ ورکشاپی محلہ راولپنڈی میں منعقدہ اجلاس میں مارشل لاء حکومت میں شرکت کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو اختیار دے دیا تھا کہ اگر قومی اتحاد کی دیگر جماعتیں حکومت میں شمولیت کا فیصلہ کر لیں تو قومی اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے وہ جمعیۃ کو بھی حکومت میں شریک کر لیں۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اجلاس کے بعد پہنچے تھے انہوں نے حکومت میں شمولیت کی کسی

بھی صورت سے اتفاق نہیں کیا تھا اور واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ میں حکومت میں شمولیت کے حق میں نہیں ہوں اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ لوگ فیصلہ کر کے حکومت میں چلے گئے تو میں مخالفت تو نہیں کروں گا لیکن یہ بات بتا دیتا ہوں کہ آپ لوگ اس طرح سخت نقصانات اٹھائیں گے۔

بعد میں آنے والے حالات نے ثابت کر دیا کہ اس مردِ درویش کی بات درست ثابت ہوئی اور جس قومی اتحاد کو بچانے کے بہانے ہم اقتدار کے ایوان میں گئے۔ نہ وہ قومی اتحاد باقی رہا اور نہ ہی اقتدار میں شرکت کے ساتھ شروع ہونے والی سیاسی پسپائی کو ہم کسی مقام پر بریک لگا سکے۔ اقتدار میں شرکت کے اِسی دَور میں پارلیمنٹ کے منتخب صدر فضل الٰہی چوہدری مرحوم کی صدارت سے سبکدوشی اور جناب جنرل محمد ضیاء الحق کے صدارت مآب ہونے کا واقعہ بھی پیش آیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ سے اخبار نویسوں نے اس واقعہ پر تبصرہ کرنے کو کہا تو انہوں نے فرمایا کہ "یہ معمول کی کاروائی ہے۔ ایک صدر کی مدت صدارت پوری ہو گئی ہے تو اس کی جگہ آخر کسی نے آنا ہی ہے۔"

اخباری نمائندے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ کا ردِعمل نوٹ کر کے رخصت ہو گئے تو حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے مفتی صاحب رحمہ اللہ سے فرمایا کہ حضرت! آپ نے یہ کیا کہہ دیا؟ کیا یہ صرف معمول کی کاروائی ہے؟

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مؤقف کی وضاحت کرنا چاہی تو حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے فرمایا۔ "حضرت مفتی صاحب! چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا اس طرح چپکے سے صدارت کی کرسی پر آ جانا اور آپ کا اسے معمول کی کاروائی قرار دینا یہ ایک ایسی گرہ ہے جو آپ ہاتھوں سے دے رہے ہیں لیکن آپ کو یہ گرہ دانتوں سے کھولنا پڑے گی۔"

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کچھ دیر متفکر رہے پھر فرمایا کہ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن اب تو میں کہہ چکا ہوں اسے واپس کیسے لے سکتا ہوں۔

اور پھر وقت نے بتا دیا کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کس قدر درست ثابت ہوئی۔ اور اب تو ہاتھوں سے دی ہوئی اس گرہ کو دانتوں سے کھولنے کی ہر کوشش بھی اس گرہ کو مزید پکا کرتی جا رہی ہے۔

یہ دو واقعات میں نے صرف نمونہ کے طور پر ذکر کئے ہیں ورنہ اس نوعیت کے واقعات سے ایک مستقل مضمون مرتب ہو سکتا ہے لیکن اس وقت گفتگو کا عنوان یہ نہیں اور ان میں بہت سی باتیں ایسے رازہائے درونِ خانہ کے ضمن میں آتی ہیں جن کے اظہار کے لئے میرے خیال میں ابھی مناسب وقت نہیں آیا۔

سیاسی معاملات میں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے دوٹوک ہوتی تھی اور وہ جب رائے پیش کرتے تو اس کے حق میں دلائل کے ساتھ ساتھ تاریخی واقعات اس تسلسل کے ساتھ پیش فرماتے کہ سننے والے ان کی معلومات اور مطالعہ کی وسعت پر دنگ رہ جاتے۔

رائے کے دوٹوک اظہار کے ساتھ ساتھ پھر اس کے لئے ڈٹ جانے اور مصائب و مشکلات کی پروا کئے بغیر اس کے لئے جد و جہد کرنے کا عزم حضرت

رحمہ اللہ تعالیٰ کو ورثہ میں ملا تھا حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے خود سنا وہ فرماتے تھے کہ قربانی اور استقامت کے معاملہ میں مجھے حضرت مولانا عبید اللہ انور سے زیادہ کسی پر اعتماد نہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس وقت جماعت کسی مسئلہ پر گرفتاریاں پیش کرنے کا فیصلہ کر لے اور حضرت مولانا عبید اللہ انور کو اس مسئلہ کی نوعیت کا بھی علم نہ ہو مگر گرفتاری دینے میں وہ سب سے آگے ہوں گے اور وہ اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اور یہ تو میرے مشاہدے کی بات ہے کہ ۱۹۷۷ء میں قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے بائیکاٹ اور تحریک چلانے کا فیصلہ ہوا تو اس کی تفصیلات طے کرنے کے لئے نکلسن روڈ پر پاکستان قومی اتحاد کا اجلاس ہو رہا تھا حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ راقم الحروف بھی اجلاس میں شریک تھا۔ اجلاس میں گرفتاریوں کی ترتیب کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے کان میں کہا کہ میرا نام لکھوا دو کہ سب سے پہلی گرفتاری میں دوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ذرا سوچنے دیں کہ تحریک کے لئے آپ کا پہلے جانا زیادہ مفید ہو گا یا کچھ دن پیچھے رہ کر لوگوں کو بھیجنا زیادہ بہتر رہے گا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں خیال ہے کہ میں پہلے گرفتاری دوں۔ بڑی مشکل سے میں نے انہیں قائل کیا کہ اس اجلاس میں نام نہ لکھوائیں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے مشورہ کر لیں۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت رحمہ اللہ کو چند دن پیچھے رہنا چاہئے۔ اس کے بعد گرفتاری دے دیں اور اس طرح گرفتاری کا یہ مرحلہ چند دن بعد پیش آیا۔

ایوب خاں کے دور میں جمعیۃ علماء اسلام کے جلوس پر لاٹھی چارج کے دوران حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ شدید زخمی ہو گئے اور ان کی ریڑھ کی ہڈی کا زخم آخر عمر تک ان کی نقل و حرکت میں رکاوٹ بنا رہا ورنہ اس سے قبل حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک متحرک راہ نما کی حیثیت سے ملک بھر میں متحرک رہے۔ ملک کا شاید ہی کوئی حصہ ہو جہاں حضرت رحمہ اللہ نے خود تشریف لے جا کر سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ اور جمعیۃ علماء اسلام کے مقاصد کے لئے محنت نہ کی ہو اور پھر دینی راہ نماؤں اور پیروں کی طرح نہیں بلکہ جیسی سواری بھی میسر آئی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے اس کے استعمال سے گریز نہیں کیا۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت رحمہ اللہ ایک بار گکھڑ تشریف لائے میں نے اسی سفر میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے ساتھ برائے نام تعلق قائم کیا برائے نام اس لئے کہ بیعت کے بعد اسباق وغیرہ کی نوبت نہیں آئی ایک دو دفعہ عرض کیا تو فرمایا کہ آپ جو کام کر رہے ہیں وہی آپ کا سبق ہے۔

گکھڑ کے اس سفر میں تین میل کے فاصلہ پر چک سنتہ نامی گاؤں بھی جانا تھا۔ وہ سفر ہم نے بائیسکلوں پر کیا اور حضرت رحمہ اللہ بھی ایک ساتھی کے ساتھ بائیسکل پر سوار ہو کر چک سنتہ گئے۔

بیماری کے بعد بھی باوجود اس کے کہ ان کا جسم سفر کا متحمل نہیں تھا۔ ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف

کے علاوہ ذیابیطس، دل کی تکلیف اور سر کے چکر بھی اکثر رہتے لیکن اس کے باوجود جماعتی و روحانی تقاضوں سے مجبور ہو کر بسا اوقات سفر فرماتے۔ لیکن ہوتا یہ کہ ایک دور کا سفر انہیں ہفتوں تکلیف سے دور کئے رکھتا۔

حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ قدس سرہ العزیز کی وفات کے بعد جماعتی اختلافات کے دوران قیادت سنبھالنے کے بعد حضرت نے ہزارہ، پشاور، فیصل آباد، مردان، گوجرانوالہ، ڈسکہ، راولپنڈی وغیرہ کے اسفار کئے اور مختلف اجتماعات سے خطاب کیا فیصل آباد اور گوجرانوالہ کا سفر تو متعدد بار کیا۔ گوجرانوالہ میں مقامی جمعیۃ نے جامع مسجد شیرانوالہ باغ کے ساتھ ہومیوپیتھک فری ڈسپنسری قائم کر رکھی ہے جس سے اب تک دس ہزار سے زائد مریض استفادہ کر چکے ہیں۔ اس ڈسپنسری کا افتتاح حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے اڑھائی سال قبل فرمایا اور اس کے بعد دو دفعہ اس کا معائنہ فرما چکے ہیں۔ یہ حضرت رحمہ اللہ کی دعاؤں کی برکت ہے کہ ڈسپنسری شہر کی کامیاب ترین ڈسپنسری ہے اور مریضوں کو اللہ تعالےٰ شفا دے رہے ہیں۔

حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ کا آخری سفر سالِ رواں کے ماہِ فروری میں گوجرانوالہ کا ہی تھا اور یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی کہ میرے لڑکے حافظ محمد عمار خاں ناصر سلمہ اللہ تعالےٰ کا قرآن کریم حفظ مکمل ہونے پر آخری سبق سنانے کی تقریب میں حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ تشریف لائے اور میں اسے بچے کی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ اس کا آخری سبق وقت کے دو عظیم بزرگوں حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالےٰ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر دامت برکاتہم نے سماعت فرما کر اپنے ہاتھوں سے اس کی دستار بندی کی۔

اس سفر میں حضرت پر کمزوری کے آثار نمایاں تھے لیکن یہ اندازہ کسے تھا کہ حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ملاقاتوں، ان کے ارشادات، جد و جہد اور افکار و خیالات سے یادداشتوں کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ پھر کسی وقت اس پر قلم اٹھاؤں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اللہ تعالےٰ حضرت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور ان کی سیئات سے درگذر کرتے ہوئے حسنات کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان کے دینی و سیاسی مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین!

تعجّب ہے

- ایسے شخص پر جسے قیامت پر یقین ہے پھر بھی دنیا کی چیزوں سے مطمئن ہے۔
- ایسے شخص پر جسے ضیاع مال پر تو غم ہو لیکن ضیاع عمر پر غم نہ ہو۔
- ایسے شخص پر جو جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ دیکھ رہا ہے پھر بھی معصیت کا مرتکب ہوتا ہے۔
- ایسے شخص پر جو دوسروں کی عیب جوئی کرتا ہے اور اپنے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔
- ایسے شخص پر جسے معلوم ہے کہ وہ تنہا مرے گا پھر بھی وہ مجلسوں سے انس رکھتا ہے۔

(خاموش مبلغ)

آنکھوں دیکھا حال

رپورٹ: مولانا کریم بخش جتوئی

حضرت مولانا عُبَیدُ اللہ انور کا سفرِ آخرت

شیرانوالہ سے میانی صاحب کے قبرستان تک جنازے میں کم و بیش ڈیڑھ لاکھ افراد نے شرکت کی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور، امیر جمعیّۃ علماء اسلام پاکستان اور امیر انجمن خدّام الدین انتقال فرما گئے۔ مولانا کا انتقال ۲۸ اپریل بروز اتوار صبح سات بج کر ۲۵ منٹ پر ہُوا۔ ان کی وفات کی خبر پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ گروہ در گروہ شیرانوالہ گیٹ پہنچنے لگے تا آنکہ تھوڑی ہی دیر میں جامع مسجد شیرانوالہ اور شیرانوالہ گیٹ کے اندر سر ہی سر نظر آنے لگے۔ بعد نماز مغرب جنازہ کا جلوس کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کے ورد کے ساتھ روانہ ہُوا۔ ہر شخص سوگوار اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ یہ جلوس دہلی دروازہ، شاہ عالم مارکیٹ، سرکلر روڈ اور انارکلی سے ہوتا ہُوا یونیورسٹی گراؤنڈ پہنچا جہاں پہلے ہی ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ اثنائے راہ میں بھی ہزاروں افراد جنازہ کے جلوس میں شریک ہوئے۔ اُن کی نمازِ جنازہ میں سرکردہ علماء، سیاسی لیڈروں، طالب علموں، تاجروں، دُور دُور سے آئے ہوئے ان کے عقیدتمندوں جمعیت علماءِ اسلام، مجلس تحفّظ ختم نبوّت پاکستان کے اکابر اور کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جنازہ میں کم و بیش ڈیڑھ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ جن لوگوں نے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے جنازے میں شرکت کی ان کا کہنا تھا کہ لاہور کی تاریخ میں یہ دوسرا بڑا اجتماع تھا۔ ان کی نمازِ جنازہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمّد عبد اللہ درخواستی مدظلہ نے پڑھائی۔ انہیں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے پہلو میں میانی صاحب کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مولانا کی علالت

مولانا مرحوم چند روز پہلے میو ہسپتال میں داخل ہوئے تھے۔ ڈاکٹروں کے ایک خصوصی بورڈ نے ان کے جگر کا آپریشن کیا تھا جو بظاہر کامیاب رہا۔ ان کی طبیعت سنبھل گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے اپنے صاحبزادے سے معمولی بات بھی کی تھی لیکن گذشتہ رات ان کی طبیعت پھر بگڑ گئی۔ انہیں دل کا دورہ پڑا۔ ڈاکٹروں نے ان کی جان بچانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ بالآخر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مختصر حالاتِ زندگی

مولانا کی پیدائش لاہور کی تھی۔

انہیں ۱۲ برس تک مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور ۷ سال تک مولانا حسین احمد رحمہ اللہ سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں انہوں نے دینی اور دنیاوی علوم میں اعلیٰ استعداد حاصل کی۔ انہیں فارسی، عربی، انگریزی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ وہ شاہ ولی اللہؒ کے انقلابی فلسفے سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۵۲ء سے جمعیۃ علماءِ اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوّت میں پُرجوش حصّہ لیا۔ ۱۹۶۵ء میں جمعیّۃ علماءِ اسلام مغربی پاکستان کے امیر منتخب ہونے کے بعد وہ جمعیۃ کے مرکزی نائب امیر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں وہ مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ جمعیت کے ناظم اعلیٰ بنے اور تین ماہ قبل جمعیۃ کے دونوں دھڑوں میں اتحاد کے بعد انہیں جمعیۃ کا امیر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات میں جمعیۃ نے فاطمہ جناح اور ایّوب خان دونوں میں سے کسی کی حمایت نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور مولانا عبیداللہ انورؒ کو اپنا صدارتی امیدوار نامزد کیا لیکن ان کے کاغذات نامزدگی بروقت داخل نہ کرائے جا سکے۔ ایّوب خان کے خلاف ۶۹-۱۹۶۸ء کی تحریک میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور مسجد شیرانوالہ سے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے پولیس کے وحشیانہ تشدّد کا نشانہ بنے اور ان کی ریڑھ کی ہڈی بُری طرح متاثر ہوئی۔ گزشتہ دور میں انہوں نے ۵۳، ۶۲، ۷۴ اور ۱۹۷۷ء کی تحریکوں میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔ مرحوم نے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں بھی لاہور سے حصّہ لیا۔ ۱۹۷۴ء میں انہوں نے بلغاریہ میں بین الاقوامی امن کانفرنس کی صدارت کی اور اس موقع پر اسلام کا نظام امن کے عنوان سے ان کی تقریر کا دنیا کی اکیس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ وہ متعدّد کتابوں کے مصنف تھے۔ ان میں "اسلامی تعلیمات" ان کی سب سے مشہور تصنیف ہے۔ علاوہ ازیں فلسفہ نکاح، مسئلہ قربان، عیدالاضحیٰ اور سورۃ یٰسین کی تفسیر نے بھی بہت مقبولیت حاصل کی۔ آج کل وہ قرآن پاک کی تفسیر کر رہے تھے۔ مولانا نے ۹ بار حج اور کئی بار عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ وہ ہفت روزہ خدّام الدین اور ترجمان اسلام کے ایڈیٹر بھی رہے۔ مولانا عبیداللہ انور کے دادا نومسلم تھے انہوں نے سکھ مت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ ان کے نانا تھے۔ مولانا عبیداللہ انور کے بڑے بیٹے اجمل قادری کو ان کا جانشین مقرر کر دیا گیا ہے۔

امیر مرکزیہ کا بیان

مرشد العلماء پیر طریقت حضرت مولانا خان محمّد صاحب مدظلہٗ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوّت پاکستان، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، شعبہ تبلیغ کے سربراہ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر نے ایک تعزیتی بیان میں مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات پر گہرے صدمے اور دُکھ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے اپنی ساری زندگی خدمتِ دین کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے تقریر اور تحریر کے ذریعے جو خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔ انہوں نے ۵۳ء کی تحریک ختم نبوّت اور ۷۴ء کی تحریک میں نمایاں حصّہ لیا حتیٰ کہ قید و بند کی صعوبتوں سے بھی گذرے۔ دوسری تحریکوں میں بھی وہ پیش پیش رہے۔

مولانا کی وفات ملک و ملّت کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے ایسا سانحہ جس کی تلافی شاید مدتوں نہ ہو سکے۔ (بشکریہ ختم نبوت)

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی

حضرت مولانا سے دس سالہ رفاقت

ایک سال کے حادثاتی التوا اور تعطّل کے بعد بزم "خدّام الدین" میں حاضری کی سعادت حاصل ہو رہی ہے لیکن ایسے موقعہ پر جب میرِ محفل موجود نہیں اور محفل سُونی ہے۔ مجنوں رخصت ہو گیا اور جنگل اُداس ہے۔ ایسے ہی مواقع پر یہ شعر فِٹ آتا ہے ؎

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانا مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

تقاضا ہُوا اور اس طرح کہ وقت بھی کم دیا گیا اور ضخامت بھی محدود رکھی گئی۔ بھلا دس سال کی خادمانہ رفاقت پر اتنے مختصر اور محدود وقت میں اور محدود صفحات میں کیا لکھا جائے۔ قلم اٹھایا ہی تھا کہ خیالات کا طوفان اُبل پڑا اور یادِ ماضی عذاب نظر آنے لگی۔ ایسے میں تو شاعر حافظے کے ختم ہونے کی دُعا کرتا ہے، ہم تو خیر اسے اللہ تعالےٰ کی نعمت سمجھتے ہیں۔ اس لیے ایسی دُعا کرنے سے تو رہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ذرا انتخاب کر کے آگے بڑھنا پڑے گا۔ حضرت مولانا کی وفات جانِ مجنوں کے لیے دوگانہ رنج و عذاب کا باعث ہے۔ اس محبوبِ دلربا کی وفات اور پھر اس کے مشن و تحریک کا غم۔

آج تو خیر محفل ماتم ہی بپا ہو گی۔ آئندہ کا فکر تو آئندہ کی باتیں ہیں اور امید ہے کہ مشنوں اور تحریکوں کا حقیقی نگراں اس مرکز کا محافظ ہو گا۔ اپنی رفاقت اور خادمانہ رفاقت کا واقعی عرصہ ۷۴ء سے ۸۴ء تک پھیلا ہوا ہے لیکن معاملہ اس سے پہلے بھی نیاز کا تھا۔ احقر کے والد گرامی مولانا محمّد رمضان علوی سے مولانا کے مخلصانہ تعلّقات کے کچھ گواہ اب بھی ہیں اور وہ گواہی دیں گے کہ ان کا معاملہ بہت سے مدّعیوں سے کہیں بڑھ کر تھا۔ بھیّا حافظ عزیزالرحمٰن خورشید سال بھر 'ترجمانِ اسلام' کے عملۂ ادارت میں بطورِ انچارج مدیر کام کرتے رہے۔ بہت سوں کو حیرانی تھی کہ یہ آدمی جب بھی شیرانوالہ آتا اور دروازہ پر دستک دیتا ہے فوراً نظرِ عنایت ہوتی ہے۔

۱۹۶۸ء کا سال ملک کے لیے قیامت کا سال تھا۔ ایّوب خان کے خلاف تحریک تھی۔ علماء نے جمعۃ الوداع کو اجتماعی احتجاج کا پروگرام بنایا۔ نالائق انتظامیہ نمازیوں پر پل پڑی۔ مولانا المرحوم شدید متاثر ہُوئے اور جیل کے راستے ہسپتال جا پہنچے۔ یہ واقعہ تاریخ کا حصّہ بن گیا اور ایوب خان کو قرار نصیب نہ ہو سکا۔ گو کہ اس نے ریڈیو سے معافی بھی مانگی۔ احقر حضرو

ضلع اٹک میں تھا۔ بھیّا کے فون پر لاہور آیا۔ مہینہ بھر لاہور رہنا ہُوا۔ دن تو رہا اپنی جگہ رات کا غالب حصّہ بھی میو ہسپتال کے سپیشل وارڈ کے اس کمرہ میں گزرتا جہاں مولانا زیرِ علاج تھے۔ گاہ بگاہ بھیّا ساتھ ہوتے گاہ بگاہ زاہد الراشدی ہسپتال تک پہنچانے میں مولانا محمد ابراہیم خلد آشیانی کام آتے۔ ہم مولانا کی خدمت کو جاتے۔ مولانا ہماری فکر میں لگ جاتے۔ سیب، کیلا اور دوسرے فواکہ خدام کو کہہ کر ہمارے سامنے رکھواتے۔ بستر پر دراز اور اصرار فرماتے کر کھاؤ۔ پھر محبّت کی باتیں، شفقت کے بول، آہ

ع اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لیکر

ہم حضرو سے ملانوالی ہوتے فیصل آباد آگئے۔ ۱۹۷۴ء کا دَور تھا۔ ربوہ سٹیشن کے واقعات کے سبب ملک میں قادیانیوں کے خلاف مومنٹ تھی۔ احباب کے تقاضے سے اسی ضمن میں لاہور آنا ہُوا۔ مقصد حضرت مولانا سے بعض مسائل پر مشورت تھی۔ شدید گرمی کا موسم، گھر پر کوئی نہیں۔ مکان کی آخری چھت پر درویشِ خدامست مصروفِ ذکر و فکر، کنُڈی کھٹکھٹائی۔ خود ہی دیکھا دروازہ کھولا، اُوپر بلا لیا۔ دیر تک متعلقہ مسائل پر باتیں ہوئیں، رہنمائی میسّر آئی، واپسی کی جلدی تھی، اجازت جو چاہی تو ہاں کہہ کر پھر بلا لیا کہ مجھے تو آپ سے کچھ کہنا ہے۔

احقر سراپا گوش، لب ہلے تو اس طرح، کہ خدّام الدین آپ کا منتظر ہے، بس فوراً چلے آئیں اور اس کو سنبھال لیں۔ احقر نے حضرت والدگرامی سے مشورت کی اجازت چاہی تو جیب سے ایک معقول رقم بغرضِ سفر خرچ نکال کر فرمایا دیر نہ کرو پنڈی جاؤ، میرا سلام کہو اور اجازت لاؤ۔ احقر فیصل آباد سے ہوتا پنڈی پہنچا۔ والد صاحب کو کیا اعتراض تھا۔ ان کی مسرت دیدنی تھی۔ ہاں بر سبیل تذکرہ مفتی محمود صاحب مرحوم سے بات ہوئی تو انہوں نے فیصل آباد کی ضرورتوں کے تحت چندے وہاں قیام کی بات کی اور یوں ہر ہفتہ لاہور کا چکر لگنے لگا۔ پرچہ ایڈٹ کرتا، زیارت و ملاقات ہوتی۔ لوگ انہیں ہدایا دیتے وہ مجھے نوازتے۔ سلام عرض کرتا، دعائیں لیتا واپس چلا جاتا۔

سال بھر اس طرح گذر گیا۔ اب اشارہ ہُوا کہ بہت ہو چکی، اب یہیں چلے آؤ۔ احقر نے حامی بھر لی اور شیرانوالہ کے اس کمرہ میں جہاں کبھی امام لاہوریؒ فروکش ہوتے، مجھ جیسا نابکار آبیٹھا۔ ان دنوں مدرسہ بھی تھا۔ مولانا سے اجازت لے کر اس میں تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ اس اضافی خدمت کی انہیں بے حد مسرّت تھی۔ کئی محافل میں اس کا ذکر کیا اور خوب دعاؤں سے نوازا۔ یوں ہم آسمان رشد و ہدایت کے نیرِ تاباں کی روشنی میں آگئے اور بزم عبید اللّٰہی کی شرکت میسّر آگئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

احبابِ فیصل آباد نے ایک خواہش ظاہر کی کہ تم لاہور تو چل دیے جمعہ آکر یہاں پڑھا جایا کرو کہ اس بہانہ ہفتہ روزہ محفل جم جایا کرے گی۔ دوستوں کے اخلاص کا معاملہ تھا، احقر نے حامی بھر لی اور سال بھر یہی سلسلہ رہا۔ مولانا نے بھی احباب کی خاطر سے اس کو پسند کیا۔ قیام مستقل شیرانوالہ تھا جمعہ کی صبح یہاں سے نکلتا۔ فیصل آباد کیا دُور ہے۔ اکثر تو اُسی دن شام عشاء کے درمیان اپنے گھونسلا میں آسانس لیتا، لیکن کبھی رات وہاں ٹھہر جاتا اور ہفتہ کی صبح واپسی ہوتی۔ فیصل آباد میں میری عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز مولانا تاج محمود تھے، احراریت کے حوالہ سے والدگرامی کے مخلص دوست، ایسے مخلص کہ بہت کم ایسے نظر آئیں گے۔ پھر جالندھر کے بعض احباب جو بھلوال ضلع سرگودھا سے فیصل آباد تک پھیلے ہوئے تھے، ان کی محبتیں اور اخلاص اب بھی میرا سرمایہ ہے اور باوجودیکہ وقت اتنا آگے جا چکا ہے لیکن وہ سلسلہ بحمداللہ جوں کا توں قائم ہے۔

لاہور سے فیصل آباد جمعہ کے حوالہ سے جانا ہوتا۔ سال بھر کا وقت گزرا تو رمضان شریف آگیا۔ ہر جگہ اس موسم میں رونق بڑھ جاتی ہے کہ یہ مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے لیکن شیرانوالہ کا معاملہ کچھ الگ ہی ہے۔ مولانا کے والدگرامی، جنہیں والدین نے خدمتِ اسلام کے لیے وقف کیا اور جن کے مربی مولانا سندھیؒ نے خدمتِ قرآن کی بیعت لی، وہ شیرانوالہ میں جب آئے، نہیں لائے گئے تو انہوں نے یہاں جو مشاغل شروع کیے ان میں ایک دورۂ تفسیر قرآن تھا جس میں برعظیم ہند و پاک ہی نہیں دوسرے ممالک کے فضلاء بھی شریک ہوتے۔ امام لاہوریؒ کے زمانہ میں یہ سلسلہ یکم رمضان سے ابتدائے ذی الحجہ تک جاری رہتا۔ مولانا انورؒ نے اس سلسلہ کو خوب نبھایا۔ بس بعض مصالح سے وقت کی تبدیلی ہوئی جو فائدہ مند ثابت ہوئی۔ اب یہ سلسلہ شعبان و رمضان میں ہونے لگا۔ شعبان سے قبل ہی درخواستیں شروع ہو جاتیں اور شعبان شروع ہوتے ہی خدام قرآن آپہنچتے۔ بڑے اہتمام سے ابتدا ہوتی۔ مولانا بکمالِ شان اس مجلس کے میر محفل ہوتے۔ اس پورے سلسلے کا ابتدائی تقریر میں ذکر کرتے اور یوں بسم اللہ ہوتی۔ رات دن اسباق، خود مولانا کے اسباق بڑے معرکے کے ہوتے اور امام ولی اللہ الدھلویؒ اور ان کے خاندان کے علومِ قرآنی کا عطر و خلاصہ مرتّب لیکچروں کی شکل میں طلباء کے سامنے آتا۔ حفظِ قرآن کی نعمت چونکہ میسّر ہے، اس لیے قرآن سنانے کا اس زمانہ میں مسئلہ تھا۔ شیرانوالہ کے مدرس مولانا حمید الرحمٰن نے لوہاری دروازہ کے اندر مسجد پتھرانوالی اس مقصد کیلئے منتخب کی۔ وہاں کے مخلص احباب نے ہر چند کوشش کی کہ میں رات کو وہاں قیام کروں۔ سحر و افطار کا سلسلہ وہاں رکھوں لیکن اسے شیرانوالہ کی کشش کہیں اور مولانا سے تعلق خاطر کا کرشمہ کہ میں نے مستقل قیام، سحر و افطار کا اہتمام سب شیرانوالہ رکھا۔ عشاء سے قبل گیا، تراویح کی امامت کرائی، واپس آگیا۔ اضافی خدمت کا تقاضا صبح کے درس کی شکل میں، سحری کھانے کے بعد پھر اس مقصد کے لیے آتا اور یہ خدمت سرانجام دیتا۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ مولانا کا بے حد مشغول ہوتا۔ دورۂ تفسیر کے اسباق اختتام پزامتحان کا مرحلہ، پرچوں کی مارکنگ اور پھر ہر رات دو تین مقامات پر تراویح میں تکمیل ہونے والے قرآن کی محافل میں شرکت، ۲۱ ویں شب احقر نے قرآن عزیز پُورا کیا۔ درخواست کر چکا تھا بصد خوشی تشریف لائے۔

میرے دادا بزرگوار حضرت الحاج الحافظ غلام یٰسین قدس سرہ سے لے کر پورے خاندان میں حفظ قرآن کی نعمت کو بیحد سراہا۔ دُعاؤں سے نوازا، تقریر فرمائی اور پھر محفل جمی۔ اس محفل میں بعض قدیم بزرگ تھے جن میں مرحوم بابا شامی شامل تھے۔ دہلی کے رہنے والے، دہلی کی قدیم وضع داری کی جیتی جاگتی تصویر سحبان الہند مولانا احمد سعید قدس سرہٗ کی محفلِ درس کے خاص فرد، انہوں نے اور دوسرے حضرات نے حضرت مولانا سے درخواست کر ڈالی کہ صاحب اس نے قرآن سنایا، صبح کا درس دیا۔ ہمارے خطیب تشریف لے جا چکے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ اسے حکم دیں یہ یہاں چلا آئے۔ مولانا کہ غایت درجہ شفیق و مہربان انسان تھے، انہوں نے کہا یہ خوب ہے اور ان کی درخواست کو مان کر مجھے حکم دے دیا۔ ان کے پیشِ نظر جہاں ان حضرات کی دل جوئی اور ان کی خواہش کی تکمیل تھی وہاں میرا سکون اور ہر ہفتہ کی سفری صعوبت سے مجھے بچانا بھی مقصود تھا جس کا واپسی پر انہوں نے راستے میں اظہار کیا اور مزید فرمایا کہ خدّام الدین سے جماعتی دائرہ تک جو آپ کی لاہور میں ذمّہ داریاں ہیں ان کے حوالے سے اس کام میں برکت ہوگی اور پھر جو نصائح کا دفتر کھلا تو اس نے مجھے آئندہ بیحد

فائدہ پہنچایا۔

مولانا کی ابتدا میں بالکل یہ مرضی نہ تھی کہ میں جماعتی سیاست میں فعال کردار ادا کروں۔ وہ "خدام الدین" کی ادارتی ذمّہ داریوں کے ساتھ ساتھ انجمن کے دوسرے تصنیفی اور تالیفی مشاغل سے مجھے وابستہ دیکھنا چاہتے تھے ہاں جماعت کے حوالہ سے تحریری کام مجھ سے ضرور لینا چاہتے لیکن جب مرحوم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب آف باغبانپورہ اور محترم عبدالحمید صاحب بٹ آف شیرانوالہ جیسے حضرات نے حضرت مولانا سے اس کی درخواست کی تو مجھے اجازت دے دی۔ یہ دونوں حضرات امام لاہوریؒ کے قدیم خواجہ تاش، اہلِ تعلّق اور ملنے والے تھے۔ اپنی عمر اور خدمات کے سبب مولانا کے دل میں اُن کی بڑی قدر تھی اور وہ عمر میں بڑا ہونے کے باوصف مولانا کی بے حد قدر و عزّت کرتے اور انہیں امام لاہوریؒ کا وارثِ صحیح سمجھتے اور یہ سلسلہ ان حضرات کا دم واپسیں تک رہا۔

ڈاکٹر عبدالرشید صاحب ان دنوں لاہور جمعیۃ کے سربراہ تھے تو بٹ صاحب مرحوم فنانس سے وابستہ تھے اور جماعتی زندگی میں ان کی دیانت نے بڑا کام دیا۔ ان سمیت کئی اور حضرات کی اجتماعی خواہش مولانا نے قبول کرلی اور اپنی نگرانی پر مجھے ضلع لاہور کا سیکرٹری بنوایا اور پھر تین سال کا عرصہ جو میں اس منصب پر کام کرتا رہا تو مسلسل اپنے کام کی انہیں رپورٹ دیتا۔ اکثر وہ خود حالات معلوم کرتے۔ ان دنوں موجودہ ضلع قصور لاہور کے ساتھ ہی تھا، الگ ضلع نہ بنا تھا، اس لیے حلقہ نظامت بڑا وسیع تھا اور حلقہ میں اکثر مجھے جانا پڑتا، لیکن میری کوشش ہوتی کہ واپسی ہو جائے۔ رات ایک گھنٹہ آرام کو ملے یا نہیں، شیرانوالہ میں ہی آرام ہو کر ذکرو اس دنیا میں اطمینان کا بڑا سامان تھا۔

احقر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اسے حضرت مولانا کے ساتھ بعض سفروں میں رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک انسان کے اصلی حالات کا اندازہ ایسے ہی مواقع پر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مولانا حضرت لاہوریؒ کے خلف الرشید اور جانشین تھے، خود شیخ طریقت تھے اور جماعتی زندگی میں انہیں ہمیشہ کلیدی حیثیت حاصل رہی۔ قومی اور عوامی حلقوں میں انکا زبردست احترام تھا جس کے ہم خود گواہ ہیں لیکن سفر یا حضر میں کہیں ان کے یہاں امتیاز کا برتاؤ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد سے مسلسل میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ مولانا کی وفات فی الحقیقت انسانیت کا نقصان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کی وفات سے بزم خدام الدین سُونی ہوئی۔ مسندِ طریقت کو دھچکا لگا۔ ایک بیدار مغز، مدبّر اور باوقار قائد کے طور پر عوامی اور سیاسی حلقوں میں سخت خلا محسوس ہو رہا ہے لیکن اصل نقصان اور ٹوٹا جو ان کی وفات سے ہُوا، وہ انسانیت، انسانی اخلاق و کردار اور اعلیٰ ترین انسانی روایات کا ہے، جن کے حوالہ سے ہم نے ان کا ہمیشہ مطالعہ کیا، ظاہر ہے کہ ہم ان کے سلسلے میں ان سے بیعت نہ تھے، ان کی باقاعدہ شاگردی کا مسئلہ بھی نہ تھا۔ پھر ہمیں اس شخص نے جو متاثر کیا اور ہم جو اس کے غم میں جان ہارے بیٹھے ہیں تو اس کی وہ انسانی خوبیاں تھیں جو آج عنقا ہو چکی ہیں۔ آج کی دنیا کے نزدیک طریقت و تصوف کی معراج کچھ اور بن کر رہ گئی ہے لیکن ہم تاریخِ اسلام کے مسلسل مطالعہ اور بزرگانِ سلف کے شخصی احوال کو پڑھنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے وہ یہی ہے جو ہم نے عرض کیا اور اس معاملہ میں سب سے بڑھ کر اسوہ اس محبوبِ عالم کا ہے جسے محمدؐ عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کا نام دیا جاتا ہے اور جس کے اسوہ کو خود اس کے پیدا کرنے والے نے لازمی نمونہ بتلایا اور اسی کی پیروی و اتباع کا حکم دیا۔ اس کی سیرت

کے نقوش بڑے واضح ہیں۔ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ کھنگال لیں اور پھر بتلائیں کہ سفر میں، حضر میں، گھر میں، مسجد میں، درسگاہ میں کہیں اس کا امتیاز کا معاملہ تھا۔ اس کے یہاں کوئی چھوٹے بڑے کی تمیز نہ تھی۔ وہ احباب کے ساتھ پتھر ڈھوتا، کدال سے پتھر توڑتا، ان کی خوشی غمی میں شریک ہوتا، اپنے کپڑے خود دھولیتا، اپنی جُوتی خود گانٹھ لیتا، بکری کا دودھ دوہ لیتا، اپنی رہائش گاہ کو صاف کرلیتا۔ یاروں نے طریقت کا اور تصوّف کا معاملہ یہ سمجھا کہ عام لوگوں سے اونچی مسند ہو، روایتی دربار ہو۔ شاہی پیادوں کی طرح شیخ کے یہاں بھی کچھ لوگ ہوں جو دوسروں کو ڈانٹنے ڈپٹنے کا کام کریں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ تصوّر سراسر غیر اسلامی ہے اور یہ حرکات وہ کرتے ہیں جو پیری کی آڑ میں دنیا پرستی کا مکروہ دھندا کرتے ہیں۔ اس امامِ ہدیٰ کو ہم نے دیکھا اور ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ مخدوم سے خادم بن جاتا۔ اس کے یہاں غصّہ، ڈانٹ نام کو نہ تھی۔ ہنس مکھ، محبّت و پیار کرنے والا، احباب و رفقاء کی سہولت و آسائش کا متمنی، بے لوث، شفیق، مہربان اور گویا اس شعر کا مصداق ؎

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

امروٹ شریف حضرت مولانا کے والد گرامی کا پیر خانہ تھا۔ بھٹو صاحب کے دَورِ استبداد میں وہاں کے نوجوان صاحبزادے منیر مرحوم شہید ہو گئے۔ تعزیت کے لیے وہاں جانا لازمی تھا۔ احقر کو بھی اشارہ ہُوا لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ ہم لاہور سے سکھر تک اکٹھے سفر نہ کر سکے۔ مولانا جہاز سے تشریف لے گئے احقر ریل سے۔ وہ چندے پہلے پہنچ گئے۔ فوراً احباب کو توجّہ دلائی اور میں نے دیکھا گاڑی رُکی اور چند احباب میری طرف بڑھے، کار ان کے ہمراہ۔ معلوم ہُوا کہ شیخ کا اشارہ تھا۔ مجھے لینے آئے ہیں۔ سیدھے قیام گاہ پہنچے۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ وضو فرما رہے تھے۔ اس دوران جماعت کھڑی ہونے سے قبل اور پھر بعد حتیٰ کہ کھانے کے دستر خوان پر کتنی ہی مرتبہ تو پوچھا کہ راستے میں تکلیف تو نہیں ہوئی۔ افسوس کا اظہار کیا کہ اکٹھے سفر نہ کر سکے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجبوری تھی۔ جہاز کی دوسری سیٹ نہ ملی۔ اب دو دن یہاں اکٹھے ہی ہوں گے۔ آپ کیوں بار بار بوجھ دل پر لاتے ہیں؟

فرمایا۔ "شدید احساس ہے کہ کہیں تم اکیلے راستہ میں پریشان نہ ہوئے ہو۔"

میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو اکیلا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی معیّت تو ہے ہی۔ گاڑی لاہور سٹیشن سے نکلی اور اڑوس پڑوس کے مسافروں سے تعارف کر کے ہم نے یاری گانٹھ لی اور پھر روہڑی تک اکٹھے کھاتے پیتے۔ باجماعت نماز پڑھتے اور ہنستے مسکراتے آئے۔

بے حد خوش ہوئے اور مسرّت کا اظہار کیا پھر وہاں کے دو روزہ قیام کے دوران ایسا معاملہ رہا کہ گویا وہ نہیں میں مخدوم ہوں۔ ان کی شفقت، محبّت اور مروّت کا معاملہ، میں ڈوب ڈوب جاتا لیکن ان کا حال یہ ہے کہ تقریر ہے، کوئی چیز لکھنی ہے، پریس سے بات کرنی ہے، استقبالیہ میں کچھ کہنا ہے، علوی صاحب کہیں گے۔ میں تو بس دُعا کردوں گا۔ تفصیلات کا اظہار در مدح خود والی بات ہے، مجھے ندامت محسوس ہو رہی ہے، اس لیے اس کا اظہار نہیں کرتا، لیکن سوچتا ہوں کہ اب کون ہے جو اس طرح شفقتوں کا مظاہرہ کرے گا۔ امروٹ شریف احقر کی پہلی حاضری تھی اس لیے مجھے لیے لیے پھرتے رہے۔ ایک ایک چیز دکھاتے رہے اور پوری تفصیلات سے آگاہ کرتے رہے۔ اسی سفر میں جاتے ہوئے خانپور کے ریلوے سٹیشن پر مرشد درخواستی زید مجدہم کے فرزندانِ گرامی مجھ جیسے نابکار کے لیے کھانا لائے۔ اب یہ کس کا فیضان تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مرشد درخواستی کی

بزرگانہ شفقت جس کا میں نے بارہا مظاہرہ کیا، کے ساتھ مولانا انور کی نگاہ توجّہ کا بھی بڑا اثر تھا اور میری واپسی ہوئی تو میں خانپور اتر گیا۔ اس مجذوب درویش، مرشد برحق، علماء کی آبرو مولانا درخواستی کے درِ دولت پر حاضری دی۔ پھر دین پور شریف کا قصد کیا۔ درخواستی شیخ نے اپنے فرزند عزیزی عبدالرحمٰن سلّمہ کو رہنمائی کی غرض سے ساتھ بھیجا۔ حضرت شیخ میاں عبدالهادی قدس سرہ بقید حیات تھے۔ مجھے اندازہ ہُوا کہ وہ اپنے شیخ مولانا لاہوریؒ کے فرزند عبیداللہ انور کے لیے دل میں کیسے جذبات رکھتے ہیں۔ قریب بٹھا کر دیر تک ان کے حالات، سفری کیفیات اور بہت کچھ پوچھتے رہے۔ ڈھیروں دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ دو مرتبہ دین پور شریف اور خانپور کے سفر ان کے ساتھ کرنے کا اتفاق ہُوا۔ پشاور کا سفر کیا۔ گوجرانوالہ اور نواح کے تو بہت سے اسفار ہیں جن کی تفصیلات کا وقت نہیں۔ انسانوں کا جوہر انسانیت ایسے ہی مقامات پر سامنے آتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے شیرانوالہ کی مسجد اور حجرہ میں اس شخص کو جیسا ہنس مکھ شریف مشفق اور انسانی عظمتوں کا حامل و امین پایا ویسا ہی وہ سفر میں تھا بلکہ حضر سے بڑھ کر۔

"خدام الدین" کے زمانہ ادارت میں کئی ایک خصوصی نمبرات نکالنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ خاص طور پر حضرت لاہوریؒ اور مولانا سیّد محمد یوسف بنوری سے متعلق دو ضخیم نمبر نکلے۔ ان کی تیاری میں سفر کے مراحل آئے اور جدّوجہد کرنا پڑی۔ مولانا لائن دیتے سفر کو پُرآسائش بنانے کی فکر کرتے۔ سفر سے واپسی پر رودادِ سفر توجّہ اور انہماک سے سنتے اور اسے مرتّب کر کے چھاپنے کی خواہش فرماتے۔ بنوری نمبر پر طویل داستان سفر فی الحقیقت ان کی خواہش کے سبب لکھی گئی بلکہ خواہش ظاہر کی کہ لکھ کر پہلے مجھے بھجوائیں۔ بھجوائی، پڑھی اور پھر ملاقات پر خود واپس کی اور بے حد سراہا۔ ان نمبروں پر ان کے تاثرات کا تحریری ریکارڈ موجود ہے بھلا اب کاہے کو کوئی اس قسم کی خورد نوازی کرے گا۔ سچ یہ ہے کہ ان کی ادائیں اتنی متأثر کن تھیں کہ آدمی جاتا اور میرے جیسے لوگ اور ہی اُچھل پڑتے۔

زمانہ ادارت میں ایک سخت ابتلا کا مرحلہ آیا، یہ تاریخ کی امانت ہے۔ اس کا اظہار اب ہو ہی جانا چاہیے کہ نہ معلوم پھر موقعہ ملے نہ ملے۔ قومی اتحاد حکومت میں شریک ہُوا تو احقر نے اس پر اختلافی نوٹ لکھا۔ حضرت میاں عبدالهادی قدس سرہ بیمار تھے۔ انہی دنوں ان کا انتقال ہُوا۔ عزیزی القدر ڈاکٹر محمد اکمل سلّمہ حضرت کے آخری اوقات میں وہاں موجود تھے۔ ان سے یہ معلوم کیے کہ حضرت نے بھی اس شرکت کو ناپسند کیا۔ احقر کو مسرّت ہوئی

میرے اختلافی نوٹ کو حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بے حد ناپسند کیا۔ بعض احباب نے ان کی منشا معلوم کر کے اور ہی نمک مرچ لگایا۔ نوبت باین جا رسید کہ ۱۶ سال کے نیاز مند جماعتی ورکر پر قہر نازل ہونے لگا اور "بنیادی حقوق" کا تصوّر اُبھرنے لگا۔ ارشاد ہُوا کہ علوی یہاں رہنے کے قابل نہیں۔ بہت سے قابل عزیز ہیں جو 'خدام الدین' کو ایڈٹ کر سکتے ہیں۔ مولانا المرحوم میں جو تواضع، انکساری اور بے نفسی تھی، ان کے سبب سبھی کا خیال تھا کہ وہ مان جائیں گے لیکن وہ فولاد بن گئے۔ ادارت کے لیے ایک "بڑی قدآور شخصیت" سمیت چھ متبادل حضرات کا ذکر آیا۔ مفتی صاحب کا دورِ شباب تھا۔ ان کی حرکات کے لیے لوگ منتظر رہتے کہ اس میں انہیں مستقبل کی خوبصورتی نظر آتی لیکن امام لاہوریؒ کا فرزند ڈٹ گیا اور یوں غریب علوی "قہر" کا شکار ہونے سے بچ گیا۔ بہت عرصہ تک معاملات اسی طرح رہے۔ مفتی صاحب کی مجالس و محافل جہاں ہم کبھی سب سے پیش پیش ہوتے، خارج کرائے گئے۔ بات اصول کی تھی۔ اس لیے ہم نے بھی اپنے آپ کو قائم رکھا لیکن اس استقامت کے پیچھے فی الحقیقت حضرت مولانا کی دعائیں اور ان کی خاموش توجّہ تھی۔ یہ اللہ کا شکر ہے کہ کچھ عرصہ بعد کسی حد تک مرحوم مفتی صاحب سے میل ملاقات کی نوبت آ گئی۔ جو بزم اور محفل انہوں نے سجائی تھی وہ درہم برہم ہو گئی، خود ان کی نگاہ میں حکمران مجرم قرار پائے لیکن پانی سر سے گذر چکا تھا۔ ان دنوں مولانا انور کی بھی افواہ تھی کہ انہیں وزارت پر بھیجنے کی فکر ہے۔ جماعتی تنظیم کے حوالہ سے معاملہ ایسا تھا کہ مشکل صورتِ حال تھی لیکن مولانا انور کو اللہ تعالیٰ نے اس ابتلا سے بچایا۔ میرے لیے اس موقعہ پر مولانا نے جس طرح سٹینڈ لیا وہ ان کی عظمت و کردار کی عظیم الشان دلیل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسے دورِ شباب میں کسی غریب ورکر کے لیے ڈٹ جاہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ یہ اسی بندۂ خدا کا کام تھا جس نے ایک مرتبہ ایک قدآور سیاست دان سے کہا تھا کہ مرکز شیرانوالہ کی ذمّہ داریاں جو حضرت والد گرامی سپرد کر گئے ان کی مجبوری نہ ہوتی تو ہم آپ کو تبلاتے کہ کاروبار سیاست کیونکر چلتا ہے۔

ہم نے اس درویش خدامست کو مسندِ تدریس پر دیکھا، مسندِ طریقت پر دیکھا، امریکی سفیر سے باتیں کرتے دیکھا اور لاہور کے فلیٹیز میں روسی سفیر کے سامنے تقریر کرتے دیکھا۔ اس کا فولادی عزم، اس کا حوصلہ، مضبوط ایمان، گفتگو کا ڈھنگ، اسلام کے ساتھ لازوال عقیدت اور ان عالمی لیٹروں کے سامنے ملّتِ مسلمہ کے موقف کا ٹھوس اظہار، کس کس بات کا ذکر کروں۔ وہ حلقۂ یاراں میں ریشم کی طرح نرم تھے تو رزمِ حق و باطل کے وقت فولاد معلوم ہوتے جس پر ان کی وہ تقریریں اور ٹیپ کی گفتگوئیں دلیل ہیں جو انہوں نے ان سفراء کے سامنے کیں۔ یہ الگ بات ہے کہ روسی سفیر کی موجودگی میں کی گئی تقریر پر امریکی استعمار کے ایجنٹ ایک لاہوری صحافی نے طوفان اٹھایا لیکن چندے بعد اسے ندامت ہوئی۔

ہم حضرت مولانا پر ان دس سالوں کے حوالے سے بہت کچھ لکھنا چاہتے ہیں لیکن محدود صفحات کی پابندی تو رکاوٹ ہی ہے۔ سچ یہ ہے کہ ابھی حوصلہ بھی نہیں ہو رہا۔ کوئی دن نہیں گزرتا کہ ان کی قبر پر حاضری نہ دی جائے۔ طبیعت بے قرار ہے اور سکون لُٹ چکا ہے۔ اُن کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی ہیں اور کان اُن کی آواز کے لیے بے قرار۔

اس اضطراب و بے چینی کا مظہر یہ مضمون بھی ہے جس میں ربط و ارتباط چھوڑ کچھ بھی نہیں۔ بس ایک خواہش کا احترام۔ کس کی، عزیزی میاں محمد اجمل قادری سلّمہ کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عظیم والد کا حقیقی وارث بنائے۔ دل سے دُعا اور خواہش ہے کہ وہ علم و عمل، شرافت و تقویٰ اور نیکی و ورع کے مجسّم نمونے بن کر اُبھریں اور خلفِ صالح بن کر آبا کا نام روشن کریں۔ مرشد درخواستی سمیت بہت سے ذمّہ داروں نے انہیں اس مسند پر بٹھا دیا۔ رحمتِ باری سے امّید ہے کہ وہ اپنے بندوں کے انتخاب کی لاج رکھے گا۔ اس مختصر وقت میں ان کی خواہش کا مظہر یہ سطور ہیں۔ باقی باقی

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

ضروری گذارش

امام الھدٰی حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے متعلق کسی قسم کا کوئی واقعہ، تحریر یا کوئی مضمون اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو براہ کرم دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور روانہ فرما کر ممنون فرمائیں اشاعت کے بعد اصل مسودہ واپس کر دیا جائے گا

شیخ لاہوریؒ نے جب رکھا تھا نامِ انور
تھا ہر اک نقشِ قدم شیخ کا گامِ انور

ہر رگ و پے میں ہے آزاد کے نامِ انور
اور ہونٹوں پہ ہے ہر لمحہ پیامِ انور

مَیں گنہگار سہی، آپ کا ہم نام تو ہوں
ثبت پیشانی پہ ہے نقشِ دوامِ انور

میرے سب بچّوں کے ناموں میں ہے انور شامل
میرے بچے بھی ہیں صد شکر، غلامِ انور

رُوحِ انور ہوئی رُخصت تو مَیں بے جان ہُوا
رُوحِ انور کو ہو سو بار سلامِ انور

جو کرامت کے ہیں مُنکر وہ مرے پاس آئیں
ہاں دکھا سکتا ہوں مَیں اُن کو مقامِ انور

میرے مُرشد، مرے بھائی، مرے محبوب تھے وہ
اُن کے ہاتھوں سے پیا کرتا تھا جامِ انور

زندگی اُن کی تھی مصروفِ جہادِ اکبر
صبحِ انور تھی یہی اور یہی شامِ انور

چھوڑ کر مجھ کو روانہ ہوئے جنّت کی طرف
باغِ فردوس میں ہے اب تو قیامِ انور

اُن کے مرقد پہ کھڑا گوش بر آواز ہوں میں
سُن ہی پاؤں گا کسی لمحے کلامِ انور

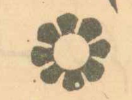
مجلسِ ذِکر میں "آزاد" جو شامل ہوتا
دیکھتا "گلشنِ جنّت میں مقامِ انور"

۱۴ + ۱۳۹۱ = ۱۴۰۵ ھجری

۶ مئی ۱۹۸۵ء

محمد انور آزاد شیرازی

ہدیۂ عقیدت



بحضور آقائی مولانا عبید اللہ انور نور اللہ مرقدہٗ

گلشنِ سندھیؒ کے نخلِ بار آور الوداع!
شیخ لاہوریؒ کے گھر کے ماہِ انور الوداع
جانشینِ شیخ کاملؒ، ہمنشینِ اولیاء
الفراق! اے جانِ ملت سب کے رہبر الوداع
تیرے غم میں اپنی آنکھیں ہو رہی ہیں اشکبار
ڈھونڈتی ہیں ہر کہیں وہ تیرا ہمسر الوداع
کس زباں سے ہم کہیں، اے ہادیٔ روشن ضمیر!
جسدِ خاکی الوداع، اے رُوحِ اطہر الوداع
سسکیاں بھرتی ہے ننّھی عاصمہ وا حسرتا!
اجمل و اکمل کی حالت سب سے ابتر الوداع!
تیری رخصت ملکِ پاکستان کا ہے المیہ!
رہ گئے۔ پس ماندگاں ہیں تجھ سے کمتر الوداع!
والدیں کی ہمنشینی، حبّذا تیرے نصیب!
حُور و غلماں لا رہے ہیں مشک و عنبر الوداع!
پیکرِ علم و عمل، اے سیّدِ والا گہر!
آ رہے ہیں تیری خاطر، جامِ کوثر الوداع!
تیری شفقت یاد آئے گی ہمیں صبح و مسا
کہہ رہے ہیں مسجد و محراب و منبر الوداع!
خالقِ اکبر ہے شاہد، ہم سبھی ہیں سوگوار
گریاں گریاں حاضرِ خدمت ہے اخگرؔ الوداع!

ڈاکٹر لال دین اخگر صاحب
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی
شیخوپورہ

نوائے غم

(بر وفات حسرت آیات جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ امیر انجمن خدام الدین لاہور)

ستم ایک ٹوٹا نیا آسماں سے ؏ ہے اس درد کا درماں ممکن کہاں سے
یہ الفاظ کیسے ادا ہوں زباں سے ؏ ہوئے آج انورؔ بھی رخصت جہاں سے

عجب عالم اضطراری بپا ہے
جدھر دیکھئے شورِ آہ و بکا ہے

کرم اے خداوندِ عالم کرم ہو ؏ کسی طور تو سوزشِ غم یہ کم ہو
جو گذری ہے دل پر وہ کیسے رقم ہو ؏ فزوں تر غمِ دل نہ کیوں دمبدم ہو

چہ پرسی نوائم چرا شعلہ ریز است
حدیثِ غم فرقتش لرزہ خیز است

کسی کے مربّی کسی کے وہ مرشد ؏ کہ پیار ان سے کرتے تھے سب لوگ بیحد
نہ تھا اُن کے دل میں کسی کے لیے کد ؏ بہر حسن و خوبی تھا ان کا بڑا قد

عمل ہر طرح سے مثالی تھا ان کا
مزاجِ گرامی جمالی تھا ان کا

مکمل تھا اکمل تھا ہر ایک پہلو ؏ وہ خوش پوش و خوش شکل و خوش خلق و خوش خُو
کبھی رنگِ گل تھا کبھی گل کی خوشبو ؏ بگوئی یکے سرد قدے لبِ جُو

نہ دانم جز ایں من کہ چوں شد چناں شد
پریشان خاطر ہمہ کارواں شد

مروت، محبت، اخوت کا مظہر ؏ وہ خاموش شرم و شرافت کا پیکر
نہاں جس میں گوہر تھے ایسا سمندر ؏ عبید اللہ انور عبید اللہ انور

سکونِ دادۂ قلب احمد علیؒ تھا
یہی کیوں نہ کہہ دوں ولی بن ولی تھا

ہمہ بزم در فرقتش غم چشیدہ ؏ کسے دل طپیدہ کسے آب دیدہ
سخن تا نہ باشد طوالت کشیدہ ؏ بیاوردہ منظورؔ گل چیدہ چیدہ

برفتہ زما مشفقِ دل گدازے
شود لطفِ یزداں برایں پاکبازے

تعزیتی جلسہ منعقدہ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں پڑھی گئی

از قلم منظور سعید احمد

اے عبید اللہ! تُو تھا آپ ہی اپنی مثال

اِک سراپا شفقت و ایثار رخصت ہو گیا
غم نصیبوں کا جو تھا غمخوار رخصت ہو گیا

قافلے والے ہیں حیراں کیا یہ آفت آپڑی
کیوں اچانک قافلہ سالار رخصت ہو گیا

اے عبید اللہ تُو تھا آپ ہی اپنی مثال
ساتھ ہی تیرے ترا کردار رخصت ہو گیا

دین و ملّت کے لئے تھیں جس کی آہیں جس کے اشک
زہرِ غم پی پی کے وُہ بیمار رخصت ہو گیا

چھوڑ کر ناؤ مصائب کے بھنور میں ساتھیو!
کیا کریں گے ہم کہ کھیون ہار رخصت ہو گیا

روز و شب رہتی تھی جس کو فکرِ تعمیرِ وطن
اے امیںؔ! افسوس وُہ معمار رخصت ہو گیا

سیّد امین گیلانی شیخوپورہ

میرے مخدوم

جانباز مرزا

اوجھل میری نگاہوں سے مخدوم ہو گیا
مَیں اِک بڑے اعزاز سے محروم ہو گیا

اُن کی دعائیں میرے لئے چارہ گر رہیں
میری خطائیں یار کے زیرِ نظر رہیں

ویران دیکھتا ہوں خیابانِ حریت
جانے کہاں گئے ہیں حُدی خوانِ حرّیت

یارو کہیں سے ڈھونڈ کے انورؔ کو لاؤ تو!
کلمۂ حق انہی کی زباں سے سناؤ تو

سورج تھا روشنی کا لحد میں اُتر گیا
ہو کر غروب بزم میں اندھیر کر گیا

بے سود ہو گئی ہے نگاہوں کی جستجو!
کیسے سنیں گے کان محبت کی گفتگو!

جانے قضا نے کس طرح ان کو چھپا لیا
احمد علیؒ کے لال کو مٹی نے کھا لیا

ماتم کناں نگاہوں میں آنسو نہیں رہے
کل تک یہیں تھے، آج وہ لیکن کہاں گئے

محفل اجڑ گئی ہے کہ ساقی نہیں رہا
جانبازؔ! اب تو کوئی بھی باقی نہیں رہا

وہیں پہنچے عبید اللہؒ جہاں احمد علیؒ پہنچے

محبت دین تھا اس کا، محبت اس کا ایماں تھا
وہ حیوانوں کے اس آباد جنگل میں اک انساں تھا

وہ انساں تھا نرالا، عصرِ حاضر کے ہر انساں سے
جھکی جاتی تھی گردن دشمنوں کی اس کے احساں سے

کسی سے بغض تھا ہرگز نہ لوگوں سے عداوت تھی
نہ نیکی پر تکبّر تھا، نہ بدکاروں سے نفرت تھی

سرِ منبر خدا کی رحمتوں کے گیت گاتا تھا!
گناہگاروں کو وہ تو اپنے سینے سے لگاتا تھا

کرشمہ یہ بھی اپنے "خیر خواہوں" کو دکھاتا تھا!
جو اپنے بن نہیں سکتے، انہیں اپنا بناتا تھا

وہ حسنِ خُلقِ نبویؐ ہی کا پیروکار تھا لوگو!
کمالِ دستِ قدرت کا وہ اِک شاہکار تھا لوگو!

بظاہر تو وہ مولانا عبید اللہ انورؔ تھا
مگر وہ درحقیقت عصرِ حاضر کا ابوذرؓ تھا

وہ تھا فولاد بے شک جنگِ کفّاراں میں اے یارو!
بریشم تھا مگر ہر حلقۂ یاراں میں اے یارو!

ہمیشہ دوستوں ہی کے کماں سے تیر کھاتا تھا!
مگر پھر بھی وہ رسمِ دوستداری کو نبھاتا تھا

وہ سمجھوتہ تو کر سکتا نہ تھا ہرگز اصولوں پر
مگر تھا قطرۂ شبنم چمن کے سارے پھولوں پر

ہر اک شے پر مقدم تھا اسے قرآن کا پرچم
اسی کے ہاتھ میں تھا سورۂ رحمان کا پرچم

وہ سب پر مہرباں تھا مہربانی عام تھی اس کی
لٹاتا تھا خزانے، میزبانی عام تھی اس کی

امامِ ہندؒ سے اس کو جو شرفِ بازیابی تھا
وہ عارف تھا وہ سالک تھا، مگر وہ انقلابی تھا

سکھاتا تھا ستاروں پر کمندیں، نوجوانوں کو
سدا بیدار رکھتا تھا وطن کے پاسبانوں کو

حسین احمدؒ نے اس کو ایسا آئینہ بنایا تھا
دکھا کر جلوۂ حق، ساری دنیا کو بھلایا تھا

ولی اللہؒ کے افکار کا تھا ترجمان انورؔ
عبید اللہ سندھیؒ کا تھا پنجابی جوانِ انورؔ

وہ اس کی مجلسِ ذکرِ الٰہی، یاد آتی ہے!
فغانِ شب، دعائے صبحگاہی یاد آتی ہے

جو پودا شیخ لاہوریؒ کے ہاتھوں نے لگایا تھا
عبید اللہؒ نے اس کو گلستاں کر دکھایا تھا

الٰہی! حشر تک رکھنا سلامت اِس گلستاں کو
خزاں کی دسترس سے دُور رکھنا اس بہاراں کو

مرے مولا! ترا فضل و کرم یوں عام ہو جائے
جو اس گلشن میں پہنچے، خادمِ اسلام ہو جائے

مرے مولا! لگا دے باغِ جنّت اس کی تربت پر
سدا ہو بارشِ انوارِ رحمت، اُس کی تربت پر

جوارِ رحمتِ حق میں ولی ابن ولیؒ پہنچے!
وہیں پہنچے عبید اللہؒ جہاں احمد علیؒ پہنچے!

بکم مئی ۱۹۸۵ء

آزاد شیرازی

اشکِ فراق!

حضرت مولانا عبیداللہ انور کی وفاتِ حسرت آیات پر

از: حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کیا دکھاتا ہے کرشمے چرخِ گرداں ہائے ہائے
روز آتے ہیں غموں کے سیل و طوفاں ہائے ہائے

جن کی خاطر رونقِ دنیا و دِیں باقی رہی
ہوگئیں وہ ہستیاں مٹی میں پنہاں ہائے ہائے

شیخ لاہوریؒ کے وہ فرزند دلبند ارجمند
چل دئیے ہیں جانبِ گورِ غریباں ہائے ہائے

جو پھلا پھولا تھا اُف اسلاف کی آغوش میں
حضرت سندھیؒ کے تھے وہ نورِ چشماں ہائے ہائے

زندگی کی وقف اپنی خدمتِ دیں کے لئے
کیوں نہ ہوں گے ان پہ ہم یوں اشک افشاں ہائے ہائے

حق کی خاطر کس قدر جھیلے مصائب آپ نے
ہوگئے تھے بارہا پابندِ زنداں ہائے ہائے

آمریت سے جو ٹکرایا ایوبی دَور میں !!
حق پرستی سے ہوئے تھے خوں میں غلطاں ہائے ہائے

لرزہ براندام رہتے ان سے ظالم حکمراں
اہلِ باطل اس سے تھے لرزاں و ترساں ہائے ہائے

رُوح پر اس کی ہو ہر دم رحمتِ حق کا نزول
ہے خدایا یہ دعائے دل فگاراں ہائے ہائے

جن کی رحلت سے ہے اے فانیؔ! فضا ساری اداس
کس قدر بے کیف ہے یہ رنگِ دَوراں ہائے ہائے

تحریر: ظہیر میر
مدیر "خدام الدین" لاہور



"آٹھ روز کی شدید علالت کے بعد جانشین شیخ التفسیرؒ امام الھدیٰ حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور قدس سرّہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ه

حضرت کے انتقال سے ملّتِ اسلامیہ کی ایک کثیر تعداد اُن کے سایۂ عاطفت سے محروم اور یتیم ہوگئی ؎

جوارِ رحمتِ حق میں ولی ابنِ ولی پہنچے
وہیں پہنچے عبیداللہؒ جہاں احمد علی پہنچے

۳ مئی ۸۵ء کے ہفت روزہ "خدام الدین" کی پیشانی پر مذکورہ بالا الفاظ کی حقیقت سے وہی شخص واقف ہو سکتا ہے جس نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا ہو۔

اسمِ بامسمّٰی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ

ان نفوسِ قدسیہ میں سے تھے جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قال اللہ وقال الرّسول میں گزرا۔ مولانا عبیداللہ انورؒ ۱۹۲۴ء میں شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ مولانا احمد علیؒ نے اپنے اس بچّے کا نام "عبیداللہ" اس نیّت اور ارادہ سے رکھا کہ یہ ہونہار بچّہ امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی جرأت و افکار کا امین ہوگا اور جب مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ملاقات مولانا عبیداللہ سندھیؒ (جو رشتے میں ان کے والد تھے اور ان دنوں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے) سے ہوئی تو انہوں نے بچّے کی پیدائش اور نام کے بارے میں ذکر کیا۔ حضرت سندھیؒ کو جب یہ پتہ چلا کہ بچّے کا نام اس ارادے اور نیّت سے رکھا گیا ہے کہ یہ بڑا ہو کر ایک راسخ عالم اور مجاہدِ دین بنے تو انہوں نے مولانا احمد علی لاہوریؒ سے کہا کہ آپ بچّے کا نام مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے نام پر رکھیں کیونکہ بقول مولانا عبیداللہ سندھیؒ اس وقت دنیا میں ان کے پائے کا کوئی راسخ عالم نہیں۔ چنانچہ مولانا احمد علی لاہوریؒ نے بچّے کا نام عبیداللہ سے عبیداللہ انور رکھ

دیا۔ "عبیداللہ" حضرت سندھیؒ کی نسبت سے اور "انور" حضرت انور شاہ رحؒ کی نسبت سے۔ حالات و واقعات اس بات کے شواہد ہیں کہ حضرت مولٰنا عبیداللہ انورؒ نے اپنے نام کی لاج رکھی۔ وہ یقیناً اسم با مسمّٰی تھے۔

تربیّت

حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی تربیت میں تین اہم شخصیات کا بڑا حصّہ ہے۔ دراصل آپ امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور قطب الاقطاب مولانا احمد علی لاہوریؒ کی محنتوں کا نچوڑ اور حاصل تھے۔

ان تینوں نابغۂ روزگار شخصیات کی توجّہ نے مولانا عبیداللہ انورؒ کو حق و صداقت کا علمبردار، عزم و ہمّت کا پیکر، استقلال و استقامت کا خوگر اور شرافت و اخلاق کا گہوارہ بنا دیا تھا اور آنے والی نسلیں صدیوں اس گہوارے سے نکلنے والی ضیا پاشیوں سے راہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔

جَوانی

کسی بھی شخص کی زندگی کے بہترین گواہ اس کی جوانی کے دوست ہوتے ہیں۔ مولانا عبیداللہ انورؒ نے قابلِ رشک جوانی گزاری۔ وہ "در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است" کے مصداق تھے۔ ان کے درجنوں ہم عصر اور ہم درس علماء کرام دُنیا کے گوشے گوشے میں خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ پاکستان میں حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، علّامہ پروفیسر نُورالحسن حضرت کے اساتذہ میں سے ہیں اور مولانا حافظ ریاض اشرفیؒ (جو راقم کے بہنوئی تھے) مولانا مفتی ضیاءالحق دہلوی، مولانا صوفی عبدالحمید سواتی حضرت انورؒ کے ہم درس تھے۔ ان میں سے جن سے بھی ملیئے، یہی کہتے ہیں کہ ہم نے مولانا عبیداللہ انور سے زیادہ باحیاء شخص نہیں دیکھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ مولانا عبیداللہ انور کو دیکھ کر حضرت عثمان غنیؓ کی شرم و حیا یاد آجاتی ہے۔

مولانا عبیداللہ انورؒ نے جوانی میں تحصیل علم کی طرف خوب توجّہ دی اور جب تک علوم عصریہ سے فراغت حاصل نہیں کرلی، عملی اور سیاسی میدان میں سرگرم عمل نہیں ہوئے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ پڑھائی کے دوران سیاسی میدان میں سرگرمی آدمی کو علم میں ناپختہ رہنے دیتی ہے، لیکن حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے سامنے جو تحریکیں چلیں اور سیاسی حالات نے جو کروٹیں لیں، میں نے نہایت گہری اور تجزیاتی نگاہوں سے انہیں دیکھا جس کا فائدہ یہ ہُوا کہ مجھے عملی زندگی میں صحیح لائحہ عمل اختیار کرنے میں کبھی دشواری پیش نہیں آئی۔

جانشینی

۱۹۶۲ء میں حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اپنے والد امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کی وفات کے بعد جانشین مقرر ہوئے۔ اِس ذمّہ داری کو حضرت نے کمال احسن طریق سے نبھایا۔ ملک اور بیرونِ ملک دینِ اسلام کے فروغ کے لیے کٹھن اسفار کیے اور ۱۹۶۸ء میں ایّوبی آمریت کے خلاف جرأت و حمیت کی وہ درخشندہ مثال قائم کی جو بہت کم لوگوں کے نصیب میں آتی ہے۔ ۱۹۶۸ء تک وہ اپنے روحانی مرتبے میں یہاں تک پہنچ چکے تھے کہ جب اُن کے جسم اطہر پر لاٹھیاں برسائی گئیں اور آپ اس تکلیف کی وجہ سے تین دن تک ہسپتال میں بے ہوش رہے تو اس وحشیانہ بربریت کے خلاف ایک احتجاجی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مشہور صحافی اور مجاہد جناب شورش کاشمیریؒ نے کہا تھا کہ "اے ایّوب خاں! تم نے مولانا عبیداللہ انور کی کمر پر لاٹھیاں نہیں برسائیں، قرآن کے اوراق پھاڑے ہیں اور ایسا کرنے والے کو خدا کبھی معاف نہیں کرتا اور پھر تاریخ نے دیکھا کہ ایّوبی آمریت دو مہینے سے زائد نہ چل سکی۔

عملی کردار

اسلامی نظام کے نفاذ اور ملکی بقاء و استحکام کے لیے جب بھی کوئی تحریک چلی مولانا عبیداللہ انورؒ نے اس میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ تحریکِ عائلی قوانین، تحریکِ سول نافرمانی، تحریکِ بحالی جمہوریت، تحریکِ ختم نبوّت، تحریکِ نظام مصطفٰےؐ میں ان کا مجاہدانہ کردار ہمیشہ یاد رہے گا۔ انہیں کئی بار جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔

۱۹۶۸ء میں جب ایّوب آمریت اپنے انتہا کو پہنچ گئی تو جمعیۃ علماءِ اسلام نے ملک گیر پیمانے پر تحریک چلانے کا پروگرام بنایا اور شیرانوالہ گیٹ سے نماز جمعہ کے بعد جلوس نکالا۔ حضرتؒ نے اُس جلوس کی قیادت فرمائی۔ پولیس کے اندھا دھند لاٹھی چارج اور ظلمت و بربریت سے حضرت کو جو جسمانی تکلیف پہنچی، دراصل بعد میں دوسری بیماریوں کی وجہ یہی تکلیف بنی۔ حضرت کی ریڑھ کی ہڈی کو تکلیف پہنچی اور تین دن تک ہسپتال میں مسلسل بے ہوشی رہی۔ فیلڈ مارشل ایّوب خاں نے ریڈیو پر پوری قوم سے معافی مانگی لیکن آپ نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس افسر شریف چیمہ کو معاف کر دیا۔

آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم کو فعال بنانے کے لیے ملکی دورے کیے۔ آپ جمعیۃ علماءِ اسلام مغربی پاکستان کے امیر، صوبہ پنجاب کے امیر، مرکزی جنرل سیکریٹری اور پھر مرکزی صدر بنے۔ ۱۹۷۷ء کی نظام مصطفٰےؐ تحریک میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اور پابندِ سلاسل بھی رہے۔ آپ ایک واضح اور صاف ستھری سوچ کے انسان تھے۔ آپ کے خیالات و نظریات کھلی کتاب کی طرح تھے۔ آپ کو ملکی استحکام بڑا عزیز تھا۔ آپ کسی ایسی تحریک یا عمل میں شریک ہونے کے سخت مخالف تھے جس کی وجہ سے ملکی نظریات کو نقصان پہنچے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسلام کے لیے جان بھی چلی جائے تو ہم اسے سعادت سمجھیں گے لیکن ہم مغربی جمہوریت کے لیے اپنے کارکنوں کو قربانی کا بکرا نہیں بنا سکتے، اس لیے آپ نے آخری وقت تک ایم آر ڈی کی مخالفت کی کیونکہ اس تنظیم کے پروگرام میں اسلام کا نام تک نہیں اور اس کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں ہے جو نظریۂ پاکستان کے مخالف اور ملکی بقاء استحکام سے کھیلنے کے عادی ہیں۔

آپ افغان مجاہدین کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجاہدین صرف اپنی آزادی کی نہیں بلکہ عالم اسلام اور پاکستان کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ افغان مجاہدین کی عملی امداد فرمایا کرتے تھے۔ اس کے لیے باقاعدہ انہوں نے الگ ایک شعبہ بنایا ہُوا تھا۔ آپ دن رات افغان مجاہدین کی کامیابی کی دُعا کرتے رہتے تھے۔

آپ کو عراق۔ ایران جنگ پر بھی بڑا دکھ تھا۔ اکثر اس کا تذکرہ فرماتے اور دُعا کرتے کہ اللہ عراق اور ایران کو عقل کے ناخن لینے کی توفیق دے۔ (آمین) آپ کا مُوقف یہ تھا کہ اس جنگ سے عالم اسلام کی قوّت کمزور ہو رہی ہے۔ آپ نے اس جنگ کو بند کروانے کے لیے عملی سطح پر بھی کئی کوششیں فرمائیں اور بین الاقوامی سطح پر اپنے تعلقات کو استعمال کیا۔

ملکی سالمیت کے خلاف کہیں سے بھی شور ہوتا تو آپ تڑپ اٹھتے۔ جن دنوں اندرا گاندھی نے پاکستان کو دھمکیاں دینا شروع کیں اور جنگ کے خطرات منڈلانے لگے تو آپ بے چین ہوجایا کرتے تھے اور ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ پاکستان کو ظالموں کے شر سے محفوظ و مامون رکھ (آمین) آپ دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ اندرا گاندھی کے شر سے پاکستان کو محفوظ رکھ یا اسے دُنیا سے اٹھالے۔ علاوہ ازیں جب ملکی سالمیت اور اسلامی نظام کے لیے ضرورت پڑی آپ نے کبھی کوئی کسر اٹھا نہیں چھوڑی۔

دینی مشاغل

مولانا عبید اللہ انورؒ نے اپنی پوری زندگی دین مبین کی ترویج و اشاعت میں وقف کر رکھی تھی۔ وہ ایک درویش صفت انسان تھے جو علم سے زیادہ عمل کے قائل تھے۔ تضاد انہیں ہرگز پسند نہ تھا۔ وہ جو کہتے تھے وہی کرتے تھے اور جو کرتے تھے اسے برملا کہتے تھے۔

وہ خطبہ جمعہ تیاری کرکے دیا کرتے تھے۔ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب جامع مسجد شیرانوالہ میں تشریف لاتے اور نماز فجر تک تصوّف و سلوک کے اسباق لوگوں کو طے کرواتے۔ وہ لوگوں کے مصائب اور تکالیف سُنتے اور قرآن و سنّت کی روشنی میں ان کا مداوا کرتے۔ انہوں نے آخری وقت تک ہفت روزہ خدّام الدّین کو کامیابی سے چلایا۔ وہ ہفت روزہ ترجمان اسلام کے بھی سرپرست تھے۔ انکی قیمتی تحریریں گاہے گاہے دوسرے جرائد اور اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ انہوں نے کئی ایک موضوعات پر کتابیں لکھیں جو آج نایاب ہیں۔ زندگی کے آخری حصے میں وہ جدید تقاضوں کے پیش نظر قرآن مجید کی تفسیر لکھنے میں مصروف تھے جو چند پاروں کے علاوہ مکمل ہو چکی ہے۔ وہ شعبان اور رمضان المبارک میں طلباء کرام کو شاہ ولی اللہؒ کے افکار مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے طرز پر پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ آج کی معاشی دنیا میں اسلام کے معاشی نظام کو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے افکار کی روشنی میں ہی بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ آنے والا دَور خالصتاً معاشی ابتری کا دور ہوگا اور اس وقت اسلام کے ان معاشی نظریات کو عام کرنا پڑے گا جن کی نشاندہی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ سے مماثلت

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کا معمول بھی کچھ اسی طرح تھا۔ ہمیشہ کا معمول تھا کہ عشاء کے وضو کو فجر تک باقی رکھتے۔ وہ نماز مغرب کے بعد وضو کرکے جمعرات کو جامع مسجد شیرانوالہ میں تشریف لاتے تھے اور نمازِ فجر تک اسی وضو سے رہتے۔ حالانکہ وہ شدید قسم کے عوارض میں مبتلا تھے، لیکن ۲۳ سال تک کسی نے انہیں نمازِ مغرب کے بعد نماز فجر تک وضو کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت اقدس اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بڑوں کی دعاؤں سے اللہ نے توفیق دی ہے کہ چالیس سال گذر گئے ہیں میں رات کو کبھی نہیں سویا۔ ان کا معمول صبح اشراق پڑھ کر بارہ بجے تک سونے کا تھا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے مماثلت

یوں تو مولانا عبید اللہ انورؒ قدم قدم پر اپنے والد کا پرتو تھے لیکن اپنی وفات سے چند روز قبل انہوں نے اپنے بال بچّوں کو اپنی پنڈلی مُبارک دکھائی اور اس پر ایک سفید رنگ کے داغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ کو اپنے انتقال سے کچھ روز قبل ایسا ہی داغ پڑ گیا تھا۔ جب بتایا گیا کہ آپ کا جگر بڑھ گیا ہے تو فرمایا حضرت (لاہوریؒ) کا جگر بھی آخر میں بڑھ گیا تھا اور ہاتھوں کے ناخنوں پر نشان بھی موجود تھے جو کہ میرے بھی نظر آنے لگے ہیں۔ ان کی پوری زندگی اپنے والد گرامی کے مشن کو آگے بڑھانے میں گزری۔

امتیازی خصوصیت

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحـ بہت سی امتیازی خصوصیات کے حامل تھے جن کے بیان سے بیان تنگی اوراق کی شکایت ہوگی۔

راقم عرصہ آٹھ سال سے حضرت کی شفقتوں میں رہ رہا تھا۔ ان کی قربت اور شفقت جتنی مجھ سیہ کار کو میسّر آئی شاید ہی کسی کے کھاتے میں آئی ہو۔ میرے نزدیک حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کی زندگی کا سب سے بڑا وصف ان کا عجز و انکساری تھا۔ وہ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ انہوں نے پوری زندگی لفظ "میں" استعمال نہیں فرمایا۔ جب کسی طلب گار کو سلوک کی منازل طے کراتے یا کوئی نصیحت اور وظیفہ فرماتے تو یہی کہتے کہ حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایسا کر لیا کرو تو برکت ہوگی۔ حضرت جی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شیطان جب کسی کو گمراہ کرتا ہے تو اس کے دماغ میں تکبّر اور غرور بھر دیتا ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑا علامہ کوئی نہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ "میں" صرف اللہ والوں کی صحبت میں آکر ہی ختم ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس قدر مٹا ڈالا تھا کہ بچّوں سے ملتے تو وہ یہ سمجھتے کہ یہ ہمارے بہترین دوست ہیں۔ ہر چھوٹا بڑا آدمی بڑی بے تکلّفی سے اُن سے گھنٹوں باتیں کرتا رہتا۔ حضرت جی اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرت جی ہر کسی سے اتنی شفقت و محبّت سے پیش آتے کہ ہر کوئی یہی سمجھتا کہ حضرت جی مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبّت کرتے ہیں۔ وہ خوشی سے لوگوں میں روپے اور ٹافیاں بھی تقسیم فرماتے۔ گلی میں اکثر چھوٹے چھوٹے بچّے انہیں روک لیتے اور کہتے حضرت جی ہمیں ٹافیاں دیں۔ وہ جتنی دفعہ گلی میں سے گزرتے بچّوں کو ٹافیاں ضرور دیتے۔

حضرت جی کی خوشی اور محبّت

حضرت جی یوں تو ہر شخص کے ساتھ مہربان و مشفق تھے۔ وہ ہر کسی کو اتنی محبّت اور شفقت دیتے تھے کہ شاید ماں باپ بھی ایسا نہ کر سکیں۔ ان کی فراخدلانہ شفقت سے ہر آدمی یہ گمان کرتا تھا کہ مجھ سے زیادہ حضرت کسی سے محبّت اور شفقت نہیں کرتے لیکن راقم کا یہ تجزیہ ہے کہ حضرت جی جتنی شفقت اور محبّت اپنے طلباء کرام سے کرتے تھے وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آئی۔ درس و تدریس اُن کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ طلباء کی کلاس میں وہ پھول کی طرح کِھل جایا کرتے تھے۔ بیماری اور تکلیف کے باوصف ساری ساری رات طلباءِ کرام کو پڑھاتے لیکن ایسا لگتا کہ بالکل ہشاش بشاش ہیں۔ رات بیت جاتی اور سحری کا وقت ہو جاتا تو بڑے دل نشیں انداز میں طلباء سے کہتے ــــ "کیوں بھائی کیا ارادہ ہے؟" طلباء کے تھکے ہُوئے چہرے دیکھ کر خود ہی فرماتے۔ "اتنا ہی پڑھنا چاہیے جتنا ہضم ہو سکے"۔ جب کوئی طالب علم انہیں ملتا تو خوشی سے ان کی باچھیں کھل جاتیں اور وہ طالبِ علم سے اُس کے علمی اور دینی مشاغل کے بارے میں ضرور پوچھتے۔

نیکی سے تعاون اور بدی سے نفرت

حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کی عملی زندگی قرآن کے اس حکم کی مصداق تھی

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى
وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ ۵

(کہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو اور بدی اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو)۔

حضرت مولانا نے زندگی بھر جس کام کو حق جانا اس کی دل کھول کر حمایت کی اور جسے خلافِ اسلام سمجھا اس کی سختی سے مخالفت کی۔ وہ ان کاموں میں مصلحت کوشی کو حرام سمجھتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ "خوف" کا لفظ ہماری ڈکشنری میں نہیں ہے۔

حضرت جی پنجاب زکوٰۃ کمیٹی کے اعزازی رکن تھے اور ہر اجلاس میں پوری تیاری کے ساتھ شریک ہوتے۔ کئی موقعوں پر جماعتی احباب نے جنہیں حکومت کی پالیسیوں پر اختلاف تھا حضرت جی

سے زکوٰۃ کمیٹی سے مستعفیٰ ہونے کو کہا لیکن آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کل قیامت کے دن حکمران طبقہ اللہ کے ہاں یہ کہہ دے کہ ہم نے تو زکوٰۃ کے نظام کو خلوص سے نافذ کیا تھا۔ ان علماء کرام نے ہم سے تعاون نہیں کیا تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔ اپنی وفات سے پندرہ روز قبل ہی انہوں نے زکوٰۃ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی اور شدید بیماری کے باوصف پورے انہماک سے کارروائی میں حصہ لیا حالانکہ حکومتی سطح پر انہیں اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملتا تھا۔

الغرض مولانا عبید اللہ انورؒ ان نابغۂ روزگار شخصیات میں سے تھے جن کا وجود کسی بڑی سے بڑی نعمت سے کم نہیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک ادارہ اور انجمن تھے۔ وہ دُکھے دلوں کے ساتھی اور بے یاروں کے مددگار تھے۔ وہ انسان پر انسان کے استحصال کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ دُکھی اور غریب عوام کی ہر ممکن امداد فرماتے تھے۔ اسی جذبے کے تحت انہوں نے شیرانوالہ میں ایک عظیم الشان ہسپتال کی بنیاد رکھی جو زیرِ تکمیل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور قدس سرہ العزیز کی قبر کو اپنی رحمتوں سے بھر دے اور ہمیں صبر و استقامت کے ساتھ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

قطعاتِ تاریخ

بروفات حسرت آیات حضرت شیخ التفسیر

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نور اللہ مرقدہٗ

عجب تھا صدمۂ جانکاہ جس دم ایسے فاضل نے
حوالے جان، جانِ آفریں اللہ اکبر کی
نہ بجھنے پائے تا روزِ قیامت ہے دعا صابرؔ
الٰہی شمعِ روشن عبید اللہ انور کی

۱۴۰۵ھ

ولی ابن ولی کی ہے لحد سے آرہی اب تک
معطّر کن عجب خوشبوعزیز و مشک و عنبر کی
یونہی بارانِ رحمت کی بدولت حشر تک صابرؔ
رہے تربت تر و تازہ عبید اللہ انور کی

۱۹۸۵ء

الحاج عبدالکریم صابر
ڈیرہ

نديم احمد القاسمی

بیادِ امام الہدیٰ

حضرت انور قدس سرہ العزیز

روتا رہا ہے آج ہر پیر و جواں ؛ لُٹ گیا سرمایۂ اسلامیان

۲۸ اپریل کو بھی سورج نکلا تھا لیکن ہزاروں آہوں اور سسکیوں کا امنڈتا ہُوا طوفان ساتھ لیے نکلا۔ اس رات کی بھی صبح ہوئی تھی لیکن جس کا جامِ تریاق و امرت پینا ہر دشمن و دوست باعثِ فخر و مسرّت سمجھتا تھا خود میخانہ سے دست بردار ہو کر بانیٔ میخانہ کے جوار کو ابدی میں دلہن کی نیند سو جائے گا۔ کل تک جو فرزندانِ توحید کی امیدوں کا مرجع کاروانِ ملتِ بیضا کا سالار گم کردہ راہ انسانوں کے لیے خضرِ حیات تھا آج

یہ کسے خبر تھی کہ کل تک جو فرزندانِ توحید کا مرجع کاروانِ ملّت بیضا کا سالار
گم کردہ راہ انسانوں کے لیے خضرِ حیات تھا آج خود راہیٔ ملکِ عدم ہو گا۔

یہ صبح رات سے بھی زیادہ اندوہناک اور بھیانک تھی۔ نہ جانے کتنے ارمانوں اور تمناؤں کا خون ہُوا۔ بعد فجر فضا کے اندر سردیاں جیسا کہ کسی بہت بڑے حادثے کا پیغام دے رہا تھا لیکن کسے خبر تھی کہ گلستان لاہوریؒ کا وہ پھول جس پر گلشن کی شاخ شاخ ڈالی ڈالی، پنکھڑی پنکھڑی کو رشک و ناز تھا آج مُرجھا کر زینتِ بہارِ گلشن بننے کے بجائے گوشۂ تنہائی کو مرقع کرنا پسند کرے گا۔ میخانہ لاہوریؒ کا وہ ساقی رہائش گاہ کے لیے منتخب کرلے گا۔ کل تک جس کی رُخِ زیبا کی ایک جھلک کی خاطر زمین کے ان گنت باسی ہزاروں میلوں سے سفر کرکے آتے رہے وہ خود آج اپنے محبوبِ حقیقی کی دیدار کے لیے اس دنیائے فانی کی سرحد چپکے سے عبور کر جائے گا۔ کل تک جو خود لوگوں کے غموں میں شریک دکھوں میں مداوی اور زخموں پر مرہم رکھنے والا تھا آج انسانوں سے بے خبر اپنے معشوق کے حجلۂ عروسی خود راہیٔ ملکِ عدم ہو گا۔ کل تک جو لاکھوں نفوس کے لیے طبیب و مسیحا تھا آج خود موت کی آغوش میں آرام کرے گا یعنی میرے پیر و مرشد خلوص و للّٰہیّت کا پیکر، شریعت و طریقت کے اسرار و رموز کا محرم اخلاق و مکارم کا سراپا مجسمہ فکرِ ولی اللہ دہلویؒ، انقلاب سندھیؒ اور تصوف لاہوریؒ کا امین حق گوئی و بے باکی کا علمبردار مردِ حق آگاہ امام الھدیٰ ولی ابن ولی جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ

اپنے مبارک نام کے ساتھ مدظلہ کے بجائے علیہ الرحمۃ والرضوان کہلوانا شروع کر دیں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

حضرت انور علیہ الرحمۃ کی وفات حسرت آیات ایک شخص ایک فرد یا ایک نفس کی موت نہیں بلکہ ایک عہد ایک خاص دور اور حیات تصوف کے صحیفے کے ایک ضخیم باب کا اختتام ہے۔

سورج ہزاروں بار اس دنیائے رنگ و بو کے سر پر گردش کرتا ہے لیل و نہار طول زمانہ کی وجہ سے آپس میں اٹکھیلیاں کر کے تھک چکے ہوتے ہیں۔ ہزاروں گم کردہ راہ انسان سنگ میلِ اوّل کو آخری منزل تصوّر کرنے لگتے ہیں۔ ضلالت و بدعات کی دبیز چادر ذہن انسانی کے آسمان پر پھیل چکی ہوتی ہے پھر جا کر رب ذوالجلال حضرت انورؒ جیسے چاند نمودار کرتا ہے تاکہ وہ اپنی عطا کردہ خدائی طاقتوں کے ذریعہ لوگوں کو راہِ راست پر لائے اور اپنے علم و فراست کے ذریعہ ضلالت و بدعات کی دھجیاں اُڑا دے۔

جب ہزاروں گم کردہ راہ انسان سنگ میلِ اوّل کو منزل تصور کرنے لگتے ہیں۔ ضلالت و بدعات کی دبیز چادر ذہن انسانی کے آسمان پر پھیل چکی ہوتی ہے، پھر جا کر ربّ ذوالجلال حضرت انورؒ جیسے چاند نمودار کرتا ہے تاکہ وہ اپنی عطا کردہ خدائی طاقتوں کے ذریعے لوگوں کو راہ راست پر لائے اور اپنے علم و فراست سے ضلالت و بدعات کی دھجیاں اُڑا دے

حضرت انور علیہ الرحمۃ سے پہلی ملاقات

دورہ تفسیر کے واسطے جب میں شیرانوالہ پہنچا انجانا تھا۔ نہ کسی سے جان پہچان نہ کسی سے تعلق و شناسائی۔ خوش قسمتی سے محترم حاجی بشیر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنا جانا۔ اتنی محبت و شفقت سے پیش آئے کہ والدین یاد آ گئے۔ میری پسند کے مطابق مجھے الگ کمرہ دیا۔ حاجی بشیر احمد صاحب کے اخلاق و کردار نے مجھے بے پایاں متاثر کیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ جس شخصیت کے ادنیٰ خادم کا یہ حال ہے خود اُس کا کیا مقام ہوگا۔ ملاقات کی لگن دل میں بیٹھ گئی۔ خدا خدا کر کے شام ہوئی اور حضرت انورؒ کا سامنا اس حال میں ہوا کہ وہ ایک عظیم استاد تھے اور میں ادنیٰ سا شاگرد۔ محترم حاجی بشیر احمد صاحب نے میرا تعارف حضرت سے کرایا۔ حضرت بہت خوش ہوئے (اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا) کہنے لگے پھر تو آپ میرے استاذ بھائی ہوئے۔ مجھے اپنے پاس بٹھایا اور سبق شروع کر دیا۔ پھر کیا تھا علم و عرفان کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ مجھے محسوس ہونے لگا کہ حضرت انورؒ نہیں بلکہ حضرت سندھیؒ نے درس دینا شروع کر دیا ہے۔ (چونکہ حضرت انورؒ کا درس حضرت سندھیؒ کے انقلابی سبق سے زیادہ مطابقت

رکھتا تھا اس وجہ سے میرے ذہن میں یہ تشبیہ آئی)۔ اور یہ واقعہ شب اوّل کچھ اس طرح سے میرے ذہن پر نقش ہو گیا کہ آج بھی جب حضرت انورؒ کا تصوّر کرتا ہوں وہ ایک مشفق اور عظیم استاذ کی حیثیت سے میرے ذہن میں نمودار ہوتے ہیں۔

حضرت انورؒ کا علمی مقام

آپ بیک وقت عالم شریعت بھی تھے اور فاضلِ طریقت بھی۔ علوم ظاہریہ کے معلّم بھی تھے جس کا اظہار درس حجۃ اللہ البالغہ میں ہوا کرتا تھا اور مزکّی نفس و مصلح باطن بھی تھے جس کا اظہار مجالس ذکر کی تقاریر اور تشنگان علم الاذکار کے درمیان ہوتا تھا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے مادر علمی دار العلوم دیوبند میں عظیم اساتذہ کے سامنے زانو تلمذ طے کیے ہیں۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ العزیز و حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب مدظلہ، شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند و حضرت مولانا معراج الحق صاحب مدظلہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری استاذ حدیث دار العلوم دیوبند و حضرت مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ جیسے اساتذہ سے درسِ حدیث لیا ہے اور ان کے گلشن اسرار و حکمت سے خوشہ چینی کی ہے۔ لیکن اللہ اللہ کیا مقام تھا ولی ابن ولیؒ کا جس وقت رمضان المبارک کی باعظمت راتوں میں بارہ بجے شب کے بعد امام انقلاب حضرت سندھیؒ کے طرز پر شاہکار محدث دہلویؒ "حجۃ اللہ البالغۃ" کا درس دیتے تو ایسا لگتا جیسے معرفت و حکمت کا چشمہ ہمارے سامنے اُبل پڑا ہے۔ طلباء دامن کشادہ کرتے جاتے اور حضرت انورؒ جھولیاں بھرتے جاتے جس کے اندر سب سے اہم شئی دعوت قرآنی کا ایسا ولولہ اور جوش ہوتا جو جملہ دیگر جذبوں پر سبقت لے جاتا۔ حضرت انورؒ بار بار اپنی وسعت ظرفی کا مظاہرہ ان الفاظ سے کیا کرتے تھے "میں آج آپ لوگوں کو پڑھا نہیں رہا ہوں بلکہ پڑھ رہا ہوں کیونکہ استاذ کی اصل تعلیم اس وقت شروع ہوتی ہے جب وہ اپنے مافی الضمیر کو طالب علموں کی طرف منتقل کرنا شروع کرتا ہے۔" دورانِ سبق خشک ذہن علماء کی ان الفاظ میں تردید کیا کرتے تھے۔ "میں کہتا ہوں اور حضرت سندھیؒ بھی فرماتے تھے کہ عربی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بی۔ اے تک انگلش تعلیم ضرور حاصل کرو تاکہ دشمن کے حربے سے دشمن پر وار کر سکو۔"

طلباء دامن کشادہ کرتے جاتے اور حضرت انورؒ جھولیاں بھرتے جاتے جس کے اندر سب سے اہم شئی دعوت قرآنی کا ایسا ولولہ و جوش ہوتا جو تمام جذبوں پر سبقت لے جاتا۔

میں آج آپ لوگوں کو پڑھا نہیں رہا ہوں بلکہ پڑھ رہا ہوں کیونکہ استاذ کی اصل تعلیم اُس وقت شروع ہوتی ہے جب وہ اپنے مافی الضمیر کو طالب علموں کی طرف منتقل کرنا شروع کرتا ہے۔
— حضرت انورؒ

اسی وجہ سے انہوں نے اپنے نورِ نظر حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت فیوضہم کا جدادہ کو دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی روشناس کرایا..... مجھے اچھی طرح یاد ہے جب کبھی میری سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تو حضرت انورؒ سے دورانِ سبق ہی پوچھ بیٹھتا تھا لیکن اس مردِ مؤمن کا کیا کہنا خفا ہونے کے بجائے بات اچھی طرح سمجھاتے اور ساتھ ساتھ دعائیں بھی دیتے جاتے

حضرت انور علیہ الرحمۃ والرضوان کا نمایاں وصف

حضرتؒ کا سب سے نمایاں وصف تواضع و انکساری تھا۔ دراصل آپ نے اپنی خودی اور ہستی کو فنا کر دیا تھا۔ سامنے کوئی بھی ہوتا اُس سے اِس طرح ملتے جیسے پرانے شناسا ہیں حالانکہ یہ پہلی ملاقات ہوتی۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ عام آدمی کے لیے بھی کھڑے ہو جاتے اور اپنے دستہائے مبارک اُس کی جانب مصافحہ کے لیے دراز کر دیتے۔ نفس کشی کا یہ عالم تھا کہ بعض احباب کی اطلاع کے مطابق زندگی کے آخری ایام میں کئی کئی دنوں تک کھانا تناول نہ فرماتے بلکہ ذکر و اذکار میں مشغول ہو کر روحانی غذا حاصل کر لیتے تھے۔ مجالسِ ذکر میں میں نے حضرت کو یہ اکثر کہتے ہوئے سُنا ہے کہ روح اصلی اور ابدی ہے۔ جسم اس کا لفافہ ہے۔ روح کو اصل غذا اگر مستقل مل رہی ہے تو جسم بھی محفوظ ہو گا۔ نہ یقین ہو تو آزما کر دیکھ لو..... حضرت انورؒ کی تقاریر کا خلاصہ تزکیہ اور اصلاحِ نفس ہُوا کرتا تھا جس کے لیے آپ صحابہ کرامؓ اور اور بزرگوں کے واقعات کا ذکر بطورِ نمونہ اکثر کیا کرتے تھے۔ ذیل میں حضرت انورؒ کی ایک چھوٹی سی تحریر پیشِ خدمت ہے جس کے اندر ان کی تبلیغی زندگی کا پورا پیغام مضمر ہے۔

حضرت انور علیہ الرحمۃ کا طالب علموں کے ساتھ مشفقانہ رویہ

حضرت انور علیہ الرحمۃ کی طالب علموں پر پدرانہ شفقت اور محبت بے انتہا تھی۔ کسی کسی دن ہمارے محترم حاجی بشیر احمد صاحب کوئی کھانے والی چیز طالب علموں کے لیے لاتے۔ تو حضرت سبق مختصر فرما دیتے اور وہ چیز اپنے مُبارک ہاتھوں سے سب کو تقسیم کرتے ورنہ کسی بڑی پلیٹ میں رکھ کر سب کو اپنے اردگرد بٹھاتے، کھلاتے، محبّت بھری نظروں سے دیکھتے اور دعائیں دیتے جاتے۔ جب بھی سبق ختم ہوتا تمام طالب علم حضرت کے ساتھ گھر تک چلے جاتے۔ حضرت انورؒ جب گھر میں داخل ہونے لگتے تو سب کو ٹافیاں دیتے اور ہم خوشی بخوشی قبول کر لیتے۔ یہ روزانہ ہی کا معمول تھا۔ مجھے یاد ہے ایک دن طالبِ علم زیادہ تھے۔ ٹافیاں ختم ہو گئیں۔ حضرت انورؒ کے چہرے پر تھوڑی سی ملال کی کیفیت ہوئی۔ پھر نہ جانے کہاں سے حضرت کے ہاتھ میں ایک روپے کے نئے نوٹوں کی گڈی آ گئی۔ حضرت نے وہ تمام طالب علموں میں بانٹ دیے۔ حضرت کا دیا ہُوا وہ روپیہ ابھی تک میرے پاس بطورِ تبرک محفوظ ہے۔

ایک دن طالبِ علم زیادہ تھے۔ ٹافیاں ختم ہو گئیں۔ حضرت انورؒ کے چہرے پر تھوڑی سی ملال کی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر نہ جانے کہاں سے حضرت کے ہاتھ میں ایک روپے کے نئے نوٹوں کی گڈی آ گئی۔

باسمہ سبحانہٗ

یہ جہاں تغیّر پذیر ہے۔ کبھی مسرّت و شادمانی ہے کبھی دکھ درد کی کہانی ہے۔ اگر سوچ صحیح ہو تو انسان رنج کو بھی خوشی میں بدل دیتا ہے ورنہ خوشی بھی باعثِ تکلیف بن سکتی ہے۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ بعض لوگ شاکی ہیں کہ پھولوں میں کانٹے چھپے ہوتے ہیں لیکن میں شاکر ہوں کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔ دنیا میں ہر چیز کے روشن اور تاریک دو پہلو ہیں۔ اگر انسان روشن پہلو کو سامنے رکھے تو دوسرا پہلو خود بخود موقوف ہو جاتا ہے۔ ایسے خوش بختوں کے لیے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لان شکرتم لازیدنکم (اور اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا) یعنی اس کے انعامات کا شکر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ذکر و تلاوت سے ادا کرو گے تو اس کی رحمتیں بارش کی طرح برسیں گی اور دلوں کو چین نصیب ہو گا۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکاہ (جو میری یاد سے مُنہ پھیرے گا تو اُس کی زندگی تنگ ہو جائے گی)۔ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے سیرت و کردار میں توازن پیدا ہوتا ہے۔ عدل و اعتدال اور میانہ روی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ خوش اسلوبی کو اپنا شعار بناؤ۔ زندگی کیف و سرور کا دوسرا نام ہے۔ آنے والے لمحات کی قدر جانو۔ اس کا استقبال خندہ پیشانی سے کرو۔ امید کی شمعیں روشن رکھو۔ یقین کو اپنے قلب میں جگہ دو۔ مایوسی قریب نہ پھٹکنے دو۔ قناعت میں تونگری ہے اور حرص میں رنج و غم۔ خدا کے سوا کسی سے حاجت طلب نہ کرو۔ چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں سے ہمیشہ ادب سے پیش آؤ۔"

آہ! کہ ایسی تحریروں کا خالق، شریعت و طریقت کا جامع یہ عالمِ ربانی، علومِ نبویہؐ کا حامل نیز تقویٰ و طہارت کا پیکر، امّت کا سہارا، زہد، تقدّس، ایثار، اخلاص، تواضع، رحم، مروّت، عزم و ہمت استقلال، ثابت قدمی، جود و سخا، جفاکشی، ذوقِ عمل عالی ظرفی، سادگی، عفو و کرم کا حسین امتزاج اپنے لاکھوں معتقدین و متوسلین کو اشکبار چھوڑ کر اس عالمِ ناپائیدار سے رخصت ہو کر اپنے پروردگار کی آغوشِ رحمت میں پہنچ گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

- **خوش اسلوبی کو اپنا شعار بناؤ۔**
- **زندگی کیف و سرور کا دوسرا نام ہے۔**
- **آنے والے لمحات کی قدر جانو۔ اس کا استقبال خندہ پیشانی سے کرو۔**
- **امیّد کی شمعیں روشن رکھو**
- **قناعت میں تونگری ہے اور حرص میں رنج و غم**

حضرت انورؒ

طارق اسمٰعیل

مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں

مولانا عُبید اللہ انور مرحوم ممتاز عالم دین مفسرِ قرآن دینی مفکر اور نامور سیاسی رہنما تھے۔ وہ اس دینی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے جس کے ارکان نے دین کی سربلندی کے ساتھ برِصغیر کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے زبردست جدوجہد کی اور اپنے دینی مدارس میں انگریز کو برصغیر سے نکالنے کے لیے وہ نوجوان تیار کیے جنہوں نے آزادی کے حصول کے لیے منبر و محراب سے وہ آواز اٹھائی جس کی گونج سے انگریزی ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے جس طرح اللہ کے دین کا پرچم بلند رکھا، حضرت لاہوریؒ کے جانشین کے طور پر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ نے اپنے دینی بزرگوں کی فکر کو آگے بڑھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ مولانا عبید اللہ انور نے مسلسل ۲۳ برس تک مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ سے اسلام کی روشنی پھیلائی اور وہ اپنے سیاسی اور دینی فرائض سے کبھی غافل نہ رہے۔ مولانا عبید اللہ انورؒ کا شمار ان علمائے کرام اور دینی مفکرین میں ہوتا ہے جنہوں نے فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر اسلام کا پیغام پھیلانے میں سر توڑ جدوجہد کی۔

مئی ۱۹۶۲ء میں حضرت لاہوریؒ نے رحلت فرمائی اور اُن کی چھوڑی مسند پر مولانا عبید اللہ انورؒ نے اس خلا کو پُر کرنے کی بھرپور سعی کی جو حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ شرافت اور عزت کی تصویر تھے۔ اُن کا تبحر علمی مسلمہ گروہ اپنی شرافت کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر اللہ کے دین کو لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ شیرانوالہ گیٹ کے دارالعلوم سے ہزاروں افراد نے ان سے دینی تربیت حاصل کی اور اسی تربیت کی بدولت وہ علمائے حق کی صف میں شامل ہو گئے۔ مولانا مرحوم نے سیاسی اصولوں پر کبھی سودے بازی نہیں کی۔ حق بات کو کبھی نہیں چھپایا اور انہوں نے اپنے ضمیر کے مطابق اسلامی اور جمہوری اقدار کی آب یاری کی۔ پاکستان بننے سے پہ[illegible] انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں د[illegible] تعلیم حاصل کی۔ مولانا حسین احمد مد[illegible] ان سے اس قدر شفقت کرتے کہ ا[illegible] نے انہیں اپنے گھر میں رہنے کی اجا[illegible] دے رکھی تھی۔ مولانا اسعد مدنی ا[illegible] کے ہم عصر تھے۔ پاکستان بننے سے ا[illegible] سال قبل مولانا عبید اللہ مرحوم وا[illegible] لاہور آگئے اور انہوں نے اپنے وا[illegible] گرامی کی زیر قیادت دینی اور سیا[illegible] محاذ پر خود کو سرگرم عمل رکھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا مرحوم [illegible] نوجوان دینی راہنما کی حیثیت سے ا[illegible] فرائض سرانجام دیے۔ سیاسی طور پر ا[illegible] کا تعلق جمعیۃ علمائے اسلام سے [illegible] اس جماعت کے بانیوں میں خود حضر[illegible] لاہوریؒ سرفہرست تھے۔ ۱۹۶۲ء [illegible] جب ملک میں سیاسی جماعتوں کا اح[illegible] ہُوا تو مولانا عبید اللہ انورؒ نے جمعیۃ علما[illegible] اسلام کو مضبوط بنانے کے لیے د[illegible] رات کام کیا۔ ان دنوں مولانا مفتی مح[illegible] قومی اسمبلی کے رکن تھے جب کہ مو[illegible] غلام غوث ہزارویؒ مغربی پاکستا[illegible]

اسمبلی کے رکن منتخب ہو چکے تھے حضرت لاہوری کے سیاسی و دینی جانشین کی حیثیت سے مولانا عبید اللہ انورؒ کو جماعت کے حلقوں میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

مولانا عبید اللہ انورؒ نے ساری عمر سیاسی محاذ پر جمہوری اقدار کی پاسبانی کی۔ ایوب خان کے دَور میں اقتدار کے آخری ایام میں وہ بحالی تحریک جمہوریت میں سرگرم عمل رہے اور انہوں نے ان سیاسی عناصر کو بھی اپنا پلیٹ فارم فراہم کیا جو پاکستان میں لادینی نظریات کا فروغ چاہتے تھے۔ مگر انہوں نے اس وقت بھی محسوس کر لیا تھا کہ پاکستان کو جمہوری اصولوں کے بغیر مستحکم نہیں کیا جا سکتا۔ ایوب خان کے خلاف جب ملک گیر ہنگامے ہوئے تو انہوں نے شیرانوالہ گیٹ سے ایک جلوس کی قیادت کی۔ ان پر ایک پولیس افسر کے ایما پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ اس سنگین واقعہ کی صدائے احتجاج پورے ملک میں بلند ہوئی۔ دینی، سیاسی اور سماجی حلقوں نے زبردست تشویش و اضطراب کا اظہار کیا۔ ذمہ دار پولیس افسر کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کا مرحلہ آیا اور جب عدالتی فیصلے کا مرحلہ آیا تو اس پولیس افسر نے مولانا عبید اللہ انور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس ناروا زیادتی پر جُھک کر معافی مانگی۔ مولانا عبید اللہ انورؒ نے ایک وسیع القلب انسان کی طرح اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا اور جس طرح عام آدمی نے ان پر تشدد کے واقعہ کے سلسلہ میں گہری تشویش کا اظہار کیا تھا اسی طرح رائے عامہ نے مولانا مرحوم کی عالی ظرفی کو خراجِ تحسین بھی پیش کیا۔

مولانا عبید اللہ انور نے گزشتہ دَور حکومت میں محسوس کر لیا کہ ملک میں جمہوری اور دینی اقدار کے فروغ کی راہیں مسدود کی جا رہی ہیں۔ مولانا مفتی محمودؒ کی حکومت کو جس طرح سرحد میں ختم کر دیا گیا اس کے بعد انہوں نے آمرانہ اقدامات کے خلاف کھلا احتجاج کیا۔ انہوں نے فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر دینی عناصر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ مولانا مفتی محمودؒ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف تھے۔ پنجاب میں مولانا عبید اللہ انورؒ نے آمریت کے خلاف برسرپیکار علمائے کرام اور سیاسی راہنماؤں سے بات چیت کی اور ان کے ارادوں کو مضبوط بنانے کے لیے چوہدری ظہور الٰہی مرحوم بھی پیش پیش رہے۔ ۱۹۷۷ء کے انتخابات کے موقع پر پاکستان قومی اتحاد کے نام نو سیاسی جماعتوں کو متحد کیا۔ لاہور سے قومی اسمبلی کے ایک حلقے سے اُس وقت کے وفاقی وزیر قانون وپارلیمانی اُمور کے مقابلے میں قومی اتحاد نے مولانا مرحوم کو اپنا امیدوار نامزد کیا۔ قومی اسمبلی کے انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلیوں کے باعث قومی اتحاد نے جو تحریک چلائی اسے تحریک نظامِ مصطفےٰ کا نام دیا گیا۔ مولانا مرحوم اور ان کے ساتھیوں کو اس تحریک کے دوران پابند سلاسل کر دیا گیا۔ قید و بند کی صعوبتوں کے باعث مولانا مرحوم کی صحت بڑی حد تک متاثر ہوئی۔

اس تحریک کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کی حکومت ختم تو ہو گئی مگر چند سال بعد ہی جمعیۃ علماء اسلام دو گروپوں میں بٹ گئی۔ مولانا مفتی محمودؒ کی وفات سے اس جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ان کے بعض ساتھی ان سے بچھڑ گئے مگر انہوں نے اپنے ضمیر کے مطابق ان عناصر سے کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا جو ملک میں جمہوری اقدار کے فروغ کے خلاف کام کرتے رہے۔

مولانا مرحوم گذشتہ کئی سالوں سے صاحب فراش چلے آرہے تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنے دینی اور سیاسی فرائض کی انجام دہی میں ان تھک جدوجہد کی۔ پہلے بھی وہ علاج معالجے کے لیے میو ہسپتال میں داخل کرائے گئے۔ ان کے جگر کے عارضہ نے انہیں پریشان کیے رکھا۔ (باقی صـ پر)

مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا سانحۂ ارتحال

کاپیاں جوڑنے کے آخری مراحل میں مولانا اعجاز احمد القاسمی مدیر دیوبند ٹائمز کا یہ خط موصول ہوا جو من وعن قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔
ادارہ

گرامی قدر محبت مشفق
زیدت مودتکم
سلام مسنون

آہ افسوس کہ آج ایک مدت کے بعد سلسلہ نام و پیام ہو رہا ہے اور وہ بھی ایک خبر بد سنانے کے لیے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی یادگار، مخلص و بے لوث خدمت گذار دارالعلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا محمد عثمان صاحبؒ ۲۷ اپریل ۱۹۸۵ء مطابق ۶ شعبان ۱۴۰۵ھ بروز شنبہ بوقت ساڑھے دس بجے دن انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دیوبند کی تاریخ کا ایک دور اور آستانہ شیخ الہندؒ کا ایک باب ختم ہو گیا۔ انہوں نے اس دور میں سیاست میں حق گوئی و بے باکی سے کام لیا اور غربت میں ہوتے ہوئے ایماندار رہے۔ دیوبند کے عوام پر ان کی چھاپ رہے گی اور ان کی خدمات کے نقوش قائم رہیں گے۔

کم وبیش چالیس سال سے میرا ان کا تعلق تھا۔ اتنا ایمان دار، ایسا بے لوث اور دردمند دل کا انسان میں نے نہیں دیکھا۔ سفر وحضر میں ساتھ رہا اور مجھ پر پورا اعتماد اور بھروسہ تھا۔ میں نے ان کی سرپرستی میں سیاسی اور سماجی کام کیا، مگر جس طریقہ سے وہ غربت میں زندگی گذار گئے میں بھی اپنی صرف معمولی تنخواہ پر گذر اوقات کرتا ہوں۔ قبلہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میں ۲۶ سال لگاتار چیئرمین رہے۔ اور کچھ عرصہ ایم۔ ایل۔ اے بھی رہے۔ اگر چاہتے تو لکھ پتی ہونا معمولی بات تھی اور ان کے ساتھی بھی امیر ہو سکتے تھے مگر پیسہ سے بے نیازی ان کو ورثہ میں ملی تھی۔ بعض باتیں ان میں ولیوں جیسی تھیں۔ اکثر درود، ذکر و اذکار، معمولات کے سختی سے پابند تھے۔ کبھی خالی نہ بیٹھتے اور درود کا ورد رہتا تھا۔ چنانچہ موت کے قریب جب ذرا سا سکون ہوا، تو درود شروع کر دیا اور پڑھتے پڑھتے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

حق مغفرت فرمائے

ابھی خط یہیں تک لکھا تھا کہ آہ اچانک یہ کیسی خبر سنی اور غم پر غم آپڑا۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ جن کو میں مخاطب کر رہا تھا، افسوس

وہ بھی رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

طالب علمی کا زمانہ یاد آگیا اور ماضی کے نقوش سامنے آگئے۔ مولانا کا اخلاق، تحمل، بردباری، بڑائی اور بزرگی جو اوّل دن سے ان میں تھی۔ اوائل عمری میں ایسی عادتیں مشکل سے ہوتی ہیں مگر مولانا مرحوم میں یہ بزرگانہ صفات بچپن سے تھیں۔ وہ ایک مجاہد باپ کے مجاہد بیٹے تھے اور بزرگوں کا خون اُن کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ نیکی! خوش خلقی اُن کے مزاج میں داخل تھی۔

عزیزم اجمل! اب آپ ہی اُن کے جانشین ہیں۔ جس طرح آپ کے والد بزرگوار نے اس جگہ کو سنبھالا اور ایک عالم کو اُن سے فیض پہنچا۔ ہماری آنکھوں نے خود دیکھا کہ ملک کے کونے کونے سے کھنچ کر حلقہ میں لوگ شریک ہوتے تھے۔ آپ سے انشاء اللہ یہ فیض عوام کو پہنچے گا اور آپ میں بھی وہی خون ہے اور آپ میں ماشاء اللہ صلاحیت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس غم کو برداشت کرنے کی طاقت، ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے آمین اور آپ کو اپنے والد اور دادا کا صحیح جانشین بنائے آمین۔

دعائے مغفرت میں حضرت مولانا محمد عثمان صاحبؒ کو بھی یاد رکھئے۔ بزرگوں کی اولاد اور خود بھی بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگوں کو غریقِ رحمت فرمائے اور مدارج بلند کرے۔ آمین

والسلام
دُعا کا طالب
اعجاز احمد قاسمی دیوبند

اپنے مخصوص اوقات میں اور ختم وغیرہ میں اس ناکارہ کو بھی دُعا میں یاد رکھیے گا۔

مولانا عبید اللہ انورؒ کی یاد میں

ایک ہفتہ قبل جب وہ میو ہسپتال میں داخل کرائے گئے تو پتہ چلا کہ ان کے جگر نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ڈاکٹروں نے کامیاب آپریشن کیا۔ اُن کی حالت بتدریج سنبھلتی چلی گئی مگر اُن پر ۲۷ اور ۲۸ اپریل کی درمیانی شب کو دل کا دورہ پڑا۔ ڈاکٹروں نے ان کی جان بچانے کے لیے انتھک جدوجہد کی مگر وہ دیکھتے ہی دیکھتے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا کی موت کی خبر سے پورے ملک میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ ہزاروں افراد ملک بھر سے لاہور پہنچے اور جب ان کا جنازہ اُٹھایا گیا تو لوگ فرطِ جذبات میں دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ یونیورسٹی گراؤنڈ میں ہزاروں افراد نے ان کے جنازے کو کندھا دیا اور اس مردِ حق پرست کو حضرت لاہوریؒ کی آخری آرام گاہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا۔

مولانا عبید اللہ انور کی جانشینی ان کے نوجوان صاحبزادے میاں محمد اجمل قادری کے سپرد کر دی گئی ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کی زندگی میں جس قدر دینی اور سیاسی تربیت حاصل کی ہے اس کے پیش نظر اس توقع کا اظہار کیا جا سکتا ہے کہ حضرت لاہوریؒ کے اس خاندان کی دینی خدمات کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ سے قرآن و حدیث کی روشنی پھیلتی رہے گی اور گم کردہ راہ لوگوں کو رشد و ہدایت ملتی رہے گی۔

بقیہ: مولانا عبید اللہ انور انتقال کر گئے

اب بھی اُن کی تصویر پیار کے سارے لفظوں کے معنے اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اب بھی پیار کے سارے لفظ اُن کے تصویری پیکر میں ڈھلتے ہیں۔ جب تک لفظ زندہ ہیں حضرت زندہ ہیں۔ وہ زندہ رہیں گے۔ انشاء اللہ ان سے کوئی بھی چاہت کا انمول خزانہ نہیں چھین سکتا۔ یہ سانس کی ڈوری سے نہیں محبت کی ڈوری سے بندھا ہوا ہے اور یہ ڈوری کبھی نہیں ٹوٹتی ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

عارف شیراز کا یہ شعر مجھے اب بھی حضرت کی زندگی کی بشارت دے رہا ہے ؎

خلل پذیر بود ہر بنا کہ می بینی
بجز بنائے محبت کہ خالی از خلل است

امجد علی شاکر

مولانا عبید اللہ انورؒ انتقال کر گئے

یہ لفظ میرے ایک دوست کی زبان سے نکلے اور میرے کانوں میں گونجنے لگے —— ویسے تو آج کے سارے اخباروں کی بڑی خبر ہی یہ تھی مگر یہ لفظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے اور میں اس فقرے کے مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میرے ذہن اور اس فقرے کے مفہوم کے درمیان حیرت و استعجاب کا پردہ سا حائل ہو گیا اور جب تھوڑی دیر بعد میں اس فقرے کے مفہوم تک پہنچا تو غم کی سیاہ چادر چار سو تنی دکھائی دینے لگی۔

میں سوچ رہا ہوں کہ مذکورہ بالا فقرے کا مفہوم اتنا مشکل کیسے بن گیا تھا اور پھر غم کی ردا نے مجھے کیوں ڈھانپ لیا تھا؟ فقرہ تو بڑا عام سا ہے۔ اتنا عام کہ ہر شخص اس فقرے کا عنوان یا تو بن چکا ہے ورنہ بن جائے گا۔ اتنا عام سا فقرہ! قبر کے چوکھٹے ہر وقت خالی رہتے ہیں۔ ان چوکھٹوں میں روزانہ نئی سے نئی تصویریں سجتی رہتی ہیں۔ مگر بعض تصویریں اس قدر خوبصورت ہوتی ہیں کہ وہ چوکھٹوں کو زندگی عطا کر دیتی ہیں اور وہ چوکھٹے زندہ لوگوں سے بڑھ کر زندہ ہو جاتے ہیں۔

مولانا ایک خوبصورت تصویر کے مالک تھے۔ لکھنے کو تو یہ فقرہ میں نے لکھ بھی دیا ہے۔ کئی ایک لوگوں کے بارے میں لکھا بھی جا سکتا ہے۔ آخر لفظ تو بے جان آوازیں ہوتے ہیں۔ انسان نے ہی تو انہیں معنے عطا کیے ہیں۔ اس لیے یہ فقرہ شاید دوسروں کے بارے میں استعمال کر دیا جائے۔ مگر یہ اپنے معنی کھو دے گا۔ اس وقت اس لمحے جس عظیم شخص کے لیے یہ فقرہ استعمال کر رہا ہوں۔ یہ اپنی پوری معنویت کے ساتھ اس عظیم انسان ہی کو زیبا ہے اور اسی عظیم انسان سے متعلق ہو کر ہی یہ فقرہ با معنیٰ ہو سکتا ہے۔ ہم عموماً تصویروں کی صورت میں سوچتے ہیں لیکن اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ تصویر سے تجرید تک اور کبھی تجرید سے تصویر تک سفر کیا جاتا ہے۔ میں نے بھی اکثر یہ سفر کیا ہے۔ میں نے بھی سوچا ہے، کبھی تجرید سے چل کر تصویر تک پہنچا ہوں اور کبھی تصویر سے تجرید تک۔

لغات میں بعض لفظ عام ملتے ہیں۔ یہ بڑے پیارے پیارے لفظ ہیں۔ محبت، شفقت، خلوص، پیار، بے ریائی، حق گوئی، صداقت، بے باکی اور اسی قبیل کے بے شمار لفظ زندگی میں کم سہی لغات میں کم نہیں ہیں۔ ہم اکثر انہی کا تذکرہ کرتے ہیں اور اکثر انہی کے بارے میں سوچتے ہیں۔ میں نے جب کبھی ان کے بارے میں سوچا ہے تو بالآخر ایک تصویر تک پہنچا ہوں۔ وہ تصویر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کی تصویر ہے اور جب کبھی حضرت مولانا عبید اللہ انور کی تصویر پردۂ ذہن پہ آئی، تو یہ تصویر آہستہ آہستہ ان لفظوں کی صورت میں تحلیل ہو گئی۔

تصویر سے تجرید تک کا یہ سفر

کبھی بیکار نہیں گیا۔ پیار بھرے سارے لفظ حضرت اقدس کی تصویر کا پیکر اختیار کر جاتے ہیں اور حضرت کی تصویر ان پیار بھرے سارے لفظوں کو اپنی شخصیت کے معنیٰ کے طور پر پیش کر دیتی ہے۔ گویا حضرت اقدس ایک با معنیٰ شخص تھے کہ اپنی تصویر کا ایک واضح مفہوم رکھتے تھے اور اسی پر بس نہیں کئی گونگے لفظوں کو گویائی عطا کر دیتے تھے۔ انہیں با معنیٰ بنا دیتے تھے اور پھر وہ لفظ لفظ نہیں رہتے تھے زندہ حقیقت بن جاتے تھے۔

لفظ اور انسان کا رشتہ بہت پرانا ہے۔ شرف آدمیت اور تعلیم اسماء کا عمل ایک ہی دور میں شروع ہوا اور ایک ساتھ ہی سفر کر رہا ہے۔ یہ دونوں زندگی کی ساری تاریک راہوں میں ایک دوسرے کے رفیق اور ہم نوا رہتے ہیں۔ تاریخ انسانی دراصل لفظ اور انسان کے رشتے کی سرگذشت ہی کا دوسرا نام ہے۔ انسان اور لفظ میں وصل سنہرے دور کی علامت ہے اور ان میں فصل و بعد تیرہ و تار دور کا سرنامہ۔ وحی کا آغاز اِقرأ باسم ربک سے شروع ہوتا ہے اور وحی سے دوری جاہلیت کا نام پاتی ہے۔

لفظ اور انسان ساتھ ساتھ با معنیٰ اور معنیٰ خیز ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی بے معنیٰ بھی ہوتے ہیں۔ عظیم آدمی دراصل انسان اور لفظوں کو معنے دینے کے لیے ہی آتے ہیں تاکہ حیاتِ بے مصرف کا عمل ختم ہو اور مرگ باشکوہ کا عمل جاری ہو۔ اسی لیے تو شاہ عبدالعزیزؒ ہر اچھے آدمی کو نسخۂ آدمیت فرماتے تھے۔ اسی حوالے سے حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کو واقعۃً نسخۂ آدمیت کہا جا سکتا ہے اور کہنا چاہیئے۔ آپ نے انسانوں کو کے قعر سے نکالا اور مقصدِ زیست سے آشنا کیا۔

کبھی لفظ انسان کے دستگیر بن جاتے ہیں اور کبھی انسان لفظوں کا مسیحا بن جاتا ہے۔ عظیم انسان لفظوں کے دستگیر ہوتے ہیں اور ہم سوں کے لیے لفظ معاون و معین۔

پچھلے جمعۃ المبارک کو میں میو ہسپتال پہنچا تاکہ حضرت کی عیادت کر سکوں۔ ڈاکٹروں نے ملاقات پر پابندی لگا رکھی تھی۔ خیر کمرے کو ہی دیکھ لیا۔ دور سے ہی سلام عرض کر دیا کہ

بُعدِ منزل نہ بود در سفر روحانی

تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے ایک خادم ایک کاغذ لے کر آئے۔ وہ کاغذ دکھاتے ہوئے بولے کہ اس پر یہ لفظ حضرت نے لکھے ہیں۔ یہ سنتے ہی میرے دل کو بہت تقویت پہنچی کہ حضرت کا رشتہ لفظوں سے باقی ہے۔ حضرت زندہ ہیں۔ حضرت زندہ رہیں گے۔ میں نے وہ لفظ دیکھے۔ لفظ کیا تھے۔ موت و حیات کی کشمکش کی ایک ایک داستان چھوٹے چھوٹے لفظوں میں سمٹ آئی تھی۔ زندگی کاغذ پہ نقش بناتی دکھائی دیتی تھی اور موت ان نقوش پر اپنی بے رحم اور سفاک پرچھائیں ڈال کر لفظوں کی صورت مسخ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس عمل میں زندگی کامیاب ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

جب سے میں نے اس مضمون کا ابتدائی فقرہ پڑھا ہے میں سوچ رہا ہوں کہ کیا وہ فقرہ واقعی با معنیٰ تھا۔ کیا واقعی مجھے اس کا مفہوم مان لینا چاہیئے۔

مگر میں اب بھی اس فقرے کو ماننے سے انکار کرتا ہوں کیونکہ مرتا تو وہ ہے جس کا رشتہ لفظوں سے کٹ جائے۔ جس کا رشتہ آدمیوں سے کٹ جائے۔ حضرت کا لفظوں سے رشتہ اب بھی باقی ہے۔ ان کے لفظ اب بھی بے شمار آدمیوں کو زندگی کا معنیٰ بتا رہے ہیں۔ اس لیے حضرت کیسے مر سکتے ہیں۔ وہ تو زندہ ہیں۔ (باقی صـ پر)

ادارتیہ هفت روزہ "ختم نبوت"

مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات

ایک قومی سانحہ

تحریک ولی اللہی اور سندھیؒ کے وارث، سلسلہ قادریہ راشدیہ کے امین، قطب زمانہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے فرزند اور جانشین کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر ولی بن ولی حضرت مولانا عبیداللہ انور ۷ر شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۸ر اپریل ۱۹۸۵ء کو صبح سات بج کر ۲۵ منٹ پر انتقال کر گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ابھی چندروز پہلے مولانا کو میو ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ اسی وقت سے ان کے ہر عقیدتمند کو دھڑکا لگا ہُوا تھا اور وہ بارگاہ رب العزت میں ان کی صحت کے لیے دست بدعا تھا لیکن تقدیر غالب آگئی۔ وقت مقررہ آن پہنچا اور مولانا عبیداللہ انور اپنے لاکھوں عقیدتمندوں ساتھیوں اور عزیزوں کو روتا سسکتا چھوڑ کر وہاں پہنچ گئے جہاں سے کوئی جانے والا واپس نہیں آیا۔

اس دنیا میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ جو آیا ہے اس نے جلد یا بدیر بہر حال جانا ہے لیکن بعض جانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کے جانے سے ایک دُنیا اُجڑ جاتی ہے، منبر و محراب پر اُداسی چھا جاتی ہے۔ دینی مجالس کی رونقیں ماند پڑ جاتی ہیں، بلکہ پورا عالم سوگوار نظر آتا ہے، ایسی موت ایک عالم دین کی موت ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا

مَوْتُ العالِمِ موتُ العالَم

ایک عالمِ دین کی موت پورے عالم کی موت ہے۔

مولانا عبیداللہ انور بھی ایسے ہی ہمہ صفت عالمِ دین تھے جنہیں موت نے ہم سے جدا کر دیا۔

٭ ٭ ٭

حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ علمی مجلس ہو تو مولانا گھنٹوں کسی ایک نکتے پر بولتے جاتے تھے۔ مریدوں اور عقیدت مندوں کے درمیان ہوں تو وہ ایسے طبیب نظر آتے جو مریض کی صحیح تشخیص بھی کرتا ہو اور ادویات کی تجویز میں بھی اسے مہارت ہو۔ ادب سے بھی انہیں گہرا لگاؤ تھا۔ رہی سیاست تو وہ ان کے گھر کی تھی۔ سیاست میں وہ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، اپنے والدگرامی شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے فیض یافتہ بھی تھے اور پیروکار بھی۔

عملی سیاست کا آغاز انہوں نے ۵۳ء سے کیا اور جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے بعد سے انہوں نے متعدد تحریکوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ہو یا ایوب خاں مرحوم کے خلاف تحریک بحالی جمہوریت، ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ہو یا ۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ان سب تحریکوں میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں وہ گرفتار بھی ہوئے اور کافی عرصہ جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

جب ایوب خاں مرحوم کا طوطی بولتا تھا اور کسی کو اُس کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں تھی تو ایسے وقت میں مولانا عبیداللہ انورؒ ہی تھے جو میدان میں نکلے اور ایک مشترکہ جلوس جو جمعیۃ علماء اسلام اور پیپلز پارٹی نے منظم کیا تھا، اس کی قیادت کی جس کے نتیجے میں ایک ظالم پولیس افسر نے اُن پر اتنا تشدد کیا کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی، گردے، جگر اور دوسرے اعضاء شدید متاثر ہوئے جو ان کی زندگی کے لیے مستقل روگ بن گئے۔ یہی وہ روگ تھا جس کا نتیجہ ان کی موت کی صورت میں ظاہر ہُوا۔

٭ ٭ ٭

حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سے دلی لگاؤ تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت ہے۔ ذکر چلتا تو ختم نبوت کے ایک ایک اکابر کا نام لے کر دعائیں دیتے رہتے۔ خاص طور پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ العزیز کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت قاضی صاحب، مولانا لال حسین صاحب اخترؒ، مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیاں اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا بہت تذکرہ فرمایا کرتے۔ جب سے دارالکفر ربوہ میں شمع ختم نبوت کے پروانے داخل ہوئے اس وقت سے مجلس کے کارکنوں کی بھی تمنا تھی کہ حضرت مولانا مرحوم ربوہ آئیں اور حضرت بھی اس خواہش کا اظہار کرتے تھے لیکن بیماری اور مصروفیات سفر کے راستے میں حائل ہو جاتی تھیں۔

یہ کارکنان ختم نبوت کی خوش قسمتی ہے کہ ربوہ میں ہونے والی گذشتہ کانفرنس میں حضرت مولانا مرحوم بمعہ اپنے خاص احباب اور متعلقین کے تشریف لے گئے اور جب انہوں نے ربوہ جیسے شہر میں ہزاروں مسلمانوں کا اجتماع اور مجلس کے مراکز دیکھے تو ان کی خوشی قابلِ دید تھی۔ غالباً ۱۹۷۳ء میں مولانا جب کراچی آئے تو مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے اراکین کے اصرار پر مجلس کے دفتر میں بھی تشریف لائے تھے۔ اس وقت مجلس کا دفتر ریڈیو پاکستان کراچی کے بالمقابل واقع تھا۔

٭ ٭ ٭

حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات صرف جمعیۃ علماء اسلام اور ان کے لاکھوں عقیدت مندوں کے لیے ہی ایک سانحہ نہیں بلکہ یہ قومی سانحہ ہے جسے مستقبل میں طویل عرصے تک محسوس کیا جائے گا۔

ادارہ ختم نبوت حضرت مرحوم کے صاحبزادگان مولانا میاں اجمل قادری، مولانا میاں اکمل قادری اور ان کے دیگر پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(بشکریہ ختم نبوت کراچی)

مقالہ خصوصی روزنامہ 'تجارت'

آہ! مولانا عبیداللہ انورؒ

مولانا عبیداللہ انور اتوار کی صبح کو میو ہسپتال لاہور میں چند روزہ علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

موت زندگی کی اٹل حقیقت ہے۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن ایک عالم کی موت کو عالم کی موت اس لیے کہا گیا ہے کہ مولانا عبیداللہ انور جیسی شخصیات کی رحلت ایک فرد کی نہیں ایک ادارہ کی موت ہوتی ہے۔ مولانا عبیداللہ انور اپنی علمی سیاسی، دینی، سماجی اور رفاہی خدمات کی بنا پر حقیقتاً ایک عظیم ادارہ تھے۔ انہیں ایک ایسے خانوادہ سے وابستگی کا شرف حاصل تھا جس کا نسبی رشتہ برصغیر کے عظیم مفکرِ اسلام حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے تھا۔ مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے نواسے تھے۔ انہوں نے مفاہمت، صلح جوئی، آزادی کی لگن، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اسلاف کی اقدار کی پاسداری کے اوصاف اپنے عظیم والد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے ورثے میں پائے تھے اور انصاف، مساوات، جمہوریت اور انسانی حقوق کی نگہبانی کے جواہر اپنے نانا سے حاصل کیے تھے۔

مولانا عبیداللہ انورؒ ایک خاموش طبع دینی رہنما تھے۔ انہوں نے جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر کا سلسلہ شروع کیا تو ان کے گرد اللہ کے دین سے محبت کرنے والے پروانہ وار جمع ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خاموشی کو زبان دے دی تھی اور زبان کو تاثیر کی دولت سے سرفراز کر دیا تھا۔ اُن کے حلقہ میں شامل ہونے والوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہونے لگا اور تہذیب فرنگ کے ڈسے ہوئے دین محمدیؐ کے سائے میں پناہ لینے لگے اور اس طرح حضرت مولانا احمد علیؒ کا لگایا ہوا پودا شجرِ سایہ دار بن گیا اور مولانا عبیداللہ انور کی روحانیت اور للہیت کا ہر حلقہ میں اعتراف کیا جانے لگا۔ مولانا عبیداللہ انور جامع مسجد شیرانوالہ میں ہر جمعہ کو خطبہ دیتے تھے۔ یہ اصلاح و ارشاد کی وہی مسند تھی جس پر حضرت لاہوریؒ تشریف فرما تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لاہوریؒ کی مسند کو وہ عزت و فضیلت عطا فرمائی کہ لوگ طویل سفر کر کے مولانا عبیداللہ انور کا خطبہ جمعہ سننے لاہور آتے تھے۔

مولانا عبیداللہ انور کی شہرت اس وقت عروج کو پہنچی جب ایوب خان کے دورِ حکومت میں پولیس نے جامع مسجد شیرانوالہ کے باہر نماز جمعہ کے بعد جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام نکلنے والے جلوس پر لاٹھی چارج کیا اور اس جلوس کی قیادت کرنے والے مولانا عبیداللہ انور پر اندھادھند لاٹھیاں برسائیں۔ مولانا عبیداللہ انور اور ان کے متعدد رفقا شدید زخمی ہوئے۔ اس سانحہ پر صرف لاہور ہی نہیں پورا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا

موچی دروازہ میں ایک احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے خطیب آتش بیاں آغا شورش کاشمیری نے کہا۔ پولیس نے مولانا عبیداللہ انور پر لاٹھیاں نہیں برسائیں، یہ لاٹھیاں قرآن مجید پر برسائی گئی ہیں، اس لیے کہ مولانا عبیداللہ انور کے سینے میں قرآن مجید محفوظ ہے اور قرآن پاک کی محبت ہی تھی جو انہیں مسجد سے میدان میں لائی تھی۔ مولانا عبیداللہ انور پر لاٹھی چارج کے المیہ سے ایوانِ اقتدار میں زلزلہ آگیا۔ سابق صدر ایوب خان کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے معافی مانگنی پڑی۔ یہیں سے ایوب خان کے اقتدار کا سورج غروب ہونے کا آغاز ہوا۔

مولانا عبیداللہ انور پاکستان میں اسلامی نظام کی ترویج، تحفظ ختم نبوت، اہلِ پاکستان کے جمہوری حقوق کی بازیابی اور اصلاح معاشرہ کی ہر تحریک میں ہراول دستہ میں رہے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جس راستے کا انتخاب کیا آخری سانس تک اس پر پیش قدمی جاری رکھی۔ کوئی لالچ ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکا اور کوئی طمع ان کا راستہ نہ روک سکی۔ انہوں نے اس راہ میں پیش آنے والی تمام صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ایوب خاں کی پولیس کے ہاتھوں شدید زخمی ہونے کے بعد جب وہ میو ہسپتال میں زیرِ علاج تھے، تو دیکھنے اور ملنے والوں کو ان کی شخصیت میں صبر و رضا کا ایک پیکر دکھائی دیتا تھا۔ لاٹھی چارج کا یہ واقعہ مولانا عبیداللہ انور کی تبلیغی مساعی کا دائرہ اور وسیع کرنے کا ذریعہ بنا اور یہ مردِ درویش حقیقت میں لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرنے لگا۔

مولانا عبیداللہ انور چند روز قبل علیل ہوئے تو کسی کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ان کے انتقال کا سانحہ اس قدر جلد پیش آنے والا ہے لیکن مشیّتِ ایزدی کے سامنے ہر انسان بے بس ہے۔ کسی ذی روح کو موت سے فرار نہیں۔ مولانا عبیداللہ انور بھی قضا و قدر کے فیصلوں کے تحت آج ہم میں نہیں ہیں لیکن انہوں نے بے تعصبی، محبت اور اتفاق و اتحاد کے چراغ روشن کر کے اور اپنی راتوں کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے معمور کر کے پیروانِ دین اسلام کے دلوں کو جس طرح منور کیا ہے اس کی کرنیں اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کرتی رہیں گی اور جب تک سورج اور چاند موجود ہیں یہ شمع فروزاں رہے گی اور ضلالت و گمراہی میں مبتلا انسان اللہ کے اس برگزیدہ بندے کے نقوشِ پا سے منزل کی رہنمائی حاصل کر کے صراطِ مستقیم کی طرف سفر جاری رکھیں گے۔



دنیا گزران ہے زندگانی فانی
طفلی ہے مہمان ہائے نوجوانی فانی
پیری ہے جو ہڈیاں چٹکتی ہیں مگر
کانوں میں صدا آتی ہے فانی فانی فانی

مرسلہ میاں محمد عاطف

محمد عتیق الراشدی
جامعہ راشدیہ، شیخوپورہ

آہ! میرے شیخؒ

مدتوں ان کی یاد میں دل تڑپتے رہیں گے!

آخر وہ وقت آ کر رہا جسے کبھی نہ کبھی آنا ہی تھا۔ اور یہ روح شکن، وحشت اثر خبر بھی ہوا کی لہروں پر تیرتی ہوئی آ ہی گئی کہ میرے شیخ مولانا عبیداللہ انور انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ خبر ایسی تھی جس کو سننے کے لئے کان اور دل دونو تیار نہ تھے۔ لیکن کچھ خبریں ایسی ہوتی ہیں جن کو مغموم دل اور اشکبار آنکھوں سے سننا ہی پڑتا ہے۔ وہی پرانی بات کہ ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج ان کی تو کل ہماری باری ہے

ہم سب کو ایک دن اپنے خالق کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس دارِ فانی میں جو بھی آیا ہے جانے کے لئے آیا ہے۔ خلاقِ عالم نے ہر ذی رُوح کے لئے وقت پر دنیا سے جانا مقدّر فرمایا ہے۔ بقاء و دوام صرف ذاتِ باری تعالےٰ کو ہے طوعًا و کرھًا ہر ایک کو امرِ خداوندی کُلّ نفسٍ ذائقۃ الموت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ لیکن انسانوں میں کسی قدر فرقِ مراتب ہے کہ کسی انسان کے مرنے پر ایک آنکھ بھی رونے والی نہیں ہوتی" اور کسی کی وفات پر احباب و اقرباء کا ایک محدود حلقہ یا کسی بستی کے مکین آنسو بہا لیتے ہیں لیکن کچھ باکمال شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی رحلت سے پورا ایک عالم صدمہ سے نڈھال ہو جاتا ہے جن کی مفارقت سے ہر دل اندوہگین اور ہر آنکھ اشکبار ہوتی ہے۔

انہی مقتدر ہستیوں میں میرے شیخ مولانا عبیداللہ انور قدس سرہٗ تھے جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ایک متبحر عالمِ دین، ملک کے مقتدر ترین سیاسی راہنما، دینِ برحق کے داعی اور ہادیِ کامل تھے۔ آپ کی شخصیّت کے عملی، تہذیبی اور دینی پہلوؤں کی وسعت اور ہمہ گیری کو تحریر میں لانا میری قلم کے بس میں نہیں۔ وہ اپنے اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ علم و دانش کا ایک ایسا بحرِ بیکراں تھے جس کا کنارہ حدّ قیاس سے بھی آگے ہے۔ آپ کی گفتگو دلائل و براہین سے آراستہ اور طرزِ تکلّم نہایت شُستہ اور دلنشیں ہوتا تھا۔ حاضر جوابی شیخ انور کی گفتگو کا خاص حصّہ تھی۔

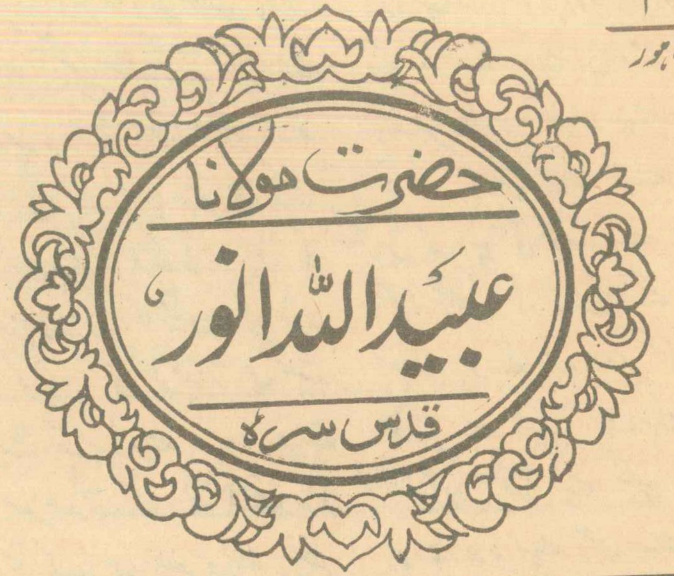
میرے شیخؒ ایک عام انسان سے ذرا بھی مختلف نہ تھے عام خانقاہوں کی طرح ان کے ہاں دائرہ محدود نہ تھا بلکہ غریب سے غریب اور بڑے سے بڑا دولت مند، جاہل سے جاہل اور بڑے سے بڑا عالم فاضل آپ تک بلا روک ٹوک رسائی حاصل کر سکتا تھا۔ آپ ہر کسی سے نہایت خلوص و محبّت سے ملتے اور ہر ایک کی بات پوری توجہ اور انہماک سے سنتے تھے یہاں تک کہ ہر ایک کو یہی وہم ہوتا کہ شیخؒ مجھ سے زیادہ کسی سے شفقت نہیں فرماتے۔ آپ اپنی ذات میں ایک ادارہ، ایک تحریک اور ایک انجمن تھے وہ ملک میں کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نظام حکمرانی قائم کرنا چاہتے تھے۔ جس کی رو سے ملک کی عدالتیں صرف اسلامی احکام کے مطابق فیصلہ کریں اور ہر گوشہ میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو ان کی ساری زندگی اسی جدوجہد میں گذری۔ انہوں نے زندگی کے دن نفاذِ اسلام کی تڑپ اور کرب میں پورے کئے۔ آپ شاہ ولی اللہؒ کے حقیقی وارث اور ان کے مشن کے علمبردار تھے اور انہوں نے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کبھی بھی کمزوری نہ دکھائی۔ جیل کی کوٹھڑی میں، لاٹھیوں کی زد اور گولیوں کی بوچھاڑ میں ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ وہ دین کی سربلندی کے لئے اٹھنے والی ہر تحریک میں بلند و بالا نظر آتے تھے۔ اور قید و بند کی صعوبتیں ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ لا سکیں۔ اگر ایک وقت حجرہ خانقاہ میں ان کی ضرباتِ ذکر شیطانی وساوس کے قلعوں کو منہدم کرتی رہیں تو دوسری طرف نعرۂ تکبیر کی گونج اہلِ باطل کے قلوب کو ہلاتی رہی۔

آج ان کی وفات سے ہم ایک عظیم شیخ، باپ سے زیادہ شفیق استاد اور حوصلہ مند قائد سے محروم ہو گئے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خزاں اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہُوا ہے۔ تاریخ شاید ہی اسے پُر کر سکے۔ آپ کے اوصافِ حمیدہ، عالمانہ وقار، بزرگانہ اطوار، درویشانہ شعار اور مجاہدانہ کردار کے باعث آج پوری قوم بے قرار اور اشکبار ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موت سے صرف ایک شخص کی زندگی کے امور معطل ہوتے ہیں اور کسی کی موت سے ایک خاندان کو نقصان پہنچتا ہے لیکن ایک موت وہ ہے جس سے پوری قوم اور عالمِ انسانیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ آپ کی رحلت سے ہر فرد کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ ہر صاحبِ فکر غمگین اور رنجیدہ ہے۔ ہر صاحبِ نظر پریشان اور بے آسرا ہے مدتوں تک ان کی یاد میں دل تڑپتے رہیں گے اس کا دکھ درد سینوں میں محسوس ہوتا رہے گا بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی موت کے بعد کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا لیکن میرے شیخ آج ہم میں نہ ہونے کے باوجود بھی زندہ ہیں۔ اس لئے کہ ان کے افکار زندہ ہیں، ان کا کردار زندہ ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اس لئے نہیں کہ وہ عظیم باپ کے فرزند تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ ایک حوصلہ مند

(باقی ص ۵۸ پر)

محمد اسلم رانا
لاہور



چند یادیں، بہت آنسو

ربع صدی پیشتر لاہور میں ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں لاہور میں رات گذارنے کا موقع بنتا تو مشکل پڑ جاتی۔ والد صاحب مرحوم کے خالہ زاد بھائی کے سسر "مولوی صاحب"، مسجد لائن سبحان خان کے دروازہ کے پاس بازار میں شیر فروشی کرتے تھے۔ آج کل اس دکان میں پکوڑے تلے جاتے ہیں۔ شیرانوالہ دروازہ کے اندر اُن کی رہائش گاہ غنیمت تھی اس طرح کئی بار حضرت لاہوریؒ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا مفتی عبدالواحدؒ خطیب جامع مسجد باغ جناح گوجرانوالہ کی عنایات سے "خدام الدین" کا پہلے سے ہی قاری تھا۔

۱۹۶۱ء میں لاہور میں ملازمت اختیار کرنے سے یہیں مستقل طور پر قیام کرنا پڑا۔ پیشتر ازیں مطالعہ مسیحیت کا کام باقاعدہ نہیں تھا۔ خواجہ نذیر احمد بٹ کی معیت میں مرکز تحقیق مسیحیت کا قیام عمل میں لایا گیا تو بفضلہ تعالیٰ تبلیغی جذبہ میں شدّت آگئی۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا ترجمہ و تفسیر مجھے کالج کی طرف سے انعام میں ملا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کا ترجمۂ قرآن بڑا سادہ اور مقبول عام ہے۔ ربط آیات اور مختصر تفسیر سونے پر سہاگہ ہے چنانچہ ترجمہ حاصل کرنے کی خواہش مجھے کشاں کشاں حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کی خدمت میں لے گئی۔ پُرشفقت نورانی چہرہ دیکھ کر مَیں جری ہو گیا اور اپنی درخواست پیش کی۔ مرحوم نے احقر کی تبلیغی مساعی پر اظہارِ مسّرت فرمایا۔ مورخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۶۲ء کا وہ سین آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہے جب انجمن خدام الدین کے دفتر میں مولانا انورؒ نے مکتبہ کے ناظم کو اپنی جیب خاص سے قرآن پاک کا ہدیہ ادا کر کے مجھے اپنے دستِ مبارک سے حضرت لاہوریؒ کا ترجمہ ہدیتہً عنایت فرمایا۔

لاہور میں رہتے رہتے مجھے چوبیس برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران میری رہائش گاہ کی شیرانوالہ دروازہ سے دوری مولاناؒ کی زیارت سے محرومی کا سبب بنی رہی۔ ایک مسیحی دوست نے مجھ سے ترجمہ قرآن پاک مانگا تو مَیں نے حضرت لاہوریؒ کا ترجمہ

اسے دے دیا جو واپس نہ مل سکا۔ کُتّے کو لات راس آ گئی۔ مَیں نے ۱۹۸۲ء کے گرما میں جمعہ کی نماز مولانا کی اقتدا میں ادا کی اور موقع کے انتظار میں بیٹھ گیا مریدین اور معتقدین دم اور دعا کی درخواست کرتے۔ حضرت بصد شفقت ہر بار بارگاہ ایزدی میں عجز و آداب سے ہاتھ اٹھاتے۔ آخر مجھے بھی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی حضرتؒ نے ازراہ نوازش فرمایا کہ اب انجمن کا سارا کاروبار مولوی اجمل صاحب کے سپرد ہے آپ ان سے ملیں۔ یہ تھی مولانا عبید اللہ انور سے آخری ملاقات جنہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم کانپتا، دل دھڑکتا اور ذہن ماننے سے بغاوت کرتا ہے۔

ملک پارک کے پاس ہی فرخ آباد میں ایک پست قد باریش بزرگ رہتے ہیں۔ حضرت لاہوریؒ کے ایک بلند پایہ مرید ہیں۔ راقم کو مسرور و مشفق اور ناصحانہ لہجہ میں ملتے ہیں۔ وہ حضرت لاہوریؒ کی اقتدا میں جمعہ ادا کرنے امرتسر سے بذریعہ سائیکل لاہور آیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دن مَیں نے ارادہ کیا کہ کھانا حضرتؒ سے ملاقات کر کے کھاؤں گا۔ لاہور پہنچ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ذرا بیٹھے تو فرمایا اوپر چلیں۔ کھانا آیا ہوا تھا۔ چاول پکے تھے ایک دو چمچے تناول فرما کر حکم دیا کھا جاؤ۔ میرے چہرے پر حیرت و تعجب کے آثار پڑھ کر بزرگ بولے۔ پیر جب مرید کو فیض پہنچانا چاہے تو ایسے امور رکاوٹ بن جاتے ہیں جس سے انہیں مرید کی تکلیف کا احساس ہو جاتا ہے۔ حضرتؒ نے میری بھوک تاڑ لی تھی۔

مذکورہ بزرگ نے کئی بار راقم کو مجلسِ ذکر میں شامل ہونے کی دعوت دی، لُوٹے جانے والے انوار و برکات کے تذکروں سے للچایا۔ کہنے لگے رات کا کھانا بھی وہیں ہوتا ہے۔ اللہ والوں کا کھانا کھانا چاہیئے۔ اب مَیں کسی کو کیا بتاؤں کہ یہ سیکنڈ ہینڈ بھی جان صبح کو سائیکل پر رینگتے رینگتے دفتر چلی جاتی ہے۔ سہ پہر کو سائیکل اسے گھسیٹتے گھسیٹتے گھر لے آتی ہے پھر کہیں جانے آنے کی سکت باقی نہیں رہتی۔ طبیعت نے ذرا سہارا کیا تو کچھ پڑھ لکھ لیا ورنہ بے قیام و سجدہ کی نمازیں ادا کر کے انا غفیل ہو رہے۔

القصہ بُرا ہو زندگی بھر میرا ساتھ نباہنے والی بیماری کا کہ ایک بار بھی حضرت انورؒ کے درسِ قرآن یا مجلس ذکر میں شمولیت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔

حضرت لاہوریؒ کی عظمت جرأت، جوانمردی، صبر و استقلال اور اولوالعزمی سے کسی کافر کو ہی انکار ممکن ہے۔ انگریز بہادر کے خلاف جو بے اسلحہ جنگ عظیم انہوں نے لڑی اس مردِ قلندر ہی کا حصّہ تھا۔ حضرتِ انورؒ اس عظیم باپ کے عظیم بیٹے تھے۔ والد مرحوم نے اگر انگریزی استعماریت کے خلاف بھرپور لڑائی لڑی تھی تو جوانمرد بیٹے نے انگریزی ذہنیت کی پروردہ آمریت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ حضرت انورؒ نے ایوبی پولیس کی لاٹھیاں، ڈنڈے اور پیٹ پر بوٹوں کے ٹھڈے کھا کر ایوب کے قصرِ آمریت میں تباہ کن شگاف ڈالے۔ یاد رہے کہ حضرتؒ کی انتڑیوں کے زخموں سے کئی دن خون آتا رہا تھا ایوب کے "بھٹو" ذوالفقار علی بھٹو کو استاد سے بھی بدتر انجام تک پہنچانے ہیں

(باقی پر)

حضرت انورؒ کی جدوجہد اور مساعیٔ جمیلہ تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہیں۔ پولیس کے جوان بھٹو کی آمریت کی حفاظت میں سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے تھے کہ مولانا صاحب جانثاروں کی جمعیت کی معیت میں مسجد وزیر خاں میں جا دھمکے۔ اگلے دن بھٹو کے کڑچھے محمد حنیف رامے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسمبلی میں مضحکہ خیز بیان دیا کہ مولانا صاحب دھوکے سے چارپائی پر لیٹ کر مسجد میں پہنچ گئے تھے۔

مولانا انورؒ کی عمر کچھ زیادہ نہیں تھی لیکن خلاف اسلام طاقتوں کے خلاف بے جگری سے لڑتے لڑتے جگر نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اخبارات میں ان کی علالت کا پڑھ کر دعاؤں میں مصروف رہا لیکن حضرت موصوف اس منزل پر پہنچ گئے جہاں دعائیں اور دوائیں بے کار ہو گئیں اور تختی پر لکھا تھا ؎

جاتے ہوئے کہہ گئے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے کوئی دن اور

بقیہ : آہ ! میرے شیخ

اور عظیم قائد تھے بلکہ ان کا نام اس لئے بھی زندہ رہے گا کہ انہوں نے کائنات کے لاکھوں انسانوں کے دلوں کی اجڑی ہوئی کھیتی کو سیراب کیا ہے ان کا نام اس لئے بھی زندہ رہے گا کہ انہوں نے ہمیشہ انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے آواز بلند کی اور لوگوں کو جابر حکمرانوں کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اس فرشتہ صفت انسان کو خراجِ تحسین پیش کر سکوں۔

آخر میں قارئین کو یہی گذارش کروں گا کہ ہمارے لئے اپنے مرشدِ کامل اور عظیم قائد کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہم ان کی روشن کی ہوئی شمع کو لے کر اپنے شیخ رحؒ کے جانشین حضرت میاں محمد اجمل صاحب قادری جو شیخ رحؒ کے مشن کے وارث ہیں کی قیادت میں آگے بڑھیں اور تاریکیوں کے خلاف جہاد میں ولولہ تازہ بھر دیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے شیخ رحؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

ضروری اطلاع

خدام الدین کا یہ خصوصی شمارہ چار اشاعتوں ۳-۱۰-۱۷ اور ۲۴ مئی پر مشتمل ہے یہ شمارے اسی نمبر کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے قارئین اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔

اس شمارہ کا ہدیہ آٹھ روپے ہے (ادارہ)

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، قائدِ حریت

حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ

تحریر : محمد عثمان انوری

برصغیر میں علماء حق کی قربانیوں کو ہمیشہ تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔ تحریک آزادیٔ ہند یا تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت یا تحریک جمہوریت، تحریک نظام مصطفیٰ علماء حق پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ایسے ہی چند بزرگوں میں جن کی علمی دینی ادبی اصلاحی اسلامی سیاسی خدمات کا اعتراف ہر خاص و عام کو ہے۔ ان میں نمایاں طور پر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی شخصیت ہے۔

آپ ۱۹۲۴ء میں لاہور میں پیدا ہوئے آپ کے والدگرامی مولانا احمد علی لاہوریؒ برصغیر کے مشہور عالم دین اور تحریک آزادی تحریک ریشمی رومال کے عظیم رہنماؤں میں سے تھے آپ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے رفیق بھی تھے اور حضرت شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں سے بھی نمایاں طور پر سیاسی دینی خدمات انجام دینے والوں میں سے بھی تھے۔ اس کے علاوہ سندھ کے بڑے مشائخ اور اکابر علماء، بزرگانِ دین حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ کے خلیفہ خاص اور معتمد تھے۔ آپ نے دین اسلام کی بڑی خدمات انجام دی ہیں تفسیر قرآن کریم اور ہزاروں مریدین کی اصلاح، دینی مدارس کا قیام، مسلمان بچے اور بچیوں کے لئے مدارس قائم فرما کر ان کو تعلیم سے آراستہ فرمایا اور بہت سی دینی، اصلاحی کتابیں تحریر فرمائیں۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور والدہ صاحبہ سے حاصل کی اور مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند میں دینی تعلیم حاصل کی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی اور ۱۹۴۶ء میں لاہور آ کر اپنے والد محترم سے تفسیر اور سلوک کی تعلیم و تربیت کی منازل طے کر کے باقاعدہ سند و خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ حضرت لاہوریؒ کے درمیانہ صاحبزادے تھے۔ بڑے بھائی مولانا حبیب اللہ صاحبؒ مکی مکہ مکرمہ میں قیام رکھتے تھے اور مکہ میں ہی ان کا انتقال ہوا اور چھوٹے بھائی مولانا حمید اللہؒ کا انتقال لاہور میں چند سال پیشتر ہوا۔

حضرت مولانا احمد علیؒ نے مولانا عبیداللہ انورؒ کو اپنی حیات میں مجلس ذکر اور تدریس

کی ذمہ داری سونپی تھی ۔ اور آپ ہی حضرت لاہوری رح کے جانشین تھے ۔ آپ نے سلسلۂ تصوف جو آپ کے والد محترم نے آپ کو تلقین فرمایا تھا سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ آپ اس میں مریدین کو بیعت فرماتے اور سلوک کی منازل طے کراتے رہے اسی طرح شاہ ولی اللہ رح کے طرز پر دورہ تفسیر شعبان سے رمضان تک مکمل کراتے ۔ اس کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما کی حیثیت سے سیاسی اور ملکی ذمہ داریوں کو بھی پورا فرماتے ۔ آپ پر علماء حق کے علاوہ دیگر مکتبۂ فکر کے عوام و خواص کا اعتماد تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک جمہوریت، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفیٰ میں آپ قائدانہ حیثیت سے قوم کی رہبری اور رہنمائی فرماتے رہے ۔ ملک کے بڑے دینی مدارس کی سرپرستی اور رہنمائی بھی کرتے رہے ۔ ملک کے مقبول عام ہفت روزہ جریدے ترجمانِ اسلام اور خدام الدین اور دیگر دینی کتب و رسائل کی ترتیب اور تالیف کی نگرانی بھی آپ کے ذمہ تھی ۔ ملک کے ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ بیرونی ممالک میں آپ کے لاکھوں متعلقین موجود ہیں۔ آپ کی تقاریر علمی اور تاریخی اور معلومات افزا ہوتی تھیں بلغاریہ میں فلسفہ امن پر آپ کی تقریر ۲۲ زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے جسے دنیا کے عظیم دانشوروں نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے ۔

گذشتہ چند دنوں سے آپ شدید علیل تھے جب کہ دورِ ایوبی میں پولیس تشدد کی وجہ سے مستقل مریض تھے آخر ۲۸ اپریل بروز اتوار صبح $8\frac{1}{2}$ بجے آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلیہِ رَاجِعُون اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں اس مردِ درویش پر ۔

رپورٹنگ : ظہیر میر

تعزیت نامے

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور نور اللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات پر پوری دُنیا سے تعزیت نامے موصول ہو رہے ہیں ۔ تادمِ تحریر جو برقیے ہمیں ملے ہیں نذرِ قارئین کیے جا رہے ہیں

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کا پیغام

محترمہ بیگم مولانا عبید اللہ انور صاحبہ!

مجھے آپ کے خاوند حضرت مولانا عبید اللہ انور کے انتقالِ پُرملال کی اندوہناک خبر سُن کر سخت رنج ہوا ۔ مولانا صاحب ایک بہت بڑے مذہبی رہنما تھے ۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی ملک میں اسلامی نظام کے مکمل نفاذ اور تبلیغِ دین کے لیے وقف کر رکھی تھی ۔ وہ ایک بلند پایہ خطیب تھے اور سیاست میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتے تھے ۔ انہوں نے ہمیشہ تعمیری اور مثبت پالیسیاں بنائیں اور انسانیت کی خدمت کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں چھوڑی ۔ انہوں نے اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کو جدید سائنسی علوم سے ہم آہنگ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا ۔

اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کا سایہ پورے خاندان پر قائم رکھے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے ۔ (آمین)

گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں کا پیغام

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب!

مجھے آپ کے عظیم والد گرامی مولانا عبید اللہ انور کی غمناک خبر سُن کر گہرا رنج ہوا ۔ براہِ مہربانی ہمارا دلی رنج اور ہمدردی قبول فرمائیں ۔ ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے ۔ اللہ آپ کو، اہل خانہ اور حضرت کے تمام پیروکاروں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور طاقت نصیب فرمائے ۔ (آمین)

مولانا عبید اللہ انور کی وفات کی صورت میں ہم ایک بڑے مذہبی سکالر سے محروم ہو گئے ہیں ۔ مولانا نے اپنی پوری زندگی اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے ۔ (آمین)

نیک خواہشات کے ساتھ
آپ کا مخلص
غلام جیلانی خان

وزیرِ اعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف کا پیغام

محترم مولانا محمدؐ اجمل قادری صاحب!
مجھے آپ کے عظیم والد مولانا عبید اللہ انور کی وفات کی غمناک خبر سُن کر سخت صدمہ ہُوا۔ براہ مہربانی ہماری دِلی ہمدردیاں قبول فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو تمام اہل خانہ اور تمام متوسلین اور متعلقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)
مولانا عبید اللہ انور کے انتقال کی وجہ سے قوم ایک بہت بڑے راہنما سے محروم ہوگئی ہے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی اسلامی نظام کے احیاء اور امتِ مسلمہ کے اتحاد کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی تقریریں اور تحریریں آئندہ نسل کو اسلام اور سنّتِ مطہرہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف راغب کرنے کے لیے راہنمائی کا کام دیں گی۔

نواز شریف
وزیر اعلیٰ پنجاب حال سرگودھا

میجر جنرل عبدالقیّوم

محترم مولانا محمدؐ اجمل قادری صاحب!
براہ مہربانی اپنے والد گرامی کی اندوہناک وفات پر گہرا دُکھ اور رنج قبول فرمائیں۔

ڈاکٹر طاہر جدّہ

محترم مولانا میاں
محمدؐ اجمل قادری صاحب
آپ کے والد گرامی کے انتقال پُر ملال کا بہت افسوس ہُوا۔

شیخ محمد حنیف کراچی

محترم مولانا محمدؐ اجمل قادری صاحب
حضرت مولانا عبید اللہ انور کے انتقالِ پُر ملال کی خبر سُن کر بہت دکھ پہنچا۔ حضرت کی وفات اسلام کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔ میری دلی ہمدردیاں قبول فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ حضرت کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مخدوم محمّد سجّاد حسین قریشی ڈپٹی چیئرمین سینٹ

محترم مولانا اجمل قادری صاحب!
آپ کے والد گرامی کے انتقالِ پُر ملال کی خبر سُن کر سخت صدمہ ہُوا۔ براہِ کرم میری تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنّت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو اور تمام اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

زینب بی بی اور دوسرے غمگسار

محترم مولانا اجمل قادری صاحب
حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی اچانک اور غمناک وفات کی خبر سُن کر دِلی صدمہ ہُوا۔ ہماری دِلی تعزیت قبول فرمائیں۔

وزیر احمد جوگیزئی ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی

محترمہ بیگم مولانا عبید اللہ انور صاحب!
آپ کے شوہر کی وفات حسرت آیات پر دِلی صدمہ ہُوا۔ حضرت دنیائے اسلام کے بہت بڑے راہنما تھے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ اللہ انہیں جنّت الفردوس میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور تمام اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

آغا سیّد محمد سکّر

محترم مولانا میاں
محمدؐ اجمل قادری صاحب!
آپ کے والد گرامی کے انتقالِ پُر ملال سے صدمہ ہُوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

مقبول احمد خان وزیر مذہبی امور

محترمہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کے شوہر نامدار جناب مولانا عبید اللہ انور مرحوم کی وفات حسرت آیات پر سخت قلق اور صدمہ ہُوا۔ انّا للہ و انا الیہ راجعون۔
مرحوم بلاشبہ ایک ممتاز عالمِ دین، مفسّرِ قرآن، مبلغ اسلام اور داعی اقدار اخلاق تھے۔ انہوں نے جو خدمات فروغِ دین اور عامۃ المسلمین کی ذہنی اور روحانی ترقی کے لیے کیں وہ تاریخِ پاکستان میں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔
میری دعا ہے کہ رب العالمین انہیں اپنے حبیبؐ کے صدقے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور ان کی لغزشیں معاف فرمائے۔ آمین۔

شریکِ غم
مقبول احمد خان
وزیر مذہبی امور

محترمہ بیگم مولانا عبید اللہ انور مرحوم
دفتر جمعیۃ العلماء اسلام
اندرون شیرانوالہ گیٹ
لاہور

راجہ افراسیاب خان ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان

مکرمی جناب مولانا صاحب!
السلام علیکم
مجھے آپ کے عظیم باپ جناب مولانا عبید اللہ انور صاحب کی موت پر زبردست صدمہ ہُوا ہے۔ وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ساری زندگی اسلام اور پاکستان کے لیے دن رات خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ ایک سچے عاشقِ رسولؐ تھے۔ وہ ایک انجمن تھے۔ بلاشبہ پاکستان اپنے ایک جلیل القدر سپوت سے محروم ہُوا ہے مگر خدا کو ایسے ہی منظور تھا۔ میری دعا ہے کہ خدا مرحوم کو جنّت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل بخشے۔ آمین۔

والسلام
راجہ افراسیاب خان

امریکی قونصل جنرل کا پیغام

محترم مولانا محمدؐ اجمل قادری صاحب!
مجھے آپ کے والد گرامی کے انتقال کی خبر سُن کر صدمہ ہُوا۔ مولانا کی وفات کی صورت میں پاکستان ایک بہت بڑے اسلامی سکالر سے محروم ہو گیا ہے۔ اس غمناک موقع پر میری طرف سے دِلی تعزیت قبول فرمائیں۔ میرے دِلی جذبات اور ہمدردی اپنے گھر کے دوسرے افراد تک بھی پہنچا دیجیے۔

مولانا اللہ یار ارشد کا پیغام

محترم مولانا محمدؐ اجمل قادری صاحب!
حضرت مولانا عبید اللہ انور کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

حافظ سلمان بٹ ممبر قومی اسمبلی لاہور

محترمی ومکرمی جناب اجمل قادری صاحب! السلام علیکم
مجھے آپ کے والد بزرگوار مولانا عبید اللہ انور کی رحلت پر انتہائی صدمہ ہُوا۔ بہر حال خدا تعالیٰ کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں۔ مولانا اپنی دینی اور قومی خدمات کی بنا پر ایک مقام رکھتے تھے۔ اُن کی ذات بابرکات میرے

لیے خاص طور پر ایک سہارا تھی۔
انہوں نے ہر مرحلہ پر میرے ساتھ شفقت
و محبت فرمائی۔ اُن کی وفات سے
میں ایک اچھے رہبر اور مونس و غم خوار
بزرگ سے محروم ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے
(آمین) آپ کو اور دیگر اہلِ خانہ کو صبرِ
جمیل عنایت فرمائے (آمین)

مولانا منظور احمد چنیوٹی
ممبر صوبائی اسمبلی
پنجاب

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
حضرت اقدس کی وفات پر
گہرا رنج اور صدمہ ہوا۔ میرے دِلی
جذبات اپنے اہل خانہ اور دوسرے
احباب کو پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت
اقدس کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں
صبر کی توفیق عنایت فرمائے۔

مولانا سیّد
محمّد شاہ امروٹی

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
حضرت کی وفات پر دِلی صدمہ
ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر کی توفیق
دے۔

میجر شاہ نواز خان

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب!
مجھے حضرت صاحب کی رحلت
پر انتہائی گہرا رنج پہنچا ہے۔ اللہ
تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ درجات نصیب
فرمائے۔ (آمین)

سیّد فخر امام
سپیکر قومی اسمبلی
پاکستان

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
آپ کے والد مولانا عبیداللہ انور
کی رحلت پر دکھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ
مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا
فرمائے۔ میری طرف سے اپنے اہل
خانہ اور تمام متعلقین کو تعزیت
پہنچا دیں۔

سعید علی اور
اہل خانہ (لندن)

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب!
ہمیں حضرت اقدس کی رحلت
پر گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ ہم سب
کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد سلیم قریشی اور
بیگم دلشاد قریشی (کراچی)

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
ہمیں حضرت صاحب کی رحلت
پر دلی صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں
جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب
فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اہلِ خانہ
کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی
توفیق دے۔ (آمین)

خان عبدالولی خان

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
آپ کے والد گرامی کی رحلت
پر گہرا صدمہ ہوا۔ ملک اور قوم کے
لیے اُن کی ناقابلِ فراموش خدمات
ہمیشہ یاد رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور
اہل خانہ کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے
کی توفیق دے۔ (آمین)

حاجی غلام احمد بلور

محترم مولانا اجمل صاحب
آپ کے عظیم والد کی وفات پر
گہرا صدمہ پہنچا۔ ملک اور قوم کے لیے
اُن کی عظیم خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی۔
اپنے اہلِ خانہ کو میری طرف سے تعزیت
پہنچا دیں۔

اقبال احمد خان
وزیر انصاف

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
آپ کے والد گرامی کی رحلت
پر صدمہ ہوا۔ میری طرف سے دِلی
تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم
کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے (آمین)

مولانا حبیب اللہ مختار
(جامعۃ العلوم الاسلامیہ
بنوری ٹاؤن کراچی)

محترم مولانا میاں
محمد اجمل قادری صاحب!
مجھے آپ کے والد گرامی کی رحلت
پر دلی صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ انہیں
اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور
ہم سب کو یہ صدمہ برداشت کرنے
کی توفیق عنایت فرمائے (آمین)

محمد انوار کراچی

مجھے حضرت صاحب کی وفات
پر دلی صدمہ پہنچا ہے۔

مولانا جان محمد عباسی
(حیدرآباد)

محترمہ بیگم مولانا عبیداللہ انور صاحبہ
مجھے حضرت مولانا عبیداللہ انور
صاحب کی رحلت پر دلی دکھ ہوا ہے۔
اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں مقام
نصیب فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ
آپ کو اور اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل کی توفیق
عنایت فرمائے (آمین)

پروفیسر غفور احمد
کراچی

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب
آپ کے والد گرامی حضرت
مولانا عبیداللہ انور کی رحلت کی
خبر سُن کر انتہائی صدمہ ہوا۔ اسلامی
نظام کے عملی نفاذ اور ملکی سالمیت و
تحفظ کے لیے اُن کی خدمات ہمیشہ
مینارۂ نور رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم
کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور
آپ سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور
اس ناقابلِ تلافی نقصان کو برداشت
کرنے کی ہمت دے (آمین)

حافظ محمّد یوسف
عثمانی (گوجرانوالہ)

محترم مولانا اجمل قادری صاحب!
حضرت اقدس کی رحلت
پر میری طرف سے دِلی تعزیت
قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے
حضرت کو جوارِ رحمت میں جگہ دے،
اور ہم سب کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

محمّد ایوب
باغبانپورہ، گوجرانوالہ

محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری
صاحب!
حضرت اقدس کی وفات حسرت
آیات پر دِلی صدمہ پہنچا ہے۔ آپ
میری طرف سے تمام متعلقین کو دلی
تعزیت پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم
سب کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ (آمین)

حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ
اکوڑہ خٹک، ممبر
قومی اسمبلی

مولانا اجمل قادری صاحب
حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی
رحلت پر دلی دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ
انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام
نصیب فرمائے۔ (آمین)

مولانا منظور الحق
قاری خلیل احمد
(منڈی بہاء الدین)

محترم میاں محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی
رحلت پر دِلی دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ
انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام
نصیب فرمائے۔ (آمین)۔ اللہ تعالیٰ
ہم سب کو یہ ناقابلِ برداشت صدمہ
برداشت کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

قاضی عبدالحلیم کلاچی

مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب
مجھے حضرت صاحب کی بیماری
کی خبر پہنچی لیکن ابھی حضرت صاحب کی
رحلت کا اعلان سُن کر سخت صدمہ پہنچا۔
اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ درجات نصیب
فرمائے آمین اور ہم سب کو یہ صدمہ
برداشت کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

محمد خان جونیجو
وزیرِ اعظم

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب!
آپ کے والدِ گرامی کے سانحۂ ارتحال پر دلی دُکھ ہُوا۔ مولانا مرحوم نے اسلام کے فروغ کے لیے جو قربانیاں دی ہیں وہ مدتوں یاد رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ اور آپ کو اور آپ کے اہلِ خانہ کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ براہ کرم میری دلی تعزیت قبول فرمائیں۔

سعید حسن لاہور

محترم مولانا اجمل صاحب!
آپ کے والدِ گرامی کے انتقال پر گہرا صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ میری دلی تعزیت قبول فرمائیں۔

مولانا فضل اللہ خان
لکی مروت

محترم میاں صاحب!
حضرت اقدس کے سانحۂ ارتحال سے دلی دکھ ہُوا۔ ہم سب دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، اہلِ خانہ اور ہم سب کو صبرِ جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔

لیبین پیپلز بیورو
اسلام آباد
(محمود سلیمان
نمائندہ حکومت لیبیا)

محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے انتقال پر گہرا دُکھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ اور اہلِ خانہ کو دلی تعزیت قبول ہو۔

قاضی عبد الرحمان
ڈاکٹر نواز محمد
ڈاکٹر خلیل
سانگھڑ، سندھ

محترم مولانا اجمل قادری صاحب!
آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا عبید اللہ انور کے سانحۂ ارتحال پر گہرا دکھ ہُوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ ہماری دلی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔

اشفاق احمد پراچہ
کوہاٹ

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت صاحب کے سانحۂ ارتحال پر گہری دلی تعزیت قبول فرمائیں۔

مفتی سیاح الدین
کاکاخیل

محترم مولانا محمد اجمل قادری صاحب!
مولانا صاحب کے سانحۂ ارتحال سے دکھ پہنچا۔ حضرت کے انتقال سے علمی حلقوں میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

افتخار پیرزادہ
ڈی۔ ایس۔ پی
کینٹ ملتان

محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت مولانا عبید اللہ انور کی رحلت پر گہرا دکھ اور رنج ہُوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

ذوالفقار احمد زلفی
سابق صدر
جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب

محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت اقدس کے سانحۂ ارتحال پر گہرا دکھ اور رنج ہُوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

مولانا حبیب گل
ٹل، صوبہ سرحد

مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت اقدس کے سانحۂ ارتحال پر گہرا رنج اور دکھ ہُوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

ظفر اللہ جمالی
وفاقی وزیر پاور

محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب!
آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا عبید اللہ انور کی رحلت کا دکھ اور رنج ہُوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

سید محمود شاہ
گجرات

محترم مولانا میاں اجمل صاحب!
حضرت مولانا عبید اللہ انور کے سانحۂ ارتحال سے دلی صدمہ ہُوا۔ مولانا مرحوم اتحاد بین المسلمین کی علامت تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

انجمن اشاعت القرآن
اہلحدیث جامع مسجد
مدینہ اٹک

محترم میاں اجمل صاحب!
آپ کے والدِ گرامی مولانا عبید اللہ انور کے سانحۂ ارتحال پر گہرا دکھ اور رنج ہُوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

قاری نور الحق قریشی
ایڈووکیٹ

محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب!
حضرت اقدس مولانا عبید اللہؒ کی رحلت سے گہرا رنج ہُوا۔ حضرت اقدس کی وفات سے اہلِ اسلام کی صفوں میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کا پُر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ صدمہ عظیم برداشت کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)۔

مولانا حیات بخش
صدر فیض الاسلام
راولپنڈی

محترم مولانا اجمل صاحب!
حضرت مولانا عبید اللہ انور کی رحلت کی خبر سن کر دلی رنج ہُوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کی وفات سے علمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پورا کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

حافظ محمد اکبر اعوان
صدر مجلس احرار اسلام
پاکستان

حضرت مولانا عبید اللہ انور کی رحلت سے سخت دُکھ اور تکلیف پہنچی۔ اسلامی تعلیمات کے فروغ اور ملکی بقاء و استحکام کے لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محنتیں اور جد و جہد بے مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔

مولانا محمد بنوری
(علامہ بنوری ٹاؤن کراچی)

محترم میاں اجمل صاحب!
حضرت والد صاحب کی رحلت سے دُکھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ ناقابل برداشت صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔

غم زدہ ماجنی (نیو دہلی)
محترم میاں اجمل قادری صاحب!
مجھے حضرت صاحب کی رحلت کی خبر سن کر دلی دُکھ ہُوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے (آمین)

چند عیادت کرنے والوں کے تاثرات

حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کی آٹھ روزہ علالت کے دوران ملک کے سرکردہ راہنماؤں، علماء کرام اور احباب عیادت کے لیے تشریف لائے جن میں سپیکر قومی اسمبلی سیّد فخر امام، سابق وفاقی وزیر خان غلام دستگیر خان، مولانا جان محمّد عباسی، ملک محمد اسلم ھچیلہ، ممبر قومی اسمبلی سرگودھا، سیکریٹری صحت پنجاب، کمشنر ڈیرہ غازی خان اور دیگر حضرات بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ عیادت کے لیے آنے والوں کی فہرست طویل ہے۔ ان میں سے چند حضرات نے عیادت کے رجسٹر پر اپنے تاثرات درج کیے ہیں۔ ان میں سے چیدہ چیدہ تاثرات درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

پروفیسر احمد یار خان
ایچی سن کالج، لاہور

حضرت والا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بندہ اور بندہ کے لواحقین آپ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے دعا گو ہیں۔

ظہیر میر

یا ارحم الراحمین

ساڈے سِراں تے ساڈے حضرت دا سایہ ہمیشہ قائم رکھ (آمین) غم نال بھریا ہویا۔

حبیب اللہ حُر

اے ربّ العزت! میرے پیارے حضرت کی صحت و سلامتی کو طویل ترین فرما دے۔ تجھے "بدر کی شب" بہنے والے آنسوؤں کی قسم۔

خالد محمود وٹو

میرے بہت ہی اچھے

حضرت جی!

خدا کرے میری زندگی بھی آپ کو لگ جائے۔

آمین۔

صاحبزادہ سید محمود شاہ
گجراتی

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کو صحت کلی اور عمر دراز عطا فرمائے۔ مولانا صاحب اتحاد بین المسلمین کی علامت ہیں۔

ڈاکٹر شاہد ادریس

آج صبح ساڑھے ۱۲ بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کا آپریشن ہوا۔ جناب ڈاکٹر پروفیسر چیمہ صاحب نے آپریشن کیا۔ آپریشن فنی اعتبار سے کامیاب رہا تاہم اس آپریشن کی کئی پیچیدگیاں ہیں۔ اس لیے مولانا کو مکمل آرام کی ضرورت ہے۔ تمام عقیدت مندوں سے درخواست ہے کہ مولانا سے ملنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ اس طرح ان کی بیماری میں اضافہ کا خطرہ ہے۔ خصوصاً کمرہ میں احباب کے آنے سے INFECTION جراثیم کے پھیلنے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے اور مولانا کی قوتِ مدافعت پہلے ہی کم ہو چکی ہے اور ساتھ شوگر اور بلڈ پریشر بھی ہے۔ اس لیے مکمل آرام اور خاموشی نہایت ضروری ہے۔ ساتھیوں سے دُعا کی درخواست ہے۔

مولانا محمّد متین ھاشمی

ہم لوگ حضرت مولانا کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

محمّد اسماعیل قریشی
سینئر ایڈووکیٹ
سپریم کورٹ

اللہ تعالےٰ آپ کو جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

ڈاکٹر رشید احمد یزدانی

اے ربّ العالمین اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے شیخ طریقت زبدۃ العارفین حضرت قبلہ مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کو جلد از جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما اور تا دیر حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھ۔ آمین۔

مولانا عبد الوحید
ڈھڈیاں شریف و
مولانا سعید الرحمٰن علوی

اللہ رب العزّت اپنے کرم بے پایاں سے حضرت مولانا عبید اللہ انور کو صحت کاملہ عاجلہ نافعہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ شفقت ملتِ مسلمہ پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

خواجہ محمد اسلام

میرے محسن حضرت صاحب!

اللہ پاک کی رضا کے لیے حاضری کی توفیق عطا ہوئی۔ اللہ پاک آپ سے راضی ہو۔ آپ کو اپنے فضل و احسان سے اپنے دین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر اذکار کی مجلسیں با برکت آپ کی شرکت کے ساتھ قائم و دائم رہیں۔ امتِ محمدیہ کو نفع نصیب ہو۔ کاش کہ ہمیں اللہ پاک سے مانگنا ہی آ جاتا۔ ہمیں تو مانگنا ہی نہیں ہوتا۔ اللہ پاک بے مانگے عطا فرمائے۔

پروفیسر امجد علی شاکر

سلام کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ سلام عرض کر کے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کاملہ نصیب فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر مدّتوں سلامت رہے۔

جناب عزیز انصاری
گوجرانوالہ

آپ کی شفا کے لیے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوں۔ آپ کا وجود مسعود عطیہ ربّانی ہے۔

مولانا کوثر نیازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالےٰ بقیۃ السلف حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کو شفائے عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے اور انہیں ملک و ملت اور دین و دانش کی خدمت کے لیے عمر دراز عطا فرمائے۔

علامہ علی غضنفر کراروی

اللہ تعالےٰ صدقے میں اپنے حبیب محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ جیسا عالم باعمل کا سایہ تمام مسلمانوں کے سروں پر تا دیر

برقرار رکھے۔ آمین۔

مولانا میاں مسعود احمد دین پوری

حضرت لاہوری دامت برکاتہم کی اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ فرما دیں اور ان کی زندگی اللہ تعالیٰ دراز فرما دیں۔

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

یا حلیم یا علیم یا علیّ یا عظیم یا ربّ اشف مخدومنا خادم العلماء والمسلمین مولانا عبید اللہ انور شفاء لا یغادر سقماً یا رب العالمین انک بالاجابۃ جدید وعلیٰ کل شیٔ قدیر۔ آمین ثم آمین

مولانا قاری عبد الحی عابد

زیارت کے لیے حاضر ہوا مگر محروم رہا۔ خداوند کریم سیدی مخدومی جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرما دیں۔ ہماری زندگیاں بھی حضرت کو لگا دیں۔ آمین۔

مولانا محمد الیاس
جانشین قطب الزماں قدس

سرہ العزیز حضرت مخدومنا المکرم مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی کی عیادت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حاضری نصیب ہوئی۔ شافیٔ مطلق اپنی رحمت کاملہ سے بطفیل خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت دامت برکاتہم کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرما دیں۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ابو عمار زاہد الراشدی
جامع مسجد گوجرانوالہ

حافظ بشیر احمد
صدر جمعیۃ اہل السنۃ گوجرانوالہ

میاں محمد عارف
ایڈووکیٹ کونسلر گوجرانوالہ

قاری گلزار احمد قاسمی
مہتمم جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ

حافظ گلزار احمد آزاد
سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ سے نوازیں۔ آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھیں اور اکابر کے مشن کو آپ کے زیر قیادت جاری رکھنے کی توفیق دیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا عبد اللطیف جہلمی

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی خلف الرشید قطب زمان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے یہاں میو ہسپتال میں حاضر ہوا مع حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب، دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو جلد شفا کامل نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا قاضی زاہد الحسینی اٹک

اللہ تعالیٰ امام الہدیٰ مولانا عبید اللہ انور صاحب کو اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لیے صحت کاملہ عاجلہ عنایت فرما۔ آمین

جناب حاجی غلام دستگیر لاہور

سب دوستوں اور بزرگوں سے گذارش اور دست بستہ عاجزی کے ساتھ گذارش ہے کہ آپ اپنی دلی ہمدردیوں کے ساتھ اور اپنی محبت کے ساتھ اور عقیدت کے جذبے کے ساتھ حضرت مولانا دامت برکاتہم کے لیے دعا فرمائیں۔ طبی اور اخلاقی طور پر اس حالت میں اندر جانے سے اجتناب فرمائیں۔

امید ہے احتیاط فرمائیں گے۔

جانشینِ شیخ التفسیر، امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور علیہ الرحمۃ کی وفات حسرتِ آیات پر پاکستان کے طول وعرض اور بیرونِ پاکستان سے

تعزیتی خطوط

جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرتِ آیات پر پاکستان کے طول و عرض اور بیرونِ پاکستان سے احباب کے تعزیتی خطوط برابر موصول ہو رہے ہیں۔ ان خطوط کی اشاعت کے لئے خدام الدین کے کئی شماروں کی ضرورت ہے۔ خدام الدین کی ضخامت کی تنگ دامانی ان کی متحمل نہیں۔ لہٰذا ہم ان سب حضرات سے ان خطوط کا متن شائع نہ کر سکنے پر معذرت خواہ ہیں۔ اور فرداً فرداً اس اظہار تعزیت و ہمدردی کے لئے ان سب حضرات کے شکر گزار ہیں اور مزید دعاؤں کے خواستگار ہیں۔ ان سب محترم حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:-

(میاں) محمد اجمل قادری و ڈاکٹر محمد اکمل اور ادارہ خدام الدین)

۱۔ میاں غلام محمد احمد خان مانیکا وزیر بلدیات اسلام آباد (۲) میاں محمد طفیل صاحب امیر (کالعدم) جماعت اسلامی منصورہ، لاہور (۳) مولانا محمد اسعد تھانوی سابق رکن مجلس شوریٰ کراچی (۴) سید جلال الدین، سید نصیب علی شاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ زرگری، کوہاٹ (۵) مولانا عبد الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور) ۶۔ حاجی مقصود احمد بٹ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب لاہور (۷) پروفیسر محمد مشتاق شوکت، گورنمنٹ کالج جوہر آباد ۸۔ حافظ ممتاز علی مہتمم جامعہ رشیدیہ بھکر (۹) مولانا محمد سعید عثمانی مدرسہ عربیہ عثمانیہ تلاگنگ ضلع اٹک (۱۰) مولانا مظہر حسین جامع مسجد چکوال ضلع جہلم (۱۱) مولانا محمد رب نواز فاروقی جامع تعلیم القرآن فتح پور ضلع لیہ۔ ۱۲۔ مولانا حاجی محمد مدرسہ عربیہ اسلامیہ محمود القرآن بستی سنی ارائیں علاقہ کہروڑ پکا ضلع ملتان (۱۳) پروفیسر محمد انور ندیم ایف سی کالج اسلام آباد (۱۴) پیر قاسم احمد کیانی جنرل سیکرٹری اوقاف ایمپلائز یونین لاہور۔ ۱۵۔ مولانا محمد عادل خان الجامعۃ الفاروقیہ، فیصل کالونی کراچی (۱۶) جناب محمود علی چیئرمین نیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر حکومت پاکستان اسلام آباد (۱۷) محترم ڈاکٹر احمد حسین کمال کراچی (۱۸) مولانا غلام مصطفےٰ نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور (۱۹) مولانا محمد یوسف سابق ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر، مہتمم دارالعلوم پلندری (آزاد کشمیر) (۲۰) مولانا مفتی ضیاء الحق دہلوی مہتمم انجمن فلاح دارین کراچی (۲۱) جناب ظہیر احمد تاج کراچی (۲۲) محترم ڈاکٹر بشیر قریشی ایم بی بی ایس بہاولپور (۲۳) نجیم خان جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل صوابی (صوبہ سرحد) (۲۴)

مولانا محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (٢٥) جناب فخر الدین صدیقی اسلام آباد (٢٦) محمد اشرف بٹ اسد ناظم اعلیٰ میراں حسین لائبریری چاہ میراں لاہور (٢٧) مولانا فرید الدین و مولانا محمد زاہد ناظم جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان (٢٨) مولانا محمد عثمان یار خان جامعہ دار التحریر العلوم کراچی (٢٩) مولانا محمد قاسم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی (بہاولپور) (٣٠) اراکین مجلس احرار تلہ گنگ (٣١) محترم ڈاکٹر مہر امیر محمد سمرا (٣٢) جناب محمد عقیل راجہ۔ واپڈا پاور ہاؤس خاران (بلوچستان) (٣٣) جناب محمد کامل جالندھری کراچی (٣٤) السید مجمی جیلانی ناظم اعلیٰ پاکستان سنی کونسل کراچی (٣٥) مولانا محمد رفیق مہتمم مدرسہ اسلامیہ حنفیہ شاہ نکڈر (سرگودھا) ٣٦۔ حاجی شبیر احمد، ریاض، سعودی عرب (٣٧) میجر ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن ایبٹ آباد (٣٨) مولانا فضل اللہ مہتمم دارالعلوم اسلامیہ، لکی مروت (٣٩) قاضی عبد اللطیف اختر، شاہی جامع مسجد شجاع آباد (٤٠) قاری عبد السلام خطیب جامع مسجد حاصل پور جنرل سیکرٹری تنظیم اہلسنت پنجاب (٤١) صاحبزادہ قاضی کفایت اللہ میانوی۔ میانی ضلع سرگودھا ٤٢۔ جناب فضل الٰہی کراچی (٤٣) حضرت مولانا قاری حماد اللہ شفیق مدرسہ جامعہ مدنیہ رحیم یار خان (٤٤) مولانا غلام ربانی مرکزی ناظم نظام العلماء پاکستان رحیم یار خان (٤٥) مولانا سید عبد الکریم شاہ رحیم یار خان (٤٦) مولانا بشیر احمد حامد رحیم یار خان (٤٧) مولانا رشید احمد لدھیانوی رحیم یار خان (٤٨) مولانا محمد عمر فاروق مجلس حزب الانصار بھیرہ (٤٩) محترم حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی، سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ (٥٠) حافظ شمع پروین، سارو کی ضلع گوجرانوالہ (٥١) جناب غلام سرور دیوانہ سارو کی ضلع گوجرانوالہ (٥٢) ناظم جامعہ مدنیہ اٹک شہر (٥٣) محترم محمد شفیع عمر الدین ریٹائرڈ ایڈیشنل کمشنر میرپور خاص سندھ (٥٤) جناب نصیر احمد بنگش ہنگو (٥٥) قاری غلام یٰسین مدرسہ معہد القرآن کراچی (٥٦) مولانا جلال الدین جامع مسجد پراچگان بھیرہ، سرگودھا (٥٧) مولانا محمد سمیع اللہ بلند پور، وہاڑی (٥٨) مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صدر بزم اہلسنت چنوں موم سیالکوٹ (٥٩) حافظ عبد القدوس، سعودی عرب (٦٠) جناب غلام اکبر سلیمانی ڈیرہ اسمٰعیلخاں (٦١) مولانا نور حسین عبد اللہ، ٹیکسلا (٦٢) مولانا عبد الکریم صاحب، نجم المدارس کلاچی (ڈیرہ اسمٰعیلخاں) (٦٣) حاجی مجید احمد چک ٦٢٨۔ جڑانوالہ (٦٤) مولانا محمد شعیب عباسی، ہوتی مردان (٦٥) جناب عبد الرزاق طور، اسسٹنٹ انجینئر ہری پور ہزارہ (٦٦) مولانا اللہ بخش لکڑ ہٹہ، ملتان (٦٧) چوہدری محمود احمد بی اے، ایل ایل بی جنرل سیکرٹری (کالعدم) جماعت اسلامی صوبہ پنجاب، لاہور (٦٨) ڈاکٹر غلام محمد صاحب جنرل سیکرٹری نظام العلماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ (٦٩) جناب زاہد صاحب و بیگم زاہد عابد میڈیکوز راولپنڈی (٧٠) مولانا حکیم عبد الرحیم نائب صدر پاکستان نیشنل پارٹی پنجاب، لاہور (٧١) حکیم مولوی محمد یٰسین انصاری جھنگ صدر (٧٢) میاں محمد عبد السلام، سنت نگر، لاہور۔ ٧٣۔ حافظ فضل احمد صاحب کمشنر ہاؤس، ملتان (٧٤) جناب محمد حنیف خان آفریدی پشاور (٧٥) ابو المظفر مولانا ظفر احمد قادری خطیب مسجد واہگہ ضلع لاہور (٧٦) مولانا غلام ربانی مکی مسجد رحیم یار خان (٧٧) جناب توفیق احمد تاجر کتب، شکار پور، سندھ (٧٨) مولانا سعید احمد صاحب، مدینہ منورہ (٧٩) محترم محمد اسحاق صدیقی، مکۃ المکرمہ (٨٠) آغا ارشد محمود کنونیئر جمعیۃ نوجوانان توحید و سنت، راولپنڈی (٨١) جناب عبد الوحید خان، آزاد کشمیر (٨٢) مولانا محمد نعمان شاہ، ایبٹ آباد (٨٣) صاحبزادہ رحیم آصف مجددی ینگ تھنکرز اکیڈمی ڈیرہ غازی خان (٨٤) قاضی عبد الرزاق صاحب، جدہ سعودی عرب (٨٥) جناب منظور احمد جاوید ایم اے، ایل ایل بی سینئر سب ایڈیٹر روزنامہ

جنگ، راولپنڈی (٨٦) مولانا اشتیاق حسین عثمانی جمعیۃ اہلسنت والجماعت دولت امارات عربیہ متحدہ (٨٧) قاری روح الدین محسن دار العلوم معارف القرآن ہری پور ہزارہ (٨٨) جناب سالاری پانی پتی، شاد باغ لاہور (٨٩) محترم پروفیسر غلام حیدر لیکچرار گورنمنٹ اسلامیہ کالج نارووال (٩٠) جناب غلام رسول کمبوہ (٩١) مولانا غلام نبی قریشی خطیب، پنجاب رجمنٹ راولپنڈی (٩٢) مولانا محمد یوسف دار العلوم العربیہ الاسلامیہ (یو۔ کے) (٩٣) جمعیۃ طلبہ جامعہ فاروقیہ، شیخوپورہ (٩٤) استاذ العلماء مولانا جلال الدین حقانی بھیروی، مولانا قاری عنایت اللہ قادری، مولانا قاری جمیل احمد، مولانا لیاقت علی البدر، مولانا محمد عاقل، قاری محمود الحسن علوی اور مولانا قاری انتظار حسین اسعد قادری کا مشترکہ تعزیت نامہ (٩٥) صدر و اراکین مجلس منتظمہ تعلیم القرآن سوسائٹی سمن آباد لاہور (٩٦) مولانا ناظم الدین، مولانا عبد اللہ، مولانا میر محمد، احسان اللہ بھیوڑ نائب امیر نظام العلماء حلقہ جونگل تحصیل ٹھل، ضلع جیکب آباد سندھ کا مشترکہ تعزیت نامہ (٩٧) محمد نعیم الحق صدر جمعیۃ طلباء اسلام وہاڑی، سابق صدر نجیب اللہ صاحب، محمد نعیم الحق صاحب، محمد اکبر فاروقی صاحب، محمد حنیف، حبیب اللہ، حافظ عبید اللہ، زمان قاسمی اور دیگر حضرات کا مشترکہ تعزیت نامہ؛

دار العلوم العربیۃ الاسلامیۃ

DARUL ULOOM AL-ARABIYA AL-ISLAMIYA
COLLEGE OF FURTHER ISLAMIC EDUCATION AND SECONDARY SCHOOL

Holcombe Hall,
Holcombe,
Nr. Bury, Lancs.
BL8 4NG U.K.
Tel. RAMSBOTTOM (070682) 6106

Our Ref: Your Ref: Date: ١١ شعبان ١٤٠٦

باسمہ تعالیٰ

مخدوم و مکرم حضرت مولانا محمد اجمل صاحب زید مجدہم

بعد سلام مسنون اخبارات کے ذریعہ سے [illegible] کا حال معلوم ہوا [illegible]

[illegible]

اللہ تبارک [illegible]

[illegible] ہسپتال میں [illegible] اور یہاں پر سبھی

دعا کرتے اور متفکر تھے کہ بالآخر انتقال پر ملال کی خبر پہنچی اور ایصال ثواب اور

[illegible] ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضرت تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یوسف

(حضرت مولانا یوسف متالا مدظلہ کا تعزیتی خط)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی (اکوڑہ خٹک) کا تعزیتی خط

تاریخ ...یکم...مئی...۸۵

گرامی قدر مخدومی المکرم صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری صاحب زید مجدکم

سلام مسنون۔

جانشین حضرت لاہوریؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس اللہ سرہ و جعل الجنۃ مثواہ کے انتقال
کی خبر بندہ و جملہ متعلقین کیلئے بے پناہ رنج و الم کا باعث بنی۔ حضرت رحؒ بے پناہ خوبیوں کے حامل تھے
علم و عمل کے پیکر، شرافت و تقویٰ کے مجسم اور اسلاف کے صحیح جانشین کی حیثیت سے انہوں نے
اپنی تمام زندگی اعلاء کلمۃ اللہ، قرآنی علوم و معارف کے پھیلانے اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ
کیلئے شب و روز سعی میں مصروف رہ کر صرف کر دی۔ ان کے مزاج میں تواضع و انکساری کھوٹ کوٹ
کر بھری ہوئی تھی۔ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کی رحلت کے بعد حضرت مرحوم نے ان کے روحانی و علمی سلسلوں
کو جس احسن طریقہ سے قائم و دائم رکھا یہ ان کے اخلاق عالیہ، اخلاص تقویٰ اور علمی کمالات ہی کا
نتیجہ تھا۔ بندہ کے ساتھ جب بھی ملاقات ہوتی انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ ان کی
جدائی صرف آپ کے خاندان کے لئے صدمہ ناگہانی نہیں بلکہ بندہ و میرے سارے متعلقین، پورا علمی طبقہ
اور پورے ملک کے لئے ایک ناقابل برداشت سانحہ ہے۔ چونکہ دار فانی سے دار البقاء کی طرف منتقلی حق تعالیٰ
کا اٹل فیصلہ ہے۔ قابل رشک ہیں وہ احباب جو حضرت رحؒ جیسی زندگی رب العزت کی اطاعت میں گزار کر رخصت
ہو جائیں۔ دار العلوم کے تمام طلباء و اساتذہ نے جو کہ سراپا غم بنے ہوئے ہیں حضرت کے رفع درجات کیلئے
قرآن مجید ختم اور ایصال ثواب کے لئے دعوات مغفرت کی محافل کا انعقاد کیا۔ رب العزت
حضرت مرحوم کو اپنی آغوش مغفرت میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے انوار و برکات آپ اور
سارے متعلقین و احباب پر جاری و ساری رکھے۔

والسلام

برخوردار مولانا سمیع الحق و حافظ انوار الحق کی طرف سے مضمون واحد ہے

العبد عبدالحق عفی عنہ
مہتمم دار العلوم حقانیہ

---

۱۱ شعبان ۱۴۰۵ھ

حضرت مولانا مظہر حسین صاحب چکوال کا تعزیتی خط

بخدمت صاحبزادہ مولانا محمد اجمل صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور رحمہ اللہ تعالیٰ
کا سانحہ ارتحال باعث صدمہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت سے کس کو
[illegible]
حق تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ جنت الفردوس نصیب ہو۔ آمین۔
بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناسازی طبیعت کی وجہ سے ابھی بلکہ عزیزم
محمد ظہور الحسین سلمہ کو تعزیت کیلئے بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سب اہل خانہ
کو متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ اور [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال

4-5-1985

محترمی و مکرمی، بطل حریت جناب میاں صاحب! دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔ یہاں بھی آپکی دعاؤں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم
سے ہر طرح کی خیریت ہے۔ حضرت قبلہ بقیۃ السلف، امام اہلسنت، مجاہد اسلام حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات
کی خبر سنکر اسقدر صدمہ ہوا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت ہمیں حقیقی معنوں میں یتیم کر گئے۔ خدا کی قسم سینہ زخموں سے
چور چور ہو گیا ہے۔ آنکھوں سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں کسی طرح بھی صبر نہیں آ رہا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب ہمارا
کیا بنے گا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ یہ کچھ ہونے والا ہے۔ تو میں چھٹی مزید دو ہفتے بڑھا لیتا۔ مجھے اسقدر صدمہ
ہوا کہ شاید اپنے والد صاحب مرحوم کی وفات پر بھی مجھے اتنا صدمہ نہیں ہوا ہوگا۔ میں آپکے غم میں برابر کا شریک
ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر کو جنت کا باغ بنائے۔ انکے درجات اور زیادہ بلند فرمائے اور ہمیں
انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین) ہمارے تمام ساتھی خاص طور پر حضرت مولانا رشید اکبر
مولانا فضل محمد صاحب قادری۔ مولانا محمد سلیمان بلوچ۔ مولانا بشیر احمد ہزاروی۔ مولانا محمد ہارون اسلام آبادی
مولانا خلیل احمد ہزاروی۔ قاری وحید الرحمٰن۔ محمد رفیق صابری صاحب بہت افسوس کر رہے ہیں۔ اور آپکے غم
میں برابر کے شریک ہیں۔ اور حضرت کیلئے سب کے سب دعاگو ہیں۔ ڈاکٹر اکمل صاحب اور دیگر اہل خانہ تک
ہمارے جذبات پہنچا دیں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو۔ تو حکم فرمائیں۔

والسلام

خاکپائے اسلاف اشتیاق حسین مشتاق

ناظم المطبوعات و نشریات جمعیت اہلسنت امارات

LAHORE 6.5.85 19

محترم قادری صاحب،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

اوقاف ہیڈ آفس ایمپلائز یونین کا ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت سید انوار صمدانی صدر یونین منعقد ہوا۔ جس میں خصوصی طور پر ملت اسلامیہ کی عظیم المرتبت دینی شخصیت اور آپ کے والد بزرگوار جناب مولانا عبیداللہ انور (رح) کی موت پر اظہار رنج و غم کیا گیا۔ صدر یونین نے مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اور دعائے مغفرت کی گئی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے بعد عجز دعا کرتے ہیں کہ رب العزت مرحوم کو جنت میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا کرے اور آپ کو بمعہ اہل خانہ صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز خدائے بزرگ و برتر ہم سب کو مرحوم کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین،

والسلام،

آپ کا شریک غم

[signature]

(پیر قاسم احمد کیانی)
جنرل سیکرٹری اوقاف ایمپلائز یونین

(مولانا) محمد یوسف — ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر و مہتمم دارالعلوم پلندری فون ۲

تاریخ ۲۹ اپریل ۱۹۸۵

مخدوم و محترم جناب اجمل قادری صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

یہ خبر بڑے دکھ کے ساتھ سنا کہ حضرت صاحب اس دار فانی [illegible] دار فوقت کو رخصت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [illegible] [illegible] پر جو کیفیت ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت صاحب بلاشبہ آپ کے والد شفیق تھے مگر وہ ہم سب کے [illegible] حضرت ہم سب کے [illegible] قیمتی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ملت [illegible]

[illegible] کسی قسم کی [illegible] تعلق رکھتا ہے۔
[illegible] حضرت کو [illegible] [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کی کوشش کرو [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]
والسلام
[illegible]

[signature]
29/4/85

مکرمی محترمی صاحبزادہ محمد اجمل قادری، صاحبزادہ محمد اکمل قادری صاحبان

السلام علیکم

[illegible] اور کاروان شیخ الہند کے عظیم پاسدار شاید ہم سے رخصت ہو گئے۔ ابھی پوری قوم اور خصوصاً جمعیۃ علماء اسلام کو حضرت مولانا عبیداللہ انور مرحوم نور اللہ مرقدہ کی ضرورت تھی لیکن خداوند قدوس اپنی حکمتوں کو زیادہ جانتا ہے ہماری ناقص رائے یا فہم و فراست اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔ حضرت مرحوم کا مشن کسی ایک فرد یا جماعت کا مشن نہیں تھا وہ مشن پوری ملت اسلامیہ کا مشن تھا۔ مرحوم نے دینی علمی اور سیاسی محاذ پر جو شاندار خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور علماء حق ان سے ہمیشہ راہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور آپ حضرات کو ان کے مشن کی تکمیل کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

(مولانا) غلام ربانی [illegible] مسجد [illegible]

محترم المقام جناب میاں محمد اجمل قادری صاحب زید مجدکم

سلام مسنون۔ تار موصول ہوئی۔ آپ کے والد ماجد اور

ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال

کی خبر وحشت اثر سن کر نہایت ہی صدمہ اور افسوس ہوا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ملک کی آخری نشانی تھے۔ آپ کی وفات سے

ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو صبر و استقامت دے اور ...

رنج و الم کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

[illegible] بعد اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ سے زیادہ

دین کا [illegible] مدرسہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے

۱۰۰ قرآن پاک [illegible] ۸۰ ہزار کلمہ شریف ختم کرایا گیا ہے

[illegible] یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ والسلام محمد قاسم [illegible]

بخدمت گرامی میاں محمد اجمل قادری صاحب دامت برکاتہم

تعلیم القرآن سوسائٹی لاہور کا یہ عظیم اجتماع حضرت مولانا

عبید اللہ انور صاحب کی وفات حسرت آیات کو ملک و ملت کیلئے

ایک سانحہ عظیم قرار دیتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ حضرت موصوف

کی وفات سے جو خلا پیدا ہو گیا، ایک عرصہ تک پُر نہ ہو سکے گا۔ یہ

اجتماع حضرت مولانا کی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا

ہے اور ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

خداوند کریم موصوف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

صدر

و اراکین مجلس منتظمہ

تعلیم القرآن سوسائٹی رجسٹرڈ

سمن آباد۔ لاہور

تعلیم القرآن [illegible] (رجسٹرڈ)

۱۵۱ اے سمن آباد (اردو [illegible] مسجد) لاہور

1-5-85

محترم عزیز مولوی محمد اجمل صاحب قادری سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

پرسوں اچانک جناب [illegible] احمد شاہ صاحب نے [illegible] ریڈیو کی خبر

سنائی کہ برادر بزرگ یادگار اسلاف حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ہیں چونکہ تین چار

دن پہلے سے بوجہ علالت باہر نہیں جا سکا اور ریڈیو یا اخبارات کا شوق

نہیں اس لئے میں اس سانحہ عظیم سے بے خبر رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

وہ انہیں نعم الخلف اور اپنے بزرگوں کا صحیح قائم مقام ہونے کی توفیق بخشے

اور رشد و ہدایت کا جو چشمہ جاری ہے وہ بہتا رہے آپ [illegible]

ہو۔ عزیزم گھبرانا نہیں اللہ تمہارے ساتھ ہے بیدینی کی باد

مخالف آزمائش کے بعض لمحات تمہارا عزم صادق اور مخالفت

کے طوفانوں سے ڈرنا نہیں۔ تمہاری چچی کی طرف سے عزیزہ [illegible]

کی طرف سے تعزیت اور سلام پہنچا دینا اور ہر دو عزیز [illegible] تمام

جاننے والوں کا شکر [illegible] مولوی محمد یوسف صاحب [illegible] اور عزیز

کی دعا۔ میرے لائق جو خدمت ہو میں حاضر ہوں اور وفات کی

کی تاریخ اور وقت وفات اگر ممکن ہو تو [illegible] حضرت مولانا حبیب اللہ

کی تاریخ اور وقت وفات کے ساتھ لکھ دوں [illegible]

ہماری زندگی کی کتاب اب کچھ دنوں کی رہ گئی ہے اب ان کے بعد اس گرانقدر
یادگار کو کون سنبھالے گا۔

والسلام
دعاگو ناچیز م۔ ا۔ اشفاق احمد
پوسٹ بکس 296 - [illegible]

باسمہ تعالیٰ

محترم مولوی اجمل قادری صاحب

سلام و رحمت — اس اطلاع نے دل و دماغ کو ہلا کر
رکھ دیا ہے کہ آپ کے والد محترم، ہمارے آقا و سردار
ملک و ملت کی روحانی امید، اہل حق کے لیے روشنی
کے مینار حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب حیات
فانی سے گذار کر دار آخرت کی طرف روانہ ہو گئے۔
یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس طرح دل رنجیدہ ہو گیا
ہے میں کس طرح آپ سے کہوں کہ صبر اختیار کریں
جبکہ آپ تو ہمیشہ کے لئے اپنے سرپرست اور شفیق
والد سے محروم ہو گئے ہیں۔
تاہم صبر ہی کرنا ہو گا کہ اللہ اور رسول کا حکم و منشا ہے
ہے اور حضرت والا نے اپنی ساری زندگی اللہ اور رسول
کی رضا میں گذاری ہے۔
میری طرف سے تعزیت و سپاس قبول فرمائیے۔

ڈاکٹر احمد حسین کمال
۱۵۳۳، کورنگی ۶، کراچی ۳۱ — فون 312460

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد مکی حجازی
المدرس بالمسجد الحرام

التاریخ / / ۱۴۰
الموافق / / ۱۸

برادر مکرم اجمل قادری حفظہ اللہ

سلام مسنون۔ آنجناب کی خیریت مدام مطلوب ہے۔
حضرت مولانا مرحوم کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا، درس حرم کے بعد حسب معمول
حضرت موصوف مرحوم کے لئے ختم قرآن شریف اور دعا کرائی گئی
خداوند کریم حضرت مرحوم مغفور کو جنت الفردوس میں مقام عالی عطا فرمائیں اور آپ سب کو
اجر جمیل سے نوازیں۔
مولانا مرحوم ہم سب کے روحانی والد تھے ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا
شاید کہ صدیوں میں پر ہو سکے۔ ایسی [illegible] حلقہ [illegible] کے لئے
عظیم ترین خسارہ ہے۔ ولا نقول الا ما یرضی ربنا
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفرہ وارحمہ [illegible]
وادخلہ فی فسیح جنتک یا رب العالمین
تمام افراد خاندان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ و تعزیت پیش کر دیں۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ایم حجازی

فون: ۴۳۱۰۹۳ حوالہ ۳۳۰-۱۲۸۵ تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۸۵ ع

محترمی و مکرمی جناب مولانا محمد اجمل صاحب

السلام علیکم و رحمة اللہ

اخبارات میں دو تین روز مسلسل مولانا محترم عبیداللہ انور مرحوم و مغفور کی حالت بہتر ہونے کی خبر پڑھنے کے بعد پرسوں اچانک ان کے انتقال کی اطلاع پا کر انتہائی صدمہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جنازے میں شرکت کے لئے ½۶ بجے شام یونیورسٹی گراونڈ پہنچا اور ۸ بجے تک انتظار کے بعد مجبوراً لوٹ آیا کیونکہ میں بھی چھ سات روز سے کھانسی ہلکے بخار میں مبتلا ہوں۔ اسی لئے کل بھی حاضر نہ ہو سکا۔ مولانا مرحوم و مغفور کے انتقال سے آپ کے ساتھ ہر صاحب ایمان کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اعلیٰ علیین میں بلند مراتب سے نوازے۔ اور آپ کو ان کی جانشینی کا حق ادا کرنے کی ہمت و توفیق اور اس بارے میں آپ کی مدد اور رہنمائی بھی فرمائے۔
میں اور جماعت اسلامی کی طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیے اور ڈاکٹر اکمل صاحب اور دوسرے لواحقین کو بھی پہنچا دیجیے۔ طبیعت ٹھیک ہونے پر میں انشاء اللہ اصالتاً بھی حاضر ہوں گا۔

چوہدری رحمت الٰہی صاحب، قاضی حسین احمد صاحب اور مولانا فتح محمد صاحب سب ایک ہفتہ سے لاہور سے باہر ہیں، اسی وجہ سے کوئی بھی اس موقع پر حاضری کی سعادت حاصل نہیں کر سکا جسکا مجھے سخت افسوس ہے۔

خاکسار

طفیل محمد

(طفیل محمد)

محترم جناب میاں محمد اجمل قادری صاحب و

برادرم ڈاکٹر محمد اکمل قادری صاحب!

السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ۔

حضرت الامیر انور اللہ مرقدہٗ کے انتقال پر ملال کی خبر منگل ۹ اپریل 1985 کے اخبارات میں پڑھی تو حضرت رحمة اللہ علیہ سے آخری ملاقات کے حوالے سے دل کو یقین نہ آیا کہ وہ [illegible] ہمیں [illegible] صحرا میں تنہا چھوڑ کر

اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ بہرحال حقیقت کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے [illegible] تھی ہی شاید کیوں نہ ہو اور جب سے یقین آیا ہے تو اسقدر صدمہ ہے کہ ابھی تک نڈھال ہوں۔

سوچتا ہوں مجھے تو زندگی بھر میں صرف ایک دو مرتبہ چند لمحات انکی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آج جب وہ رحلت فرما چکے ہیں تو مجھے اسقدر صدمہ ہے کہ ناقابل بیان ہے اور آپ جو انکی عظیم مہربان ہستی کے سایہ میں پلے بڑھے اور جوان ہوئے۔ انکی اس جدائی سے آپ پر کیا قیامت گذر گئی ہوگی واقعی اسکا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور ہمیں انکے نقش قدم پر گامزن رہنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائیں۔

مخلص
محمد انور ندیم

محترمی و مکرمی جناب اجمل قادری صاحب

سلام مسنون۔

آپ کے والد حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمة اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر جمیع اراکین، مدرسہ، رفقاء، دارالعلوم تعلیم القرآن کو دلی صدمہ ہوا ہے۔

مرحوم آپ کے والد بزرگوار ایک عالم دین، مفسر قرآن، مجاہد اور مخلص اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ اللہ [illegible] دنیا میں سب کے محبوب ہو گئے ہیں۔ [illegible] ایسے صدمہ کا [illegible] کیا جا سکتا۔ [illegible] آپ کے پاس تعزیت کے لئے حاضر ہونا [illegible] احباب کی طرف سے [illegible] حاضر ہو کر [illegible]

حضرت مولانا [illegible] (صدر مدرسین) قاری [illegible] صاحب (مدرس [illegible])

مولانا ڈاکٹر [illegible] — [illegible]

[illegible] حضرات آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جمیل عطا فرمائے [illegible]

والسلام

[illegible] عبدالرحمٰن [illegible] دارالعلوم [illegible] تعلیم القرآن [illegible]

بخدمت اقدس جناب مولانا محمد اجمل، مولانا محمد اکمل خلف الرشید حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ

السلام علیکم

آپ کے والد صاحب کے بارے میں جس عظیم غم سے آپ حضرات کو دوچار ہونا پڑا اس میں آپ تنہا نہیں بلکہ
ہم تو کیا پورا عالم اسلام برابر کا شریک ہے اللہ رب العزت کی مرضی کے سامنے سب بے بس ہیں
اسلام اور مذہب کیلئے جو عظیم قربانیاں حضرت نے دیں ہمیں یقین ہے کہ اس کے بدلے میں
اللہ جل شانہ جنت الفردوس میں انہیں مقام مرحمت فرمائیں گے۔

ہمارے مدرسہ میں حضرت کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی ہو رہی ہے جس کے بعد
ہماری یہی دعا ہے کہ اللہ جل شانہ انہیں اپنے قرب سے نوازیں اور آپ حضرات کو
صبر عظیم اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط دعاگو اسلام محمد عثمان یار خان ابن محمد اسفندیار خان صاحب

جامعہ [illegible] العلوم
الاسلامیة [illegible] العربیة

عنوان علامہ اقبال کالونی۔ شارع جدید کمبار وارہ کراتشی (پاکستان)

JAMIA DARUL KHAIR · Allama Iqbal Colony Sharai Jadid Kumarwara Karachi · Pakistan

---

برادر عزیز مولانا محمد اجمل و محمد اکمل قادری اعزکم اللہ فی الدارین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے حضرت کے حادثہ انتقال کی اچانک خبر سے
انتہائی دلی صدمہ پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ——
یہ تنہا آپ ہی کا غم نہیں رہا تو پوری قوم کو رلا دیا ہے

ہم چھوٹوں پر ان کی شفقتیں زندگی بھر یاد رہیں گی
اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص مقربین (اولیاء) میں جگہ نصیب فرمائیں
اور آپ سب کو صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائیں
جب یہ تعزیتی سطور آپ کو لکھ رہا ہوں تو احساس ہے
کہ اس صدمہ جانکاہ میں کون کس سے تعزیت کرے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اکابر کا بہترین خلف بنائے اور خدمت اسلام کی
بیش از بیش توفیق دے۔ آمین۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن والسلام

مورخہ ۳۰ - اپریل ۸۵ء

محترمی مکرمی مولانا [illegible] مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ممتاز عالم دین اور رہبر پاک و ہند کے روحانی پیشوا حضرت مولانا عبید اللہ انور
کی وفات پر حضرت مولانا صاحبزادہ ابرار احمد بگوی امیر مجلس مرکزیہ حزب الانصار
اور مہتمم دار العلوم عزیزیہ بھیرہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔
اور مولانا مرحوم کیلئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کیلئے اراکین مجلس اور
مدرسین و طلباء دار العلوم عزیزیہ کا تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے
مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم کا شمار ان لوگوں میں تھا جن کی
زندگی قوم کیلئے وقف ہو چکی تھی۔ اس لحاظ سے ان کی موت محض ایک شخصی سانحہ نہیں بلکہ ملت کا
اجتماعی صدمہ ہے۔ مولانا مرحوم کی وفات سے پاکستان ایک باوقار اور معتدل مفکر دین
کی حامل شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی دینی و ملی خدمات قبول فرمائے اور انہیں مغفرت سے نوازے۔
اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

نوٹ: مندرجہ بالا خبر دینی اخبارات [illegible] اشاعت فرما دیں۔
حضرت مولانا محمد اجمل صاحب قادری سے ہماری تعزیت فرما دیں۔ مجلس حزب الانصار کی طرف سے
تعزیت فرمائیں اور آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

والسلام دعاگو
۸۵/۴/۳۰ ناظم [illegible] نشر و اشاعت
مجلس حزب الانصار بھیرہ ضلع سرگودھا

مخدوم و مکرم جناب صاحبزادگان حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا کے وصال کی خبر پہونچنے سے سب ہی کو غم ہوا۔ اللہ تعالیٰ
ان کی مغفرت فرمائے۔ اور جنت میں درجے بلند فرمائے۔ اور ان کے تمام
متوسلین اور متعلقین اور آپکو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ بندہ تو
ایک ماہ قبل ان سے اچھی طرح ملاقات کر کے آیا تھا۔ اس وقت طبیعت
اچھی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کیلئے جو غیب میں
مقدر ہے اسے کوئی نہیں جانتا۔ مولانا موصوف میرے ہم مکتب
ضرور رہے ہیں۔ گو ہم سبق نہیں تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمل پوری
نور اللہ مرقدہ کے گھر میں ان کا قیام تھا۔ اور ان کی خاص نظر کرم ان پر تھی
پھر دیوبند جاکر انہوں نے تکمیل فرمائی۔ حرم سے جو کچھ ہو سکے گا۔
قرآن، طواف عمرہ اور حج سے ان کو ثواب پہنچانے کی کوشش کرینگے
ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بندہ کو ان سے اور ان کو بندہ سے خاص
تعلق تھا۔ جیسے ان کے بڑے بھائی مولانا حبیب اللہ صاحب سے بندہ کو
خاص محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپکے خاندان کو ایک امتیازی شان
بخشی ہے جس کے فیوض و برکات عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات
کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقط والسلام

از طرف۔ مولانا سعید احمد صاحب۔ مدینہ طیبہ

مقیم مقفل عظیم ۱۴۰۵/۸/۱۰ھ

[illegible]



جناب میاں اجمل قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج ریڈیو پاکستان سے آپکے عظیم المرتبت والد گرامی جانشین

شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ کی وفات کی
خبر سن کر دل کو سخت دھچکا لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
مرحوم کی وفات ایک بہت بڑے سانحے سے کم نہیں ہے۔
آپ کی دینی خدمات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں
بلکہ ہمارے حضرت جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید
ابوذر بخاری مدظلہ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا کہ "لوگو
مولانا عبید اللہ انور کے وجود کو غنیمت جانو۔ ان کے
بعد جمعیت علماء اسلام کی صفوں میں سے ایسا آدمی
اٹھنا مشکل ہے"۔
اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو یہ غم و اندوہ برداشت کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ اور حضرت کی زوجہ محترمہ کو صبر جمیل۔
آپ کی موت ایک عہد کی موت ہے ایک زمانہ
کی موت ہے جس پر جتنا افسوس کیا
جائے کم ہے۔
اور اب صبر کے علاوہ ہم کر بھی کیا سکتے
ہیں۔ موت کا تو ایک وقت معین ہے
جو ہر حالت میں آنا ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے۔
آج وہ کل ہماری باری ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں
اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں
اور ان کی لحد پر کروڑوں رحمتیں

والسلام

آپ کے شریک غم

اراکین مجلس احرار اسلام تلہ گنگ

دفتر مجلس احرار اسلام۔ بالائی منزل مسجد ابوبکر صدیقؓ
محلہ صدیق اکبر۔ تلہ گنگ ضلع اٹک۔

مکۃ المکرمہ
جمعۃ 3-5-85

ومحب الاحترام صاحبزادہ مولانا اجمل قادری صاحب مدظلہ و حرمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو یوم قبل جب میں جدہ راقم آثم کی
رہائش سے [illegible] صاحب کے ہاں پاکستانی اخبارات کا جائزہ لے رہا تھا تو
جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور نوراللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات کا
سن کر قلب و جسم پر لرزہ کی کیفیت طاری ہو گئی فوراً زبان سے
انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہوا۔ اس کے بعد قدرے سکون ہو
گیا۔ اپنے طور پر اجتماعی دعا [illegible] متعلقین احباب کی [illegible]
[illegible] کے لئے عمرہ بھی ادا کیا [illegible] اللہ رب کریم
قبول فرمائے [illegible]
[illegible]
[illegible] کی توفیق [illegible]
[illegible]
[illegible] کا کوئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محترم المقام جناب حضرت مولانا قاری محمد اجمل صاحب دام برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ   خیریت مطلوب

اچانک خبر انتقال حضرت مولانا انور صاحب رحمہ اللہ
کے جانشین کی سن کر دلی صدمہ ہوا۔ رات کو [illegible] تعزیتی

جلسہ ہوا جس میں تمام حضرات نے مرحوم کی خدمات کو سراہا
اور جامعہ صدیقیہ [illegible] جامع مسجد میں برائے ایصال
ثواب ختم قرآن مجید پڑھایا گیا اور دعائے مغفرت کی گئی
اور پسماندگان کیلئے دعائے صبر جمیل کی گئی۔
دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے
بعد آپ کو ان کا صحیح جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے

آپ کا خیر اندیش
قاضی عبداللطیف [illegible]
[illegible]

مخدوم جناب برادرم مولانا اجمل قادری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسم دنیا کے مطابق چند تعزیتی الفاظ لکھ رہا ہوں ورنہ حقیقت آپ کو
صدمہ [illegible]
اللہ تعالیٰ حضرت والد بزرگوار [illegible] زندگی پر جنت الفردوس میں جگہ دیں آمین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

والسلام
[illegible] خان
30-4-85

مکرمی و محترمی مولانا محمد اجمل قادری صاحب و دیگر ارکان عاملہ خدام الدین اکیڈمی ،

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ،

گزشتہ کل (۲۹/اپریل/۱۹۸۵) اخبارات کے ذریعہ بقیۃ السلف ، حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے انتقال کی پڑھی ۔ جس سے کافی دیر تک طبیعت پر اثر رہا ۔ حضرات اساتذہ ، موجودین جامعہ بھی دفتر میں جمع ہوئے ۔ مدرسہ میں بھی برائے ایصال ثواب کے قرآن خوانی کرائی گئی ۔ لیکن تاحال طبیعت متاثر ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائیں ، اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مراتب سے نوازیں ۔ آمین ۔

یقیناً یہ حادثہ ملک و ملت کیلئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے ، حضرت والد محترم ، شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں ورنہ وہ خود اس حادثہ فاجعہ کے موقعہ پر حاضر ہوتے ، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صبر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں ،

حضرات اساتذہ جامعہ کی دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپکی دستگیری فرمائیں ،

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ،

آپکا مخلص

(دستخط)

(محمد عادل خان)



و دیگر اساتذہ جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل

قبلہ محترم حضرت میاں محمد اجمل قادری صاحب

خلف رشید حضرت علامہ عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

جناب عالی!

آپ کے عظیم مرتبت والد گرامی قدر شیخ الحدیث مفسر القرآن حضرت علامہ عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے قاصر ہوں ۔ خدا مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی قبر کو جنت کے باغوں کا ایک باغ بنا دے ۔ آمین ۔

حضرت کی رحلت کے بعد دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی سعادت عطا فرمائے ۔ آمین ۔ ہم تمام آپ جیسی [illegible] انسانی خدمت کرنے اور [illegible] حاصل کر سکیں ۔

شکریہ

آپ کے غم میں شریک

محمد رشید [illegible] ناظم اعلیٰ

میراں حسین [illegible] ناظم [illegible]

یاران بادہ خوردند و رفتند ۔ تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

چو رفت از دست خم و جام ساقی ۔ بجا جز غم نماند ہیچ باقی

Phone No. 26



چونکہ گل رفت و گلستان درگذشت ۔ نشنوی زیں پس ز بلبل سرگذشت

Dar-ul-Aloom Islamia
LAKKI MARWAT Distt. BANNU (Pakistan)

تاریخ ۶ رجب ۱۴۰۵ھ

حوالہ

Dated 26-4-1985

باسمہ تعالیٰ

مخدوم زادہ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب قادری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج عالی بخیر ہو ۔ بوجہ بیماری حاضر خدمت نہ ہوسکا ۔ مجھے تو بیماری تھی ۔ اور حضرت کے انتقال پُرملال کی خبر سے میری بیماری میں اتنا اضافہ ہوا ۔ کہ نقل و حرکت بڑی تکلیف سے کرتا ہوں ۔ بتانے کی ضرورت نہیں ہے سمجھ گئے ہوں گے کیا ہوا ۔ حضرت مرحوم کی زیارت بار بار سے کبھی دل سیر نہیں ہوا ہر وقت پیاس ہی پیاس رہتا ۔ موجودہ دور فتن میں ایسے [illegible] گوشہ عزلت میں [illegible] اوقات عزیزہ کو قیمتی بنایا ۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ مقاماً عالیاً فی اعلیٰ علیین ورحمہ اللہ حمداً جمیلاً و جزاہ جزاءً جزیلاً ۔ اللہ کرے حضرت مرحوم کی علمی عملی اخلاقی روحانی نورانی برکات فیوضات کمالات جناب کی طرف منتقل فرمائے ۔ آپکو اور تمام متعلقین و منتسبین و مریدین کو خصوصاً امت مسلمہ کو عموماً اتباع نصیب فرمائے ۔ [illegible] العلوم [illegible] خدام الدین [illegible] تو علوم نبوی کا سرچشمہ [illegible] مرکز بنائے رکھے ۔ آمین

[illegible] حضرت مولانا [illegible] کو [illegible] کر دیا تھا۔ جناب کی خصوصی

شفقت و محبت مخلصانہ کرامات [illegible] ہر وقت یاد رہیں گی

اساتذہ و طلبہ و دیگر احباب حضرت مرحوم کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

[illegible] کے حق میں [illegible] دعا [illegible] اور

[illegible] عیادت [illegible]

[illegible]

والسلام

از جامعہ ١٥٦ [illegible]

2-5-85

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

مکرمی و معظمی جناب منتظم صاحب رسالہ خدام الدین لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی

رسالہ زیر نظر مورخہ ٢٦ اپریل ۸۵ء مورخہ ٢٨ اپریل کو

موصول ہوا رسالہ [illegible] ہی حضرت مولانا [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

کی علالت کے متعلق دیکھنے میں آیا [illegible]

لیکن [illegible] ریڈیو کی خبر [illegible] سے سنی گئی کہ حضرت [illegible]

کی وفات ہوگئی ہے اور جنازہ بھی ہو چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت [illegible] کو جوار رحمت

میں جگہ عطا فرمائے اور متعلقین و متوسلین جن میں ہم بھی شامل ہیں

کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ [illegible] ٧٤٩

[illegible]

[illegible] کو [illegible] جنت الفردوس [illegible]

الحق: حاجی [illegible] احمد [illegible] پوسٹ بکس نمبر 682

[illegible] نمبر 11476 [illegible]

---

٢٦ شعبان المعظم

از ایبٹ آباد [illegible]

5-5-85

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد اجمل صاحب قادری [illegible]

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میری ملاقات تو آپ کے

ساتھ نہیں ہوئی ہے لیکن آپ کے بزرگوں کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔

میں حضرت قطب زماں شیخ التفسیر مولانا و مرشدنا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا مرید ہوں۔ اور آپ کے والد حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ دیوبند شریف میں شریک درس رہا ہوں۔ اور آپس

میں بڑی محبت تھی۔ آپ کے والد صاحب کی وفات پر مجھے صدمہ ہوا ہے

خداوند تعالیٰ ان کو جنت فردوس میں اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال

کرے۔ اور آپ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائیں آمین۔

میں آپ کے ساتھ اس غم میں شریک ہوں۔ یہ خط میں نے

بطور تعزیت لکھا ہے اور خود بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی

کوشش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ چونکہ میں بیمار ہوں اس لئے شفا کے

لئے آپ کی دعا کا محتاج ہوں۔ فقط والسلام

[illegible]

اگر میں پاکستان کا وزیرِ اعظم ہوتا؟

از ڈاکٹر لال دین صاحب اخگر ایم اے بی ایچ ڈی شیخوپورہ

قسط ۳

یہ دعویٰ کرنا کہ میرا پاکستان عہدِ صدیقیؓ و فاروقیؓ کا آئینہ دار ہوگا سراسر مجذوب کی بڑ سے بھی کچھ زیادہ حماقت ہوگی — اُن مبارک عہود میں مہرِ رسالت کے انوار تھے۔ ان لوگوں کی تعلیم و تربیت کا پروردگارِ عالم نے مکتب نبویؐ میں خود اپنے دستِ قدرت سے انتظام کیا تھا۔ ع

"ایں خانہ ہمہ آفتاب است"

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ (میرے ہمنشینؓ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اقتدا کروگے منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے)

ان تلامذۂ مصطفویؐ کی حُبِّ رسولؐ، صدق و صفا، بذل و ایثار، بے باک عدل و انصاف، مساوات و مواخات کی فردوسی بہاریں، شجاعت و پامردی کی بے بدل داستانیں، قرآن پاک کی تعلیم و تعلّم کی سرگرمیاں، شب بیداریاں اور خلقِ خدا کی خدمت کے صادقانہ جذبات کا عملی ظہور آج مسلمانانِ عالم میں بڑی حد تک ناپید ہے بلکہ قصۂ پارینہ بن کر رہ گیا ہے۔

ہائے، ہائے!

وہ معزّز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

آج ہماری حالت دین سے بغاوت، جہالت کی گرویدگی، لہو و لعب، عیش و عشرت، منافقانہ پالیسیاں، ریشہ دوانیاں، روباہ مزاجیاں، دین کے لباس میں باطل پرستیاں، حکّام، علماء، عوام اور سرمایہ پرستوں کا حرص و آز کے مرض میں مبتلا ہونا سب پر عیاں ہے۔ الّا ماشاء اللہ!

ہم بدنصیبوں پر خود قرآن پاک کی شہادت ہے۔ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (بلکہ تم ہمیشہ دنیا کے متعفّن ڈھیر پر پل پڑتے ہو۔ کاش! تم کو معلوم ہوتا کہ آخرت کا گھر سعادتوں کی جنت ہے اور ابدیت کی فردوس ہے۔

المختصر! ؎

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک
کجا موسیٰؑ، کجا دجّالِ ناپاک

ہماری اسلام سے رُوگردانی عوام، حکّام بلکہ دینِ متین کے اجارہ داروں کی ملمع سازیوں کو دیکھ کر ہمارے اپنے ضمیر کا فتویٰ ہے کہ ہمارا مستقبل تاریک ہے اور بالکل تاریک ہے اور مستقبل کا مؤرّخ ہم کو "ننگِ آدم، ننگِ دیں، ننگِ وطن" کہنے کا ہزار دفعہ استحقاق رکھے گا ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

بڑھیا کی کٹیا سے لے کر شبستانِ شاہی تک ایک طوفانِ

بے تمیزی اپنے تباہ کن انداز سے سب کو اپنی موجوں کی لپیٹ میں لے رہا ہے۔

پروردگارِ عالم اور ابلیس کی گفتگو کو ایک بار پھر پڑھیے۔ آپ کو عقلِ انسانی کا واسطہ دے کر عرض کیا جاتا ہے کہ حقیقتِ قرآنی کی صداقت کو مانئے اور پھر اپنے ماحول کا جائزہ لیجئے کہ حضرتِ ناصح اور سامعینِ کلام دونو کی کشتی بے دینی کے گرداب میں ہچکولے کھا رہی ہے یا نہیں؟

دشمنِ ازلی، راندۂ درگاہِ الٰہی اپنے فطری تقاضوں کے مطابق انتقام کی آگ میں جل بھن کر باری تعالےٰ کے حضور میں عرض پرواز ہے لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں بھی چند نفوس کے اس کی (آدم) نسل کو قابو کرکے رہوں گا — ارشاد ہوا۔ قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا (دفع ہو جا، پھر ان میں سے جو کوئی تیرے ساتھ ہوا۔ تو جہنم تم سب کی پوری سزا ہے) — وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ وَ اَجْلِبْ عَلَیْھِمْ بِخَیْلِکَ وَ رَجِلِکَ وَ شَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْھُمْ (ان میں سے جس کو تو اپنی آواز سنا کر بہکا سکتا ہے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے بھی چڑھا دے اور ان کے مال اور اولاد میں بھی شریک ہو جا۔ اور ان سے وعدے کر) لیکن قاریٔ قرآن حکیم کو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا تھا وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (اور شیطان کے وعدے بھی تو محض فریب ہی تو ہیں)

اے برادرانِ اسلام!

ابلیس کے کعبے (سینما گھروں) میں فلمی گیت، ریڈیو کے فرمائشی گانے، ٹیلی ویژن کی رنگین ستار بجانے والیاں، ہوٹلوں میں، کاروں میں، لاریوں میں، بازاروں میں چلتے پھرتے ٹیوں میں غرضکہ جوتے گانٹھنے والے موچی سے لے کر کجکلاہانِ سلطنت کے ایوانوں تک اگر نظر دوڑائی جائے تو صوتِ ابلیس کی سحرکاری اور فرمانروائی ہی ہے۔ الامان! اب ٹی۔ وی۔ آر بھی روحانی غذا کا کام دینے لگی۔ لاکھوں روپوں کا ضیاع، وقت کا ضیاع، دولتِ ایمان کی بربادی!

ایک قلندر نے مسلمانوں کی پستی کی یوں نشاندہی کی تھی ؎

عصرِ ما مارا ز ما بیگانہ کرد
از جمالِ مصطفیٰؐ بیگانہ کرد — اقبال

"مسلمانو! دورِ حاضر کی لادینی کے عفریتوں کی یلغار نے ہمارا تعلق آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم کر دیا ہے۔ کبھی ہم غلامانِ مصطفیٰؐ تھے اب شیطان لعین کے ہاتھوں میں کٹ پتلیاں ہیں۔ آئیے۔ حکّام، عوام بلکہ علماء و مشائخ کے گھروں کی تلاشی لیجئے۔ ہر گھر میں قرآن پاک کے غلاف پر گرد پڑی ہوتی ہوگی۔ لیکن ریڈیو اور ٹیلی ویژن ایک ایسی جگہ سجایا گیا ہوگا جہاں تمام افرادِ خانہ (بوڑھی اماں سے لے کر شیرخوار بچّے کو دودھ پلانے والی بیگم تک) نہایت اہتمام سے حظّ اٹھا سکیں۔ ع

حیف گر ایں پیش امروز شود فردائے ما!

یاد رہے امّتِ محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گنتی کے افراد ان طلسماتی دھنوں کے اثر سے بچ جائیں تو یہ ایزد تعالےٰ کا خصوصی فضل ہے۔ کیونکہ

شیطان کو اپنے دربار سے دھکا دلا کر خداوندِ عالم نے یہ بھی فرمایا تھا اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلاً (بیشک میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہوگا اور تیرا رب کافی کارساز ہے)

الحمد للہ! مَیں نے ایامِ طفولیت سے لے کر عالمِ کہولت تک اردو، فارسی، انگریزی اور عربی کے ہر قسم کے لٹریچر کو اپنے امتحانی نصاب میں پڑھا ہے ان میں عریانی و فحاشی موجود ہے۔ لیکن خدائے قدوس کی قسم! پاکستان کی دوشیزگان نے جب سے میدانِ شعر و شاعری میں قدم رکھا ہے اُس کی مثال عرب کے مشرک، شرابی اور زانی شعراء کے کلام میں بھی ندارد!

وائے! وہ ملک جس میں اقبال مرحوم نے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مقامِ فنائیت پر پہنچ کر خالقِ کون و مکاں کا پیغام مسلم قوم کو دیا تھا ؎

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور جس مملکت خداداد کی تمنّا میں مولانا حالیؒ نے فرشِ خاکی سے عرشِ عظیم سے آگے جانے والے روحِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں خون کے آنسو پیش کر کے آپؐ کی امّت کی بدحالی کی شکایت کی تھی ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسُلؐ وقتِ دعا ہے
امّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

اور اس دعا کی قبولیت کے صلے میں ہم کو صدیوں کی غلامی کے بعد فرشتگانِ قضا و قدر کے دفتر سے حکومتِ الٰہیہ کے نفاذ کا پروانہ ملا تھا۔ ہائے افسوس —! واحسرتا! وامصیبتا! — اس مملکت کی دوشیزہ اداکارہ بن کر زندگی بسر کرنے کو ترجیح دیتی ہے تاکہ ایوارڈ حاصل کر سکے! کاش! تُو فاطمہ بنتِ عبداللہ کا جذبہ لے کر جیتی جس نے طرابلس کی جنگ میں سقّائی کے فرائض ادا کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا تھا!

کیا یہ نسوانی آواز نہیں؟

۱۔ دلبر جانی! تو نے کہی اور مَیں نے مانی۔

۲۔ مینوں دھرتی کلی کرادے
مَیں نچّاں ساری رات

۳۔ ڈسکو ڈانس — وغیرہ وغیرہ۔

ابلیسی آواز اب انگریزی تہذیب کے روندے ہوئے سرپھروں کے گھروں سے ملّاؤں کے گھروں میں بھی پہنچ گئی ہے۔ ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

؎

مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دَور کے مُلّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی

میرے عنوان "اگر مَیں پاکستان کا وزیر اعظم ہوتا؟" کی سطور میں مذکورہ بالا چند خیالات ویسے ہی گھس آئے ہیں۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اصلاحی اور فلاحی مملکتِ پاکستان کی نمائندگی کروں گا!

(جاری ہے)

اعلان

جامع مسجد خضراء سمن آباد

ماہانہ مجلس ذکر آئندہ ۲۳ جولائی

بروز اتوار بعد نماز مغرب

منعقد ہو گی۔

جانشینِ امام الہدیٰ حضرت مولانا

میاں محمد اجمل قادری مدظلہ

مجلس ذکر کرائیں گے۔

سفرِ آخرت قریب ہے



جلد ہی دنیا تمہارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مُردوں کی فہرست میں شامل کر دے گی۔ تمہارے نام کی مسلیں عدالتوں میں داخل دفتر ہو جائیں گی احباب و اقربا چند روز تمہیں خوب یاد کر کے ہمیشہ کے لئے بھول جائیں گے۔ والدین بہت روئیں گے بالآخر مایوس ہو کر خاموش ہو جائیں گے۔ بیوی کچھ عرصہ تک سوگوار رہے گی مگر چند روز کے بعد حالات کی تبدیلیاں اسے تازہ مشاغل میں الجھا دیں گی۔ بچے بہت یاد کریں گے لیکن رفتہ رفتہ ان کے ذہن سے بھی تمہارا نقش محو ہو جائے گا طوفانِ بادِ باراں کے تھپیڑے تمہاری قبر کی بلندیوں کو ہموار کر کے تمہارا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ چند سال بعد تم ایک بھولے بسرے خواب کے مصداق بن جاؤ گے اور نصف صدی گزرنے پر اس بات کا باور کرنا دشوار ہو گا کہ تم کبھی دنیا میں تھے ؎

کھا یا ہے زمانے کو اے بیدرد زمیں تو نے
ڈالے ہیں آغوش میں اپنی زمانے کے حسیں تو نے

لہٰذا

● حیاتِ مستعار کے چند لمحات میں کچھ نیک کام کر لو۔ دامن گلوں سے بھر لو۔ دنیا ہے چند روزہ۔

● دنیا پیٹھ موڑ رہی ہے آخرت سامنے آ رہی ہے۔ تم آخرت کے چاہنے والے بنو۔ دنیا کے چاہنے والے نہ بنو۔ (حضرت علیؓ)

● آج کا دن کام کا ہے حساب کا نہیں اور کل کا دن حساب کا ہو گا کام کا نہیں۔ (حضرت علیؓ)

● اس دنیا کے لئے صرف اتنی محنت کرو جتنا تمہیں یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لئے بھی اتنی محنت کرو جتنا تمہیں وہاں رہنا ہے۔ (؟)

● افسوس ہے کہ تم اپنے مُردوں کو تو دفن کرتے ہو عبرت نہیں پکڑتے! ؎

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب سے اٹھتا ہے جو جانا دور ہوتا ہے

(ماخوذ)

مرسلہ: خاموش مبلغ
محلہ سادات ملتان

● مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے بسیں گے دوسرے اور حساب تُو دے گا۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

اعلان

آئندہ آیت کریمہ مورخہ ۲۷ جولائی بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد شیرانوالہ میں پڑھی جائے گی۔

نیز
جامع مسجد شیرانوالہ میں

جمعہ کی پہلی اذان ۱۲½ بجے تقریر پونے ایک بجے شروع ہوتی ہے اور نماز جمعہ ٹھیک ۱½ بجے ادا کی جاتی ہے۔